فتاوی حامدیہ

تصنیف:

حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں

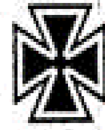
قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ

جمع و ترتیب

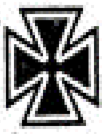
مولانا محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

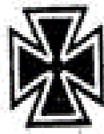
مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

شبیر برادرز ۴۰۔ اردو بازار لاہور

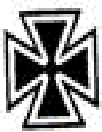


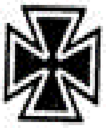
فہرست مضامین



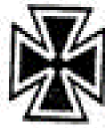


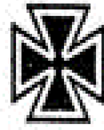
فہرست مضامین



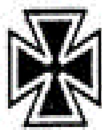


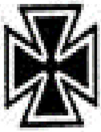
فہرست مضامین



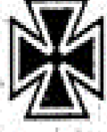


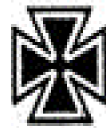
فہرست مضامین



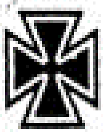


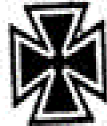
فہرست مضامین



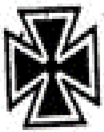


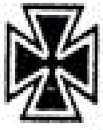
فہرست مضامین



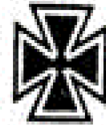


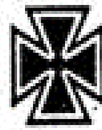
فہرست مضامین



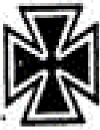


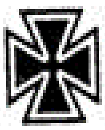
فہرست مضامین



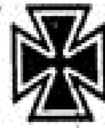


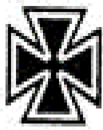
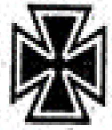
فہرست مضامین



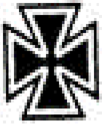


فہرست مضامین

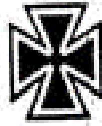


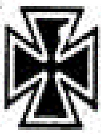



فہرست مضامین

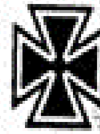


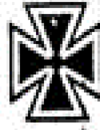
فہرست مضامین



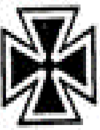


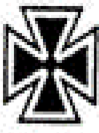
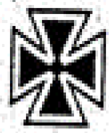
فہرست مضامین



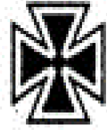


فہرست مضامین

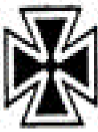


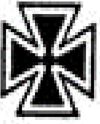



فہرست مضامین

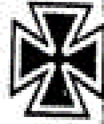


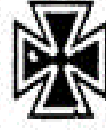
فہرست مضامین



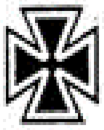


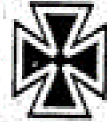
فہرست مضامین



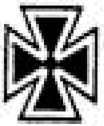


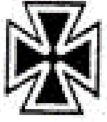
فہرست مضامین



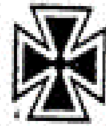


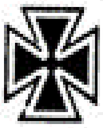
فہرست مضامین



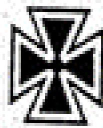


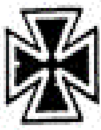
فہرست مضامین



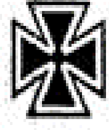


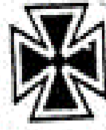
فہرست مضامین



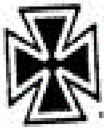


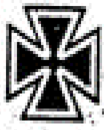
فہرست مضامین



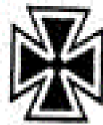


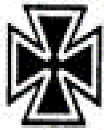
فہرست مضامین



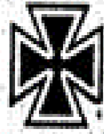


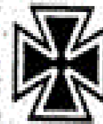
فہرست مضامین



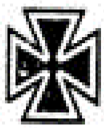


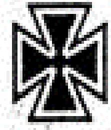
فہرست مضامین



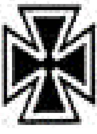


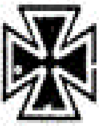
فہرست مضامین



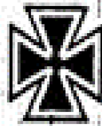


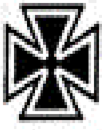
فہرست مضامین



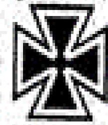


فہرست مضامین





فہرست مضامین



تمت

تمت

تمت

تمت

تمت

انتساب

ترتیب و تبییض کی ہماری یہ حقیر کاوش افق اسلام پر چمکنے والے علم و فضل کے اس

"سورج"

کے نام جسے دنیائے اسلام فقیہ اسلام، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت العلام الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

جن کے فیضان علمی نے مجھ ہیچ مدان کو کسی قابل بنا دیا!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نشتر فاروقی

یکے از خدام حضور تاج الشریعہ و مرکزی دار الافتاء

پیغام منانی

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں دام ظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم العلماء حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت جد اکرم علامہ الحاج الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں علم شریعت کی مہارت اور حدیث پاک کی تعلیم، علوم عقلیہ پر تعلیم وتدریس کا عبور اور تمام علوم دینیہ پر کامل دسترس، یہ ایسی باتیں ہیں جن کو سارے اہل علم واہلسنت جانتے ہیں۔

حجۃ الاسلام متحدہ ہندستان کے جید علمائے اعلام میں سے تھے جن کے علم وفضل زہد وتقوی کی روشنی نے پورے برصغیر میں چودہویں صدی کے نصف آخر کو روشن اور منور ومجلّی کر رکھا ہے جن کے خوان حکمت ودانائی کے ریزہ خوار اور آفتاب علم ومعرفت کے مقتبس پوری دنیا میں ستاروں کی طرح روشن ومنتشر ہیں، کردار سازی میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا کم ہی محروم القسمت لوگ ہوں گے جو آپ کی صحبت سے بے فیض اٹھے ہوں ورنہ جو ذرہ اٹھا آفتاب ہوا جو قطرہ چمکا در شاہوار ہوا جو کلی چٹکی مشکبار ہوئی، آج پورا ہندوپاک کی اکثریت بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے منسلک ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے فتاویٰ کی تعداد کیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم زیادہ تر آپ کی فرصت کے اوقات بھی سوال و جواب اور دینی تربیت میں ہی صرف ہوتے روزانہ زبانی طور پر سیکڑوں مسائل آپ سے خواص و عوام معلوم کرتے تھے لیکن کسی نے ان کو قلم بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی ورنہ ہمارے پاس دینی معلومات کا ایک شاندار ذخیرہ موجود ہوتا اسلئے فتاویٰ حجۃ الاسلام کی جو نقول احباب کے پاس ہیں انہیں حضرت حجۃ الاسلام کے تمام فتاویٰ کا مجموعہ کسی طرح بھی قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن جو ہے وہ بھی ایک عظیم فقہی سرمایا ہے۔

مجھے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ میرے دادا حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے بعض فتاویٰ میرے فرزندار جمند مولانا محمد عمران رضا خاں سمنانی میاں ، مولانا نشتر فاروقی سلمہما اور ان کے احباب کتابی شکل میں منظر عام پر لا رہے ہیں ان حضرات کی کاوش سے علماء اور دیندار لوگوں کو اس کتاب سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا، ارکان ادارہ اشاعت تصنیفات رضا اپنی گراں بہا پیش کش پر لائق صد تحسین و تبریک ہیں مولا تعالیٰ ان حضرات کے ساتھ ساتھ فقیر کو بھی دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے!

آمین و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین.

محمد منان رضا خاں قادری منانی

مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ عقب درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

عرض سمنانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس دنیائے رنگ و بو میں کوئی کتاب ایسی نہیں جس کی حفاظت کی ضمانت دی جا سکے بجز قرآن مجید فرقان حمید کے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدائے تعالیٰ نے خود لے رکھی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

"اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ یعنی ہم نے اسے اتارا اور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"

مولیٰ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے قرآن پاک کو قلوب انسانی میں محفوظ فرما دیا، قرآنی الفاظ اپنے وجود کیلئے صفحہ قرطاس کے محتاج نہیں بلکہ اسکا ایک ایک حرف اور ہر ہر لفظ قلب انسانی پر مرقوم ہے یہی وہ کتاب ہے جو پوری نسل انسانی کیلئے دستور حیات ہے، انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں قرآن مجید نے رہنمائی نہ فرمائی ہو اس لئے کہ قرآن کریم ہی ہر علم کا ماخذ و منبع ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں آیا:

"تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ یعنی جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے"

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں موجود نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا:

"وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعٰلِمُوْنَ یعنی اس کا سمجھ نہیں مگر عالموں کو"

اس لئے فرماتا ہے:۔

"فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو"۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے از خود کتاب اللہ کے سمجھنے پر قادر ہوں نہیں! بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا:

"وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی"

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف ونکات کبھی منتہی نہ ہوں گے۔

الغرض خدائے تعالیٰ نے ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن، اب ہم پر جو لازم ہے وہ تقلید ائمہ کرام ہے، ائمہ کرام نے ہماری آسانی کیلئے تدوین فقہ فرمائی۔

علم فقہ کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس

دولت بے بہا سے سرفراز ہونے کے بعد انسان نہ صرف اپنی انفرادی زندگی بلکہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بھی بھرپور کردار ادا کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہو جاتا ہے، جب تک وہ علم فقہ کی دولت عظمیٰ سے مشرف نہیں ہوتا نہ صرف خود جہالت و ضلالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے بلکہ معلومات نہ ہونے کی بنا پر دوسروں کو بھی غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسلام کی تبلیغ کیلئے علم فقہ کا حصول لازمی قرار دیا قرآن پاک میں فرمایا:

"فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ یعنی تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں"

حدیث پاک میں بھی فقیہ کی عظمت و برتری کی جانب واضح اشارہ موجود ہے رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:

"فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے"

ایک حدیث پاک میں فقہ کی عظمت کو یوں ظاہر فرمایا:

"من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین یعنی اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے"

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تفقھوا قبل ان تسودوا یعنی حصول سیادت سے پہلے فقہ (دین کی سمجھ) حاصل کرو"

فقہ اسلامی کی تاریخ، تاریخ اسلام یا نزول وحی کے دوش بدوش چلتی آ رہی ہے عہد رسالت ﷺ میں خود سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہادی برحق کی طرح ایک فقیہ اعظم کی بھی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کوئی ایسی صورت حال پیش آتی یا ان کو کسی معاملہ میں سرکار اقدس ﷺ کے ارشاد گرامی یا نص قرآنی تک رسائی نہ ہوتی یا اس وقت تک کسی مخصوص صورت حال کیلئے وحی الٰہی کا نزول نہ پایا جاتا تو یہ حضرات سرور کونین جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے رجوع فرماتے۔

حضور سید عالم ﷺ کی حیات ظاہری سے جب مسلمانوں کو محرومی کا سامنا کرنا پڑا تو پھر ان کے لئے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابی

بن کعب، عمار بن یاسر، زید بن ثابت، حذیفہ بن یمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے مفتیان مطلق موجود تھے مسلمان ان حضرات میں سے کسی کی طرف رجوع کرتے اور یہ حضرات نور مجسم سید عالم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، تقریرات یعنی احادیث کی روشنی میں ان کا فیصلہ صادر فرمادیتے صحابہ کرام کے زریں دور کے بعد تابعین ہوئے اور تابعین حضرات نے اس امر کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائی کہ جیسے احادیث رسول کی تدوین کا کام شروع ہوگیا ہے اسی طریقہ پر امور شرعیہ اور مسائل فقہیہ کو بھی مرتب کیا جائے۔

اس اہم کام کی ضرورت کو سب سے پہلے ''تابعین کے سردار، فقیہ اعظم، حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' نے محسوس فرمایا اور آپ نے اس اہم کام کے لئے ایک ادارہ ۱۲۰ھ میں قائم فرمایا جسکو ''بیت العلماء'' کے نام سے جانا جاتا تھا جس میں حضرت ابو یوسف، امام زفر، امام محمد، حضرت حسن، شیخ طریقت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے چالیس کبار ائمہ، فقہاء شریک ہوتے تھے فقہ حنفی کی تدوین میں سب سے زیادہ حصہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے۔

امام محمد کی مؤلفہ کتب دو قسم کی ہیں ''کتب ظاہر الروایۃ یا مسائل اصول'' دوسری قسم کی کتب ''کتب نوادر'' یا ''مسائل النوادر'' کے نام سے مشہور ہیں اور دوسری قسم کی کتب میں سے ''مبسوط و جامع کبیر و صغیر و سیر کبیر و صغیر'' نے شہرت دوام حاصل کی۔

حضرات مجتہدین کے بعد فقہاء کرام کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جس نے اجتہاد نہ

کر کے متقدمین کی تائید میں عظیم فقہی کتب مرتب کیں اور اسکے ساتھ ہی فتاوی کی تدوین بھی ہوتی رہی، فقہ حنفی میں متقدمین نے بہت فتاوی لکھے اور متاخرین نے بھی لکھے۔

متاخرین فقہاء کی مشہور و معروف کتب فتاویٰ یہ ہیں:

(۱)..........فتاویٰ قاضی خان/ فتاویٰ خانیہ

(۲)..........فتاویٰ ظہیریہ

(۳)..........فتاویٰ طرطوسیہ

(۴)..........فتاویٰ تاتارخانیہ

(۵)..........فتاویٰ بزازیہ

(۶)..........فتاویٰ خیریہ

(۷)..........فتاویٰ عالمگیری/ فتاویٰ ہندیہ

(۸)..........فتاویٰ عزیزیہ

(۹)..........فتاویٰ رضویہ

مصنف فتاویٰ رضویہ شریف مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ القوی کے بعد ان کے شہزادۂ اکبر شیخ الانام، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد المعروف بحامد رضا قدس سرہ العزیز فتاویٰ نویسی کے اہم منصب پر ''باضابطہ'' جلوہ فگن ہوئے۔

حجۃ الاسلام نے ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۶۲ھ تک لگاتار ۵۰ رسال فتاویٰ نویسی فرمائی

یعنی حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کے دور میں ہی فتاویٰ نویسی کا سلسلہ شروع فرمادیا تھا اور یہ سلسلۃ الذہب تادم حیات نہیں ٹوٹا چنانچہ اعلیٰ حضرت نے آپ کے بہت سے فتاویٰ ملاحظہ فرمائے اور داد تحسین سے نواز کر اکثر پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور اپنی نیابت اور جانشینی سے سرفراز فرمایا۔

مرجع العلماء الکرام، تاج الفقہاء العظام حجۃ الاسلام کی تاریخ ساز شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں، آپ علم وفضل، حسن اخلاق، عزت وعظمت، شان وشوکت، جاہ وجلال، حسن وجمال غرضکہ تمام ملی ومذہبی محاسن میں اپنی مثال آپ اور یکتائے روز گار تھے اور اپنے والد ماجد امجد الا ماجد مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ القوی کے مظہر وجانشین تھے اسی لئے خود اعلیٰ حضرت نے ایک موقع پر یوں فرمایا:

> ''اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بناپر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا سمجھا جائے'' (تذکرۂ جمیل ص ۱۲۲)

حجۃ الاسلام کے تفقہ فی الدین اور علمی جلالت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے اور ایسے ہی بہت سے واقعات حجۃ الاسلام کے معتمد اعلیٰ حضرت ہونے پر دال ہیں اور یہ بات تو معتمد خاص ہونے پر شاہد عدل ہے کہ ''جب لکھنؤ میں کسی سے مناظرہ ومباحثہ کرنے کیلئے اعلیٰ حضرت کو مدعو کیا گیا اور وقت مانگا گیا تو آپنے اپنی

مصروفیات کی بناپر معذرت کرلی اور حضرت حجۃ الاسلام کو اپنا وکیل بنا کر روانہ فرمایا۔

فتاوی حامدیہ: حجۃ الاسلام جیسے اپنے ظاہری حسن و جمال میں بے مثال تھے ویسے ہی ان کا قلم حق رقم بھی اپنی مثال آپ تھا، اسی قلم کے ذریعہ ''حجۃ الاسلام'' نے دیگر معاملات (امور خانقاہ، اہتمام مدرسہ، درس و تدریس، مہمان نوازی وغیرہ) کی انجام دہی کے علاوہ پچاس سال تک فتاوی نویسی کی خدمت انجام دی۔

ہم ان جواہر پاروں میں سے بمشکل تمام حاصل شدہ چند ''فتاویٰ حامدیہ'' ہدیہ ناظرین کررہے ہیں جنہیں ان کے مجموعۂ فتاوی کا ایک باب بھی نہیں کہا جاسکتا، آپ کے فتاویٰ کی صحیح تعداد کیا ہے یہ کسی کو نہیں معلوم آپ کی فرصت کے اکثر اوقات بھی دینی و مذہبی سوال و جواب میں صرف ہوتے، کاش آپ کے فتوؤں کا ذخیرہ محفوظ ہوتا تو فقہ حنفی کا ایک عظیم شاہکار ثابت ہوتا مگر افسوس حجۃ الاسلام کو عوام تو عوام خواص نے بھی یکسر فراموش کردیا اور آپ کے وہ زریں کارنامے جو ہماری نسل کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتے ایک قصہ پارینہ بنکر رہ گئے حالانکہ وہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھے۔

اہل سنت کیلئے یہ امر المیہ سے کم نہیں کہ آپ کے رہے سہے فتاویٰ بھی منظر عام پر نہیں آسکے، آپ کے فتاویٰ حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا گنجینہ ہیں، بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت جامع ہیں اور بعض فتاویٰ پر سیر حاصل کلام کرکے نہایت تک پہونچا دیا ہے انداز بیاں عام فہم مگر دلائل کا انبار کثرت براہین آیات و احادیث اور اقوال ائمہ سے مملو ہیں اور بہت سی جگہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ قلم حق رقم تو

مجدد اعظم امام احمد رضا کا ہے۔

چنانچہ جب میں نے ''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' کو پہلی مرتبہ دیکھا (جو آپ کی پہلی باقاعدہ تصنیف ہے، ارباب حل وعقد پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ قادیانی دجال مرزا غلام احمد قادیانی کے مزخرفات کی جس نے باقاعدہ سب سے پہلے خبر لی وہ تنہا آپ کی ذات ستودہ صفات ہے) تو میاں حیرت کی انتہا نہ رہی اور میری عقل دنگ رہ گئی کہ بلاشبہ اگر قاری کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس کی تصنیف ہے تو وہ اعلیٰ حضرت ہی کی تصنیف سمجھے گا کہ اعلیٰ حضرت کے یہاں جو مقفیٰ الفاظ ملتے ہیں بعینہ اس قلم کی جولانیت وروانی آپ کے اس فتویٰ میں موجود ہے گویا آپ کے فتاویٰ الولد سر لابیہ کی سچی تصویر اور روشن تفسیر ہیں۔

مجھ جیسے کم علم و بے بضاعت کا حضرت حجۃ الاسلام کے بارے میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مانند ومترادف ہے کہاں میں ہیچمداں اور کہاں حضرت حجۃ الاسلام چرخ علم وفضل کے آفتاب نیم روز جو کسی کو دیکھ کر اس پر روشن نہیں ہوا کرتا بلکہ جدھر چلا جاتا ہے اُدھر اندھیرے سے اجالا اور گھٹا ٹوپ تاریکی کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

میرے پاس ''یادگار رضا'' کی کچھ کاپیاں ہیں! ایک روز میں ان مطالعہ کررہا تھا کہ اچانک میری نگاہ حجۃ الاسلام کے ایک ''فتوے'' پر پڑی میں اسے دل چسپی کے ساتھ پڑھنے لگا فتویٰ پڑھنے کے بعد دل کی عجیب سی کیفیت ہوگئی دل میں شوق و اشتیاق کا ایک طوفان موجیں لینے لگا: کیا حجۃ الاسلام کے تمام فتاویٰ اسی قدر اہم اور دلپذیر ہوں گے؟ یہ فتاویٰ منظر عام پر کیوں نہیں آئے؟ کیا ہوئے آپ کے تمام فتاوی؟ عجب عالم تھا دل کے ہیجان کا لیکن میرے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا، دل کے کسی گوشے سے امید کی ایک کرن پھوٹی، کیوں نہ آپ کے فتاویٰ کی تلاش شروع کی جائے اور زیور طبع سے آراستہ کر دیا جائے۔

جب میں نے ان فتاویٰ کا تذکرہ سیدنا الوالد امجد الاماجد مجاہد اہلسنت قائد اسلام حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں صاحب منانی میاں دام ظلہم الاقدس اور استاذ گرامی حضرت العلام مولانا حافظ و قاری محمد عزیز الرحمن صاحب منانی قادری رضوی بریلوی (وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف) سے کیا تو والد گرامی نے اظہار خوشی کے ساتھ فرمایا:

''سمنانی یہ ہمارے جد محترم حضرت حجۃ الاسلام کی عظیم
علمی یادگار ہیں جس قدر بھی آپ کے فتاویٰ دستیاب
ہوسکیں ان کی طباعت نہایت اہتمام سے کراؤ''

جبکہ حضرت استاذ گرامی نے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا پھر میں نے اس اہم کام

کی انجام دہی کا عزم مصمم کرلیا اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی بندہ جب کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو غیبی امداد ضرور مل جاتی ہے اسی کے مصداق مجھے حضرت مولانا مفتی نشتر فاروقی صاحب مل گئے جب اس سلسلے میں ان سے ہمارا تبادلۂ خیال ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ:

''میں نے ''سوانح حجۃ الاسلام'' کی ترتیب کے دوران
کچھ آپ کے فتاویٰ جمع کئے ہیں اگر آپ فرمائیں تو
مزید فتاویٰ کی تلاش وجستجو شروع کردوں مناسب
سمجھیں تو ان کو بھی اس مجموعہ میں شامل کرلیں''

پھر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یہ مجھ جیسے بے بضاعت کا کام نہ تھا اگرچہ میں نے ارادہ کرلیا تھا چنانچہ میں نے مفتی صاحب موصوف سے کہا کہ اس اہم کام کو آپ ہی بخوبی انجام دے سکتے ہیں لہٰذا یہ کام آپ ہی کریں تو بہتر ہوگا ہم ان کے شکرگزار ہیں کہ ہماری اس گزارش پر انہوں نے اس عظیم کام کی انجام دہی کی ذمہ داری قبول فرمائی اور ملک کی مختلف جگہوں اور لائبریریوں کی خاک چھان کر اس مجموعے میں شامل فتاویٰ جمع کئے اور بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ اس کی تبییض وترتیب فرمائی۔

آخر میں ہم حضرت مفتی محمد یونس رضا اویسی اور مولانا مفتی محمد احتشام الدین، مولینا محمد جمیل خاں بریلوی، حافظ وقاری ضیاء الحق صاحبان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حدیث شریف میں آیا: من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ان حضرات نے

پروف ریڈنگ وغیرہ میں ہمارا بھرپور تعاون کیا مولیٰ تعالیٰ ان سب لوگوں کو اجر جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے! آمین ثم آمین۔

ادارہ اشاعت تصنیفات رضا اپنی نشاۃ ثانیہ کے بعد ''فتاوی حامدیہ'' کو پیش کر کے اپنی زندگی کا احساس دلا رہا ہے اور اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے شہزادۂ اکبر کے فتاویٰ کو پہلی بار شائع کر رہا ہے مولیٰ تعالیٰ حضور سرکار دو عالم ﷺ کے صدقہ و طفیل اسی طرح ادارہ سے اپنی رضا کے کام لیتا رہے، آمین!

بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ ازواجہ اجمعین۔

محمد عمران رضا قادری سمنانی

جنرل سیکریٹری اعلیٰ حضرت لائبریری

درگاہ اعلیٰ حضرت ۳۴ رسوداگران بریلی شریف

حجۃ الاسلام، ایک مختصر تعارف

(از ڈاکٹر محمد عبدالنعیم عزیزی ایڈیٹر اسلامک ٹائمز اردو۴۰۱ر محلہ جسولی بریلی شریف

چودھویں صدی کے مجدد، مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں تولد ہوئے۔

محمد نام پر عقیقہ ہوا عرف حامد رضا رکھا گیا اس طرح پورا نام محمد حامد رضا ہوا، لفظ محمد کے اعداد ۹۲ ر ہیں اور اس لحاظ سے عقیقہ کا یہ نام حجۃ الاسلام کا تاریخی نام بھی بن جاتا ہے اسلئے کہ ۱۲۹۲ھ آپ کی سن ولادت بھی ہے۔

حجۃ الاسلام آپ کا خطاب ہے شیخ الانام اور جمال الاولیاء کے القاب سے بھی آپ کو یاد کیا گیا۔

درس وتدریس: ۔حضرت حجۃ الاسلام نے جملہ علوم وفنون اپنے والد گرامی سے حاصل کئے، درس کے وقت آپ کے بعض سوالات حضور اعلیٰ حضرت کو ایسے پسند آتے کہ "قال الولد الاعز" لکھ کر سوال اور جواب قلمبند فرمادیتے۔

مدینہ طیبہ کے جید عالم حضرت علامہ عبدالقادری طرابلسی شامی سے حجۃ الاسلام کا جو مکالمہ ہوا اس کا تذکرہ اعلیٰ حضرت نے ملفوظات میں خود فرمایا۔

۱۳۲۳ھ میں حضور اعلیٰ حضرت کے دوسرے اور تاریخی حج وزیارت کے موقع پر

جب آپ پہلی بار ان کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ العلی حضرت علامہ محمد سعید بابصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے، اکابر علماء نے انہیں سندیں عطا کیں حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید طحطاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے تلامذہ کو خود سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے سندات عطا فرمائیں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے درجۂ اعلیٰ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا، آپ تفسیر ''بیضاوی شریف'' کے درس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

بیعت و خلافت :۔حضور حجۃ الاسلام کو بیعت و خلافت کا شرف نور العارفین حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے بھی جمیع سلاسل جس قدر خود ان کو اجازت تھی، اجازت فرمائی اور تمام علوم وفنون، اوراد و اعمال اور اذکار و اشغال کا مجاز و ماذون کیا۔

حج و زیارت :۔حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے پہلا حج تو اپنے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت کے ہمراہ ۱۳۲۳ھ میں کیا اور دوسری بار حج و زیارت کا شرف ۱۳۴۴ھ میں حاصل ہوا۔

آپ بھی اپنے والد ماجد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرح ہمہ وقت مدینہ امینہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بیتاب رہتے تھے اپنی ایک نعت پاک کے مقطع

میں سرکارِ اعظم کی بارگاہ میں حاضری کیلئے اپنی بیقراری کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

اس مقطع سے جہاں آپ کی زیارتِ طیبہ کی بیتابی کا اظہار ہوتا ہے وہیں اپنے برادر اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے غایت درجہ محبت اور ساتھ میں ان کیلئے بھی حاضری کی تمنا کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

مظہر اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام ہیں:- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنے اس فرزند ارجمند سے بڑی محبت تھی اور وہ ان پر بڑا ناز بھی کرتے تھے اور کیوں نہ ہو ایسا لائق و فائق، عالم و فاضل، ادیب و خطیب، دیندار و پارسا اور حسین و جمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث و امین تھے، ان کی ہر تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون و مددگار، ان کے ہمدم و ہمراز، قدم قدم پر ان کے ساتھی اور پیرو کار، ان کے دست راست اور وکیل تھے، تصدیقات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ سے لے کر وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کے رد اور ان کی سرکوبی نیز بدایونیوں اور فرنگی محلیوں کے تعاقب تک ہر موڑ پر اپنے والد گرامی کا ساتھ دیا۔

وہ تمام دینی خدمات جو اعلیٰ حضرت کے ساتھ مواجہہ اقدس میں آپ نے حرمین طیبین میں سرانجام دیں ان کو اعلیٰ حضرت نے بیحد سراہا ہے، حضور اعلیٰ حضرت پوکھریرا (جواب ضلع

سیتامڑھی بہار میں اس وقت ضلع مظفر پور میں تھا) کے ایک جلسہ کیلئے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مُحبی نے دعوت دی، مصروفیت کے سبب اعلیٰ حضرت نے حضرت حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر وہاں ایک گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کردیا جس میں یہ تحریر فرمایا:

"اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں یہ میرے قائم مقام ہیں ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے"

اور کیوں نہ ہو انہیں کیلئے تو حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے:

حامد منّی انا من حامد
حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں

یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں۔

اعلیٰ حضرت کا اس طرح فرمانا ایک طرف تو اپنے فرزند اکبر سے ان کی ازحد محبت اور ان پر بے انتہا ناز کا غماز ہے ہی، اس میں اعلیٰ حضرت کی ایک کرامت بھی پوشیدہ ہے، اعلیٰ حضرت کو معلوم تھا کہ ان کا خاندانی سلسلہ ان کے بڑے بیٹے حامد رضا خاں سے ہی چلے گا۔

اعلیٰ حضرت کے فرزند اصغر مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب کے ایک ہی اولاد نرینہ ہوئی تھی جو بچپن ہی میں فوت ہوگئی تھی، آج اعلیٰ حضرت کا خاندان حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ ہی کی اولاد سے چل رہا ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت نے ''الاستمداد'' میں اپنے خلفاء کی فہرست حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے نام سے شروع کی اور بڑے پیارے الفاظ سے ان کو نوازا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حجۃ الاسلام کے ناموں میں اتحاد جملی ہے اسی بناء پر ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے اپنا تعویذ حجۃ الاسلام کے گلے میں ڈال دیا، ایک وقف نامہ کی رجسٹری میں حجۃ الاسلام کو متولی قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا:

''مولوی حامد رضا خاں پسر کلاں جو لائق، ہوشیار اور دیانتدار ہیں متولی کر کے قابض ودخیل بحثیت تولیت کاملہ کر دیا''

اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا اور اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی انہیں کیلئے وصیت فرمائی، اعلیٰ حضرت نے اپنے وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کیلئے آنے والوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی:

''ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ، ان کا مرید میرا مرید، ان سے بیعت کرو''

علمی و تبلیغی کارنامے: ۔ جانشین اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب، اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے دین متین کی تبلیغ واشاعت، ناموس مصطفےٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبۂ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر

آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سرخرو وکامران ہو کر گئے۔

اپنی صدی کے مجدد ان کے والد محترم سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمات کو سراہا ہے، ان پر ناز کیا ہے، حجۃ الاسلام نے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج واشاعت کی خاطر برصغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرمائے ہیں۔

گستاخان رسول وہابیہ سے مناظرہ کئے ہیں، سیاستدانوں کے دام فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے، شدھی تحریک کی پسپائی کیلئے جی توڑ کر کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رد اور انسداد کیا ہے۔

مناظرۂ لاہور:- ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنے کی خاطر ۱۵ ر شوال المکرم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں لاہور میں جماعت اہلسنت اور دیوبندی جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک میٹنگ رکھی گئی جو بعد میں مناظرہ میں تبدیل ہو گئی، دونوں طرف کے ذمہ داروں کی یہ خواہش تھی کہ گفتگو کے ذریعہ مسئلہ طے ہو جائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہو جائیں۔

لہٰذا دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعت اہلسنت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کا، آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے، مگر اُدھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے، اس موقع پر حجۃ الاسلام نے جو خطبہ دیا وہ بے مثال خطبہ تھا اور سننے والے بڑے بڑے علماو فضلا ان کی فصاحت و بلاغت اور علم و فضل کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

اسی موقع پر پنجابی مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو، ان کے بھی چہرے دیکھ لو (حجۃ الاسلام کی طرف اشارہ کرکے) اور اُن کے بھی چہرے دیکھ لو (دیوبندیوں کی جانب اشارہ کرکے) اور فیصلہ کرلو کہ حق کدھر ہے۔

اس مناظرہ کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے بھی ہوئی، حجۃ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال کی ملاقات کا حال حضرت علامہ تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے، جس کا عکس ''دعوت فکر'' از علامہ منشا تابش قصوری ص ۳۵ / پر چھپا بھی ہے۔

ڈاکٹر اقبال کو جب حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو وہ سنکر حیرت زدہ رہ گئے اور بیساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیئے۔

اسی مناظرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید ایوب علی صاحب رضوی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک منقبت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے
لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا
تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا

ایوبؔ قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل مَن چلا حامد رضا حامد رضا

حجۃ الاسلام کی سیاسی بصیرت:- حجۃ الاسلام سیاستدانوں کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانہ کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست وریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جد و جہد کرتے رہتے تھے ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑنے والے مسلم علماء قائدین اور دانشوروں سے افہام وتفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمائی کیلئے بھی تیار رہتے، چندواقعات ملاحظہ ہوں۔

ابوالکلام آزاد کی تھرتھراہٹ:- بریلی شریف میں تحریک خلافت کے اراکین نے ایک جلسہ رکھا جس میں چند علمائے اہل سنت بھی مدعو تھے اور بوقت جلسہ وہ بھی سیاسی نیتاؤں اور مولویوں کے ساتھ براجمان تھے اسی موقع پر مناظرہ کی ٹھن گئی ،مخالفین کوابوالکلام آزاد کی طلیق اللسانی اورزبان آوری پر بڑا ناز تھا، اہلسنت و جماعت کی طرف سے حضرت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری علیہ الرحمہ جو اس وقت علی گڑھ یونیورسٹی میں کے شعبۂ دینیات کے صدر تھے مناظر اور حجۃ الاسلام اپنی طرف کے صدر منتخب ہوئے۔

علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے سوالات کی بوچھار شروع کی ، حجۃ الاسلام بیچ بیچ میں انھیں ضروری ہدایات دیتے رہے، تھوڑی ہی دیر میں ابوالکلام آزاداوران کے

رفقاء گھبرا اٹھے حتی کہ جس وقت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے تقریر شروع کی تو ابوالکلام گونگے بن گئے، ہر شخص اپنا اور بے گانہ متعجب تھا کہ آزاد اور ان کے رفقاء کو یہ سانپ کیوں سونگھ گیا؟ ابوالکلام اس موقع پر بید کی طرح کانپ رہے تھے۔

ابوالکلام آزاد نے ایک بار عربی زبان میں مناظرہ کا چیلنج دیا تو حجۃ الاسلام نے منظور کرتے ہوئے یہ شرط رکھی تھی کہ مناظرہ بے نقطہ عربی میں ہوگا، یہ سنکر وہ ہکا بکا رہ گئے اور خاموشی سے نکل جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔

مولینا عبدالباری فرنگی محلّی کی توبہ:۔ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلّی پر ان کے کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بناء پر سیدنا اعلیٰ حضرت نے ان پر فتویٰ صادر فرمادیا انہیں مولانا عبدالباری صاحب نے نجدیوں کے ذریعہ حرمین شریفین کے قبہ جات گرانے اور بےحرمتی کرنے کے سلسلہ میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔

حضرت حجۃ الاسلام صاحب جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے چند مشہور علماء کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں عبدالباری صاحب اور ان کے متعلقین و مریدین نے زبردست استقبال کیا، جب مولانا عبدالباری صاحب نے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جب تک میرے والد گرامی کے فتوی پر عمل کرتے ہوئے آپ توبہ نہیں کرلیں گے میں آپ سے نہیں مل سکتا۔

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلّی علیہ الرحمہ کا لقب ''صوت الایمان'' تھا لہٰذا انہوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کرلی اور یہ فرمایا:

''لاج رہے یا نہ رہے، میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے توبہ
کر رہا ہوں، مجھ کو اس کے دربار میں جانا ہے مولوی احمد
رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے''

احکام شرعیہ اور جرح دیبا کی:- لکھنؤ ہی میں مسلمانوں کے نکاح وطلاق کے معاملے میں قانون بنائے جانے کے سلسلے میں ایک کانفرنس کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف سے شرکت کیلئے گئے تھے، اس کانفرنس میں شیعہ اور ندوی مولویوں کے علاوہ شاہ سلیمان چیف جسٹس ہائی کورٹ اور حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے داماد بھتیجے عبدالوالی بھی تھے، حجۃ الاسلام صاحب نے جرح میں سب کو اکھاڑ پھینکا اور فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوا۔

حمایت اسلام اور شریعت مصطفےٰ و ناموس رسالت کے مجابلہ میں حجۃ الاسلام نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا، کبھی بھی کسی بھی مصلحت کو پاس پھٹکنے نہیں دیا۔

مصلحانہ شان و عظمت:- ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کے مذہبی وقومی، سیاسی وسماجی اور ملی ومعاشی استحکام کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے مراد آباد میں چار روزہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کی صدارت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے فرمائی تھی اور اس موقع پر آپ نے جو فصیح وبلیغ، پر مغز و پر تدبیر خطبہ دیا تھا وہ آپ کی سیاسی بصیرت، علمی جلالت، مذہبی قیادت وسیادت اور ملی وقومی ہمدردی اور دینی حمایت کی ایک

شاندار مثال ہے اور جس سے ان کے عالمانہ، مصلحانہ و مفکرانہ شان وعظمت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔

یہ خطبہ سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے "خطبۂ صدارت جمیعت عالیہ" کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس خطبہ کی فوٹو کاپی حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لاہوری نے فقیر کی درخواست پر روانہ فرمائی اور فقیر نے بحکم مخدوم مکرم موجودہ مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ ادارہ سنی دنیا سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

خطبہ ہٰذا عوام وخواص، علماء وطلبہ ہر ایک کیلئے لائق مطالعہ ہے، اس خطبہ سے حجۃ الاسلام کی ادبی شان بھی جھلکتی ہے۔

زبان وادب پر مہارت:- حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی زبان دانی، ان کی فصاحت وبلاغت نثر نگاری وشاعری خصوصاً عربی زبان وادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے ۱۳۴۲ھ میں حجۃ الاسلام کے دوسرے حج وزیارت کے موقع پر عرب کے معروف عربی داں حضرت شیخ سید حسن دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی عربی دانی اور قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس طرح اعتراف کیا ہے:

"ہم نے ہندوستان کے اکناف واطراف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح وبلیغ دوسرا نہیں دیکھا جسے عربی زبان میں اتنا عبور حاصل ہو"

حضور اعلیٰ حضرت کی عربی زبان کی کتب الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کی طباعت کے وقت اعلیٰ حضرت کے حکم پر اسی وقت عربی زبان میں تمہیدات تحریر کر دیں جنہیں دیکھ کر اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے، خوب سراہا اور دعائیں دیں۔

عربی دانی کا ایک اہم واقعہ:۔ حجۃ الاسلام کو ایک بار دار العلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلبہ کا امتحان لینے اور دار العلوم کے معائنہ کیلئے دعوت دی گئی، طلبہ کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب نے دار العلوم کے معائنہ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔

آپ نے فرمایا فقیر تین زبانیں جانتا ہے، عربی، فارسی اور اردو، آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں، مولانا معین الدین صاحب اس وقت تک اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام سے مکمل طور پر متعارف نہیں تھے، انہوں نے کہہ دیا عربی میں تحریر کر دیجئے۔

حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحہ کا نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرما دیا، حجۃ الاسلام کے اس طرح قلم برداشتہ لکھنے پر معین الدین صاحب حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں کیوں کہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمہ کیلئے مولانا مرحوم بیٹھے تو انہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا ترجمہ نہیں کر سکے، بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ ملے

بعد میں انہیں وہ الفاظ عرب علماء کی زبانی اور کچھ ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جا کر انہیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔

اسی لئے عرب کے بڑے بڑے علماء حجۃ الاسلام کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

ان کی عربی زبان، ان کی گفتگو اور تحریر سب کچھ اہل عرب جیسی بلکہ ان سے بہتر ہے۔

منظومات حجۃ الاسلام:۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ عربی کے زبر دست عالم ہونے کے علاوہ اردو کے بھی بہترین شاعر اور ادیب بھی تھے آپ نے حمد و نعت کے علاوہ منقبتیں بھی کہی ہیں لیکن آپ کا دیوان آپ کی زندگی میں چھپ نہ سکا جس کی وجہ سے آپ کے کلام محفوظ نہیں رہ سکے، صرف ایک حمد اور تین نعتیں موجود ہیں انھیں میں سے چند اشعار پیش ہیں تاکہ شعر و ادب کے شائقین اور نعت خوان حضرات حجۃ الاسلام کے کلام کو ملاحظہ کریں، ان سے محظوظ ہوں اور ایمان و عقیدہ تازہ کریں اور ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ کریں۔

حمد

اللہ اللہ اللہ اللہ

دل مرا گد گداتی رہی آرزو — آنکھیں پھر پھر کے کرتی رہیں جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو — نکلا اقرب ز حبل ورید گلو

اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا | صاف موسیٰ سے فرمادیا لن ترا
اور انی انا اللہ شجر بول اٹھا | تیرے جلووں کی نیرنگیاں چارسو

اللہ اللہ اللہ اللہ

کون تھا جس نے سبحانی فرمادیا | اور ما اعظم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا | کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو

اللہ اللہ اللہ اللہ

میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے | معصیت کیش ہے اور خطاکار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غفار ہے | کہتی رحمت ہے مجرم سے لاتقنطوا

اللہ اللہ اللہ اللہ

نعت شریف

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دولہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا
کبھی تو چمکے گی نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرہ پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا
خدا کی مرضی ہے انکی مرضی، ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر آنکھیں بندلب پر مرے درود و سلام ہوگا

نعت پاک

محمد مصطفیٰ نورِ خدا نام خدا تم ہو
شہ خیر الوریٰ شانِ خدا صلے علیٰ تم ہو
نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوب خدا تم ہو
حسینوں میں تمہیں تم ہو نبیوں میں تمہیں تم ہو
کہ محبوب خدا تم ہو نبی الانبیاء تم ہو
انا من حامدؔ و حامد رضا منّی کے جلووں سے
بحمد اللہ رضا حامدؔ ہیں اور حامد رضا تم ہو

نعت شریف

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشکفام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو
ان کے جبین نور پر زلف سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صبح و شام دو

پی کے پلا کے میکشو ہم کو بچی کچھی ہی دو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو
ایک نگاہ ناز پر سیکڑوں جام مے نثار
گردش چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو
نام حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو
تلووں سے انکے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ انہیں کی تابشیں ہیں یہ انہیں کے نام دو
اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

تصانیف وتراجم:- حجۃ الاسلام کی تصانیف میں الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی، سدالفرار، سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل العنادوالفتنہ، الاجازات المتینہ، حاشیۃ ملاجلال مشہور ہیں، الدولۃ المکیہ کا ترجمہ بھی ان کا علمی وادبی شاہکار ہے اس کے علاوہ یہ مجموعہ ''فتاویٰ حامدیہ'' آپ کی فقہی شان وعظمت کا بین ثبوت ہے جسے فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب نے انتہائی محنت ومشقت اور کافی تلاش وجستجو کے بعد جمع فرمایا ہے جواپنے آپ میں ایک عظیم کارنامہ ہے۔

نوٹ:- اعلیٰ حضرت نوراللہ مرقدہ کی مشہور زمانہ کتاب ''حسام الحرمین علی

منحر الکفر والمین'' جسے انہوں نے اپنے دوسرے حج وزیارت کے موقع پر ۱۳۲۴ھ کو عربی زبان میں تالیف فرمایا تھا اور جس پر علماء حرمین شریفین کی تقریظات وتصدیقات ہیں، اس کے ترجمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا ترجمہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے کیا ہے لیکن یہ غلط ہے اس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت کے برادر زادہ یعنی ان کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

اس ترجمہ کا نام حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے مبین احکام و تصدیقات اعلام رکھا یہ تاریخی نام ہے اور ۱۳۲۵ھ میں اس کا ترجمہ ہوا ہے، شروع سے اب تک حسام الحرمین کے جتنے بھی ایڈیشن چھپ چکے ہیں سب پر مترجم کی حیثیت سے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا ہی نام ہے یہ بھی اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ہیں، اعلیٰ حضرت نے ''الاستمداد'' میں ان کیلئے اس طرح تحریر فرمایا ہے ع

دے حسنین وہ تقبیح ان کو

جس سے برے کھیاتے یہ ہیں

علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضور اعلیٰ حضرت کا وصیت نامہ بھی ''وصایا شریف'' کے نام سے مرتب کیا ہے، وصیت میں اعلیٰ حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادگان کے ساتھ انھیں بھی شامل کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے بیشتر کتب ورسائل انہیں کے اہتمام میں شائع ہوئے ہیں ان سے اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی بھی منسوب تھیں ان سے ایک صاحبزادی بھی تھیں جو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

فن تاریخ گوئی میں کمال :- آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کی طرح حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کو بھی تاریخ گوئی کے فن میں کمال حاصل تھا ۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا عبدالکریم درس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حجۃ الاسلام نے درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ وصال ۱۳۴۴ھ

مولینا القرشی الصدیقی الکرانچوی ۱۳۴۴ھ

رحمۃ اللہ المولیٰ تعالیٰ برحمۃ واسعہ ۱۳۴۴ھ

الشھداء عندربھم لھم اجرھم ونورھم ۱۳۴۴ھ

حضرۃ مولینا وبکل مجد اولینا ۱۳۴۴ھ

ادخلوا خالدین بھا ۱۳۴۴ھ

نمقہ العبد امجانی حامد رضا ۱۳۴۴ھ

النوری الرضوی ۱۳۴۴ھ

درس عبدالکریم عبدکریم	کرد جان خودش بحق تسلیم
موت العالم تمیۃ العالم	ثلمۂ دین احمد بے میم

روح الراوحہ وسقاہ زاب کوثر و جعفر وتسلیم
درس ووعظ وحمایت سنت ردبدعات وطرفہ اہل جحیم
امرمعروف ونہی عن المنکر کاراوبوددرحیات کریم
درس دین نبی بگو حامد ختم شددرکراچی والتسلیم

سنہ ۱۳۴۴ھ

نوری مسجد جنکشن بریلی شریف جب بن کر تیار ہوئی تو آپ نے برجستہ عربی میں درج ذیل تاریخیں کہیں:

انما یعمر المسجدمن آمن بالله والاخریٰ
من بناه بنی له الله بیت دربجنة الماویٰ
شکر الله سعی قیمه ذی محمدرضانقی رضیٰ
بخ لعمری بناه ماشمخ ارخ اسّه فایه نجل رضیٰ
قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ مسجداسّس علی تقویٰ

۲۹ ۱۳:

آپ نے اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کے وصال کے موقع پر درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ الوفاة سنہ ۱۳۴۰ھ

نورالله ضریح سنہ ۱۳۴۰ھ

شیخ الاسلام والمسلمین ۱۳۴۰ھ

امام ھداۃ السنۃ الحاج احمدرضا ۱۳۴۰ھ

الھاوالبریلوی القادری البرکاتی ۱۳۴۰ھ

رضی اللہ الحوزعنہ ۱۳۴۰ھ

راح شیخ الکل فی کل ۱۳۴۰ھ

مولوی معنوی قرآن زبانت ماوری ۱۳۴۰ھ

ھم اولیائی تحت قبائی لایعرفھم ۱۳۴۰ھ

مریدین، خلفا اور تلامذہ:- حجۃ الاسلام کے مریدین کی تعدادیوں تو لاکھوں میں تھی لیکن اب بھی ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین موجود ہیں، چتوڑ گڑھ، جے پور، اودے پور، جودھپور، سلطان پور، بریلی واطراف، کانپور، فتح پور، بنارس اور صوبہ بہار وغیرہ میں ان کے مریدین زیادہ ہیں، کراچی اور پاکستان کے مختلف شہروں میں بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔

آپ کے خلفاوتلامذہ میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفٰے رضاخاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضاخاں قادری بریلوی، حضرت علامہ محمد حمادرضاخاں قادری بریلوی، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سرداراحمد گرداسپوری ثم لائل پوری، حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خاں قادری بریلوی، حضرت علامہ محمد عنایت محمد خاں غوری، حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی، حضرت علامہ محمد سعید شبلی

فریدکوٹی، حضرت علامہ احسان علی صاحب فیض پوری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام، حضرت علامہ ولی الرحمٰن پوکھریروی، حضرت علامہ حافظ محمد میاں اشرفی، حضرت علامہ ابوالخلیل انیس عالم صاحب بہاری، حضرت علامہ قاضی فضل کریم صاحب بہاری ،حضرت علامہ رضی احمد صاحب وغیرہ سرفہرست ہیں۔

پاکستان کے مشہور شاعر حسان العصر جناب اختر الحامدی بھی حضور حجۃ الاسلام ہی سے شرف بیعت وارادت رکھتے ہیں، حضور حجۃ الاسلام اپنے تلامذہ اور خلفاء میں سب سے زیادہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گرداسپوری سے محبت فرماتے تھے۔

حضرت علامہ سردار احمد صاحب جو میٹرک کر چکے تھے اور پٹواری کی ملازمت بھی اختیار کرلی تھی انھوں نے جب مناظرۂ لاہور کے موقع پر حجۃ الاسلام کے چہرۂ زیبا کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہوگئے آپ ہر روز ان کے رخ انور کی زیارت کو جلسہ گاہ میں حاظر ہوجاتے اور یک لخت حضور حجۃ الاسلام ہی کو دیکھتے رہتے۔

حضور حجۃ الاسلام کے استفسار پر انھوں نے ان کے ساتھ بریلی شریف چلنے کی تمنا ظاہر کی تو حجۃ الاسلام بکمال شفقت اپنے ہمراہ بریلی شریف لائے اور برسوں اپنی صحبت وخدمت میں رکھ کر ایسی وتعلیم وتربیت فرمائی کہ آپ ایک معمولی پٹواری سے محدث اعظم بن کر افق عالم پر چھاگئے۔

محدث اعظم پاکستان نے دارالعلوم منظر اسلام اوردارالعلوم مظہر اسلام میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں، تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لے گئے اور لائل پور

میں ایک مدرسہ بنام ''مظہر اسلام'' قائم فرمایا اور تادم آخری وہیں دین متین کی خدمت انجام دیتے رہے، آپ کا مزار مبارک لائل پور میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

حسن سیرت:۔ جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا اسی طرح ان کا دل بھی حسین تھا وہ ہر اعتبار سے حسین تھے، صورت وسیرت، اخلاق وکردار، گفتار ورفتار، علم وفضل، زہد وتقویٰ سب میں بے مثل وبے نظیر تھے۔

حجۃ الاسلام بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، متواضع اور خلیق، مہربان اور رحیم وکریم تھے، اپنے ہوں یا بیگانے سبھی ان کے حسن صورت وسیرت اور حسن اخلاق کے معترف تھے، البتہ وہ دشمنان دین وسنیت اور گستاخان خدا اور رسولؐ کے لئے برہنہ شمشیر تھے اور غلامان مصطفےٰ کے لئے شاخ گل کی مانند لچکدار ونرم خو تھے۔

شب براءت آتی تو سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں، خادماؤں، خادموں اور مریدوں سے بھی فرماتے کہ ''اگر میری طرف سے کوئی بات ہوگئی ہو تو معاف کردو اور کسی کا حق رہ گیا ہو تو بتادو'' حضور حجۃ الاسلام **الحب فی اللہ والبغض فی اللہ** اور **اشداء علی الکفار رحماء بینہم** کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

حجۃ الاسلام اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی بڑے لطف وکرم اور محبت سے پیش آتے تھے اور لطف یہ کہ ہر مرید وشاگرد یہی سمجھتا کہ اسی سے زیادہ محبت فرماتے ہیں، ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ کلکتہ کے طویل سفر سے بریلی شریف واپس ہوئے ابھی گھر پر اترے بھی نہ تھے کہ بہاری پور بریلی شریف کا ایک شخص آیا جس کا

بڑا بھائی آپ سے مرید تھا اور اس وقت بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا اس نے عرض کیا: حضور روز ہی دیکھ جاتا ہوں لیکن چونکہ حضور سفر پر تھے اس لئے دولت کدے پر معلوم کر کے واپس مایوس لوٹ جاتا تھا میرے بھائی حضور کے مرید ہیں اور سخت بیمار ہیں چل نہیں سکتے، ان کی بڑی تمنا ہے کہ کسی صورت اپنے مرشد کا دیدار کرلوں، اتنا کہنا تھا کہ آپ نے گھر کے سامنے تانگہ رکوا کر اس پر بیٹھے بیٹھے ہی اپنے چھوٹے صاحبزادے نعمانی میاں کو آوازی دی اور فرمایا کہ یہ سامان اتروالو میں بیمار کی عیادت کر کے ابھی آتا ہوں اور آپ فوراً اس شخص کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

اللہ اکبر! کلکتہ سے بریلی تک کا لمبا سفر طے کر کے کئی روز کے بعد گھر تشریف لائے، سفر کی تکان مگر اپنے آرام کا کچھ خیال نہیں فرمایا اور ایک غریب کے گھر اس کی عیادت کو اسی عالم میں تشریف لے گئے۔

بنارس کے ایک مرید آپ سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے ایک بار انھوں نے آپ کی دعوت کی، احباب میں گھرے رہنے کے سبب آپ ان کے یہاں وقت پر کھانے میں نہیں پہنچ سکے ان صاحب نے کافی انتظار کیا اور جب آپ نہ پہنچے تو گھر میں تالا لگا کر بیوی کے ساتھ کہیں چلے گئے، ہجوم ختم ہونے کے بعد جب آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ گھر میں تالا لگا ہوا ہے اور صاحب خانہ ندارد، آپ مسکراتے ہوئے لوٹ آئے، بعد میں آپ سے ایک ملاقات میں انھوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا لیکن حجۃ الاسلام نے بجائے ان پر ناراض ہونے یا اپنی ہتک عزت محسوس کرنے کے انھیں الٹا منایا اور ان کی دلجوئی

فرمائی، یہ تھی احباب کے ساتھ آپ کی شان رحیمی وکریمی اور یہی شان ولایت بھی ہے۔

آپ خلفائے اعلیٰ حضرت اور اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت رکھتے تھے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے جبکہ بیشتر آپ سے عمر میں اور تقریباً علم میں بھی آپ سے چھوٹے اور کم پایہ کے تھے۔

سادات کرام خصوصاً مارہرہ شریف کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے اور ان کو آقاؤں کی طرح احترام دیتے تھے، حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے آپ کو بے پناہ انسیت والفت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے، ان کو آپ ہی نے ''شبیہ غوث اعظم'' کا لقب دیا تھا حجۃ الاسلام ہر جلسہ خصوصاً بریلی شریف کی تقریبات میں ان کا شاندار تعارف کراتے، حجۃ الاسلام کے محدث اعظم علیہ الرحمہ سے بھی خوشگوار تعلقات تھے۔

صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی اور صدرالشریعہ حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی کو بہت چاہتے تھے، شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ محمد حشمت علی صاحب پیلی بھیتی سے بھی بڑے لطف وعنایت کے ساتھ پیش آتے تھے آپ نے شیر بیشۂ اہلسنت کی شادی میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

حافظ ملت حضرت علامہ محمد عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرفیہ پر بھی آپ خصوصی توجہ فرماتے تھے حافظ ملت کی دعوت پر آپ اپنے فرزند ارجمند حضرت مولانا حماد رضا خاں قادری نعمانی میاں کے ہمراہ ۱۹۳۴ء میں مبارکپور اعظم گڑھ تشریف لے گئے۔

آپ کو اپنے داماد و تلمیذ اور خلیفہ حضرت علامہ تقدس علی خاں قادری بریلوی سے بھی بڑی محبت تھی، علامہ تقدس علی خاں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔

الغرض حجۃ الاسلام کے بارے میں مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ زہرہ صورت اور مشتری سیرت انسان تھے۔

حسنِ صورت :۔ حضور حجۃ الاسلام بہت ہی حسین و جمیل اور وجیہہ و شکیل تھے، جانے کتنے غیر مسلم حتی کہ عیسائی پادری بھی آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کا چہرہ ہی برہان تھا اور آپ صورت و سیرت ہر اعتبار اور ہر ادا سے اسلام کی حجت، حقانیت کی دلیل اور سچائی کی برہان تھے۔

جے پور، چتوڑ گڑھ، اودے پور اور گوالیر کے راجگان آپ کے دیدار کیلئے بیتاب رہا کرتے تھے اور آپ جب ان راجگان میں سے کسی کے شہر میں بسلسلۂ پروگرام یا مریدین و متوسلین کے یہاں آپ تشریف لے جاتے تھے تو آپ کی زیارت کے لئے امنڈ پڑتے تھے۔

کئی بد مذہب اور مرتدین صرف آپ کے چہرۂ زیبا ہی کو دیکھ کر تائب ہوئے، آپ کو شہسواری کا بھی شوق تھا آپ کی زمینداری میں اچھی نسل کے گھوڑے موجود تھے حجۃ الاسلام کی شہسواری کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے نوجوانی کا عالم تھا، گرمی کی دوپہر میں آپ محلہ سوداگران کی مسجد کی فصیل پر کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ املی کے درخت کے سایہ میں کھڑے تھے، ناگاہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور چیلنج کرنے لگا کہ ہے کوئی جو

میرے اس سرکش گھوڑے پر سواری کر سکے؟

حضرت حجۃ الاسلام اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جست لگا کر گھوڑے پر سوار ہو گئے، ابتداء میں تو گھوڑے نے شرارت کی لیکن آپ نے ایڑ لگا کر اسے دوڑنے پر مجبور کر دیا بالآخر گھوڑا آپ کو لے کر ہوا ہو گیا، احباب گھبرا اٹھے اور فوراً جا کر ان کے عم محترم حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو خبر کی، وہ آئے اور گھوڑے والے کو پکڑا اور فرمایا "اگر میرے بچے کو کچھ ہو گیا تو تیری خیر نہیں" ادھر سرکش گھوڑا حجۃ الاسلام کا مطیع ہو چکا تھا تھوڑی دیر میں وہ اس پر بڑی شان کے ساتھ سواری کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

گھوڑے کا مالک یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس نے آپ کی شہسواری کی بڑی تعریف کی اور آپ کے عم محترم سے معافی طلب کر کے چلا گیا۔

زہد وتقویٰ:- حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نہایت ہی متقی اور پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے، علمی وتبلیغی کاموں سے فراغت پاتے ہی ذکر الٰہی اور اوراد ووظائف میں مصروف، ہو جاتے، ایک بار آپ کے جسم اقدس میں ایک پھوڑا نکل آیا جس کا آپریشن ناگزیر تھا، ڈاکٹر نے بیہوشی کا انجکشن لگانا چاہا تو آپ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے کا انجکشن نہیں لے سکتا بالآخر ہوش کے عالم میں ہی دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا، اور آپ کسی بھی درد وکرب سے بے خبر درود شریف کا ورد کرتے رہے یہاں تک کہ آپریشن ہو گیا، یہ

دیکھ کر ڈاکٹر آپ کی ہمت واستقامت پر حیران وششدر رہ گئے۔

حجۃ الاسلام بکثرت درود شریف کا ورد فرماتے تھے، سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کو سچا عشق تھا سرکار ہی کے دین کی خدمت میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا، آپ کی عزت وعظمت اور آپ سے عقیدت ومحبت کو سرمایۂ حیات تصور کرتے تھے اور مصطفیٰ کی عظمت وناموس کی حفاظت وصیانت کرتے ہوئے آپ پر زندگی قربان کر دی۔

حجۃ الاسلام کو زیارت روضۂ انور کی ہر دم تڑپ رہا کرتی تھی سرکار کی بارگاہ میں اپنی حاضری کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں: ع

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ

خمیدہ سر آنکھیں بند لب پر میرے درود وسلام ہوگا

کشف وکرامات:۔ آپ کے علمی وتبلیغی کارنامے دین میں آپ کی استقامت، حق گوئی وبے باکی ہی کیا کسی کرامت سے کم ہے، آپ نائب رسول اکرم، شریعت میں نائب امام اعظم اور طریقت میں نائب غوث اعظم اور اپنے وقت کے حجۃ الاسلام تھے بیشتر کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں۔

آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر نہ جانے کتنوں کو ایمان نصیب ہوا اور نہ معلوم کتنے مرتد تائب ہوئے، لیکن عوام عموماً جس بات کو کرامت کہتے اور سمجھتے ہیں یعنی خوارق عادات یا کسی ناممکن یا محال کام کو پورا کر کے دکھا دینا اس طور پر بھی آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جس کا تفصیلی ذکر مفتی نشتر فاروقی صاحب نے ''سوانح

حجۃ الاسلام‘‘ (زیر ترتیب) میں فرمایا ہے چند واقعات یہاں بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔

بنارس میں آپ کے تبلیغی دورے بہت ہوا کرتے تھے، یہاں کا ایک ہندو جس کی شادی کو برسوں ہو گئے تھے مگر کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، جب وہ اپنے پنڈتوں اور گروؤں سے مایوس ہو گیا تو آپ کا شہرہ سنکر حاضر خدمت ہوا اور آپ سے اولاد کیلئے درخواست کی، آپ نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے شرط رکھی کہ اگر لڑکا ہو گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا اس پر آپ نے فرمایا ’’ایک نہیں دو‘‘ اور نام بھی تجویز فرما دیا، ایک سال کے بعد اس غیر مسلم کے یہاں لڑکا ہوا اور اس کے چند سال بعد دوسرا لڑکا ہوا۔

چنانچہ اولاد کی پیدائش کے بعد وہ آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور آپ سے مرید بھی ہو گیا، بنارس کی دعوت کا واقعہ آپ کی دعا سے پیدا ہونے والے اسی شخص کے بڑے لڑکے کا ہے۔



اپنی والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر حضور حجۃ اسلام نے قبر کو ڈھکنے کیلئے اپنے خادم فدا یار خاں سے پتھر لانے کو کہا، مگر ایک پتھر کے بجائے دو پتھر لانے کو کہا (جبکہ ایک قبر کو ڈھکنے کے لئے ایک ہی بڑا پتھر کافی تھا)

فدا یار خاں صاحب یہ سن کر پریشان ہو گئے اور وہ سمجھ گئے کہ دوسرا پتھر حضرت اپنی قبر شریف کیلئے فرما رہے ہیں شاید جلد ہی حضرت حجۃ الاسلام بھی پردہ فرمانے والے ہیں وہ غمگین ہو گئے اور عرض کی حضور دو کی کیا ضرورت ہے ایک کیوں نہ لائیں، اس پر حجۃ الاسلام نے فرمایا، پتھر بڑی مشکل سے ملتا ہے، بعد میں دوسرا پتھر لانے

کیلئے تمہیں ہی پریشانی ہوگی۔

اس اشارہ سے فدایار خاں صاحب اور دوسرے لوگوں کو اور بھی یقین ہوگیا کہ حضرت کو خبر ہے کہ وہ بھی جلد ہی پردہ فرمانے والے ہیں اسی لئے دوسرا پتھر لانے کو فرمارہے ہیں۔

بہر حال فدایار خاں حضرت سے معذرت کرکے ایک ہی پتھر لائے والدہ ماجدہ کے پردہ فرمانے کے کچھ ہی ایام بعد حضور حجۃ الاسلام کا بھی وصال ہوگیا اور آپ کی تدفین کے سلسلہ میں قبر شریف ڈھکنے کیلئے پتھر تلاش کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی۔

اللہ اکبر حضرت حجۃ اسلام کو اپنے وصال کی خبر تھی اور یہ بھی علم تھا کہ پتھر دستیاب کرنے میں احباب کو دشواری ہوگی، یہی وجہ تھی کہ والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر اپنے لئے بھی پتھر لانے کو فرمادیا تھا، حضرت حجۃ الاسلام اللہ کے سچے ولی تھے اور انہیں اپنے مولیٰ سے قبل وصال ہی اپنے وصال کی خبر ہوچکی تھی۔ ☆

ایک بار حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے بغیر کسی پروگرام کے اچانک بنارس جانے کی تیاری شروع کردی اور خادم کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جاؤ بنارس چلنا ہے، گھر والے بھی حیران کہ اچانک ایسی کیا بات ہوگئی کہ بنارس جانا پڑ رہا ہے لوگوں نے عرض کی حضور موسم بھی ناساز گار ہے اور ہر طرف سیلاب ہے، خصوصاً بنارس و اطراف میں سیلاب کا زیادہ زور ہے اس لئے ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں ہے۔

مگر حجۃ الاسلام نے کسی کی نہیں سنی اور بنارس کیلئے گھر سے نکل پڑے اور ٹرین

کے بعد کشتیوں اور پالکیوں سے بنارس کے ایک غیر معروف مقام پر پہنچ گئے، حضرت کے وہاں پہنچتے ہی ایک بزرگ نے بڑی بیتابی سے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا جیسے وہ آپ ہی کے منتظر ہوں۔

حجۃ الاسلام سے ملاقات کے بعد وہ بزرگ بیٹھ گئے اور آپ بھی ان سے بہت قریب مگر مؤدب طریقہ پر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور پھر دونوں ایک دوسرے سے اتنا قریب ہوئے کہ ایک دوسرے سے مل گئے، اب ان بزرگ نے اپنے دامن کو تین بار حجۃ الاسلام کی طرف جھٹکا پھر حجۃ الاسلام بڑے ہی اطمینان کے ساتھ ان سے مل کر رخصت ہوئے اور بنارس میں کسی کے یہاں رُکے بغیر بریلی شریف واپس آ گئے۔

سفر میں آپ کو کوئی دقت بھی نہ ہوئی، اس دن حجۃ الاسلام نے ذکر الٰہی بہت دیر تک کیا جس سے آپ کے چہرے پر ایک عجیب نکھار پیدا ہو گیا، آپ تو پہلے ہی حسین اور نکھرے سنورے چہرہ والے تھے کہ دیکھنے والے فدا ہو جاتے تھے اور جانے کتنے تاریک دل ان کے چہرہ کے نور سے نور ایمان پا جاتے تھے، مگر اس روز سے نورانیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ ان بزرگ نے آپ کو کیا دیا، کوئی خبر، کوئی پیغام یا کوئی امانت، یہ تو یہی دونوں بزرگ جانیں، ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے ایک ولی کو خبر ہوئی اور وہ دوسرے ولی سے ملنے کیلئے اچانک بہ ہزار دشواری بنارس پہنچ گیا۔

ایک واقعہ جو کراچی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے

مفسر اعظم علیہ الرحمہ حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب قدسرہ، کے بڑے داماد الحاج شوکت حسن خاں صاحب نے روایت کیا وہ بھی حجۃ الاسلام کے کشف اوران کی کرامت کی زبردست مثال ہے۔

اولاد وامجاد:۔ حضور حجۃ الاسلام کے دوصاحبزادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی عرف جیلانی میاں خلف اکبر، حضرت علامہ حماد رضا خاں قادری بریلوی عرف نعمانی میاں خلف اصغراور چار صاحبزادیاں تھیں۔

حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کے صاحبزادگان بریلی شریف میں ہیں آپ کی تیسری اولاد اور پہلے فرزند مفکر اسلام حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ وصال فرما چکے ہیں، تعلیمی اور تبلیغی ،سیاسی اور سماجی میدان میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

حضور مفسر اعظم کی چھٹی اولاد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی اس وقت دنیائے سنیت میں اپنے علم وفضل ، زہدو تقویٰ اور دینی وتبلیغی خدمات میں نمایاں شان کے حامل ہیں، ۵۵/۵۰ رہی سال کی عمر میں آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے، جو ہند وپاک ، نیپال وبنگلہ دیش، سری لنکا اور ہالینڈ وانگلینڈ، امریکہ وافریقہ اور عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، تاج الشریعہ حضور مفتیٔ اعظم کے حقیقی جانشین اور موجودہ مفتیٔ اعظم ہیں۔

مشہور اسلامی اسکالر، ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پرنسپل سائنس

کالج ٹھٹھ سندھ پاکستان نے اپنی تصنیف ''اجالا'' میں آپ کے علم وفضل کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

وصال مبارک: -حضور حجۃ الاسلام اپنے وصال سے ایک سال قبل ہی اپنی رحلت کے حالات وکوائف بیان فرمانے لگے تھے، آپ اپنے وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: زبان سرکار کے درود وسلام اور ذکر میں مشغول ہوگی روح قرب ووصال کے چھلکتے ہوئے کیف وسرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔

۱۷ ارجمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء دوران نماز عشاء عالم تشہد میں آپ کا وصال ہوا، نماز جنازہ آپ کے تلمیذ ارشد محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب لائل پوری نے پڑھائی۔

مزار پرانوار: -حضور حجۃ الاسلام کا مزار مقدس روضۂ اعلیٰ حضرت کے مغرب جانب ''گنبد رضا'' میں واقع زیارت گاہ خاص وعام ہے آپ کا عرس ہر سال ۱۷ ارجمادی الاولیٰ کو''عرس حامدی'' کے نام سے ہوتا ہے اسی موقع پر جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلباء کی دستار بندی بھی کی جاتی ہے۔

یادگاریں: - خانقاہ اعلیٰ حضرت آپ کی یادگاروں میں سے مخصوص یادگار ہے آپ نے اس کی تعمیر کرائی آپکی تصانیف وتبرکات بھی آپ کی یادگار ہیں بیشتر تبرکات علامہ سردار احمد صاحب کے مدرسہ مظہر اسلام لائلپور پاکستان میں محفوظ ہیں۔

عبدالنعیم عزیزی۔

تقریب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نائب رسول اکرم جانشین اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام قطب عالم حضرت العلام مفتی محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ جن کے فتاویٰ کا مجموعہ آپ کے ہاتھ میں ہے دنیائے اسلام میں انکا ایک عظیم مقام ہے صورت ایسی نورانی تھی کہ غیر بھی دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے تھے اور سیرت ایسی کہ بیگانے بھی آپ کے گرویدہ اور دیوانے ہو جاتے۔

آپ کے افتاء اور تفقہ کی عظمت کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا کے معتمد خاص تھے اور ان کے دست وبازو بنے رہے۔

افتاء کا لغوی معنی ہے "جواب دینا" اسی معنی کے اعتبار سے بادشاہ حصہ کا یہ قول قرآن عظیم میں منقول ہے:

"یَاَیُّھَا الْمَلَأُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ یعنی اے درباریو میرے خواب کا جواب دو"

اور اصطلاح میں ''شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنے'' کو افتاء کہتے ہیں۔

احکام شرعیہ کے علم حاصل کرنے کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں حکم فرمایا ہے:

''فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ یعنی تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں''

اور خدائے تعالیٰ اس دولتِ بے بہا سے اسے سرفراز فرماتا ہے جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے حدیث پاک میں ہے:

''من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے تفقہ فی الدین عطا فرماتا ہے''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت حجۃ الاسلام نور اللہ مرقدہ کو اس دولتِ عظمیٰ سے بھرپور سرفراز فرمایا تھا آپ کی جلالت کو علمی دیکھ کر یہ کہنا صد فیصد درست ہے کہ خدا نے آپ کے ضمیر، آپ کے خمیر اور آپ کی سرشت وفطرت کو تفقہ فی الدین کے سانچے میں ڈھال کر اس دنیا میں ارسال فرمایا تھا۔

چودھوی صدی ہجری میں صاحب فتاویٰ رضویہ امام اہلسنت شیخ الاسلام و المسلمین حجۃ اللہ فی الارضین مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب قبلہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی رحلت کے بعد باقاعدہ طور پر فتوی نویسی کا یہ اہم منصب ان کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شیخ الاسلام قائد اسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قبلہ اور انکے برادر اصغر قطب عالم تاجدار اہلسنت نور الاسلام والمسلمین مفتیٔ اعظم مصطفٰے رضا خاں قادری کے سپرد ہوا۔

پیش نظر ''فتاویٰ حامدیہ'' ان ہی فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان صاحب رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے سائلین کے جواب میں تحریر فرمائے۔

''فتاویٰ حامدیہ'' کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی فقیہانہ بالغ نگاہی طرز استدلال اور طریق استناد کی داد دینی پڑتی ہے آپ جزئیات کے استنباط اور طریق استدلال میں ان تمام جہات اور اصول کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک بالغ نظر فقیہ کیلئے ضروری ہے اور یہ مقام رفیع آپ کو اپنے والدِ محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فیضِ صحبت سے حاصل ہوا۔

آپ مسئلۂ مسؤلہ کے جواب میں وہی طرز استدلال اختیار کرتے ہیں اور متون مشہورہ سے جواب اخذ کرتے ہیں جو آپ کے فقیہ بے مثال والد محترم کا تھا مسئلہ کے جواب میں تفصیلی استدلال اور متونِ فقہ کے حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر فقہ حنفیہ کے تمام اہم متون پر تھی اور وہ آپ کو مستحضر تھے آپ جواب کو اس وقت تک ختم نہیں کرتے جب تک کہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ نہ لے لیتے۔

''فتاویٰ حامدیہ'' اس دور میں ہمارے فقہی اور دینی معلومات کے حصول کے لئے ایک اہم سرمایہ ہے مولیٰ تعالیٰ ہم کو اس عظیم سرمایۂ دینی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمائے۔

مقامِ خوشی ہے کہ ''فتاویٰ حامدیہ'' کتابی شکل میں پہلی بار زیور طباعت سے مزین ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے اور اس کی طباعت کا سہرا ''ادارہ اشاعت تصنیفات رضا'' بریلی شریف کے سر جاتا ہے یہ ادارہ قطب عالم مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا تھا، ماضی میں اس کے ذریعہ بہت ساری کتب منظر عام پر آچکی ہیں اس کے بعد یہ ادارہ نظر بد کا شکار ہو گیا تھا الحمد للہ امسال اس کی نشاۃ ثانیہ حجۃ اسلام کے پر پوتے اہل علم کے قدرداں عزیز گرامی مولانا محمد عمران رضا خان قادری رضوی برکاتی کے جد و جہد سے ہوئی موصوف اس کی ترقی میں مسلسل کوشاں ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے آمین۔

محمد عزیز الرحمٰن منانی رضوی بریلوی
وائس پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

تقدیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

عمید العلماء، وحید الفقہاء، شیخ الانام، حجۃ الاسلام، حضرۃ العلام، الحاج الشاہ المفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی ایک صاحب نظر مفکر، عظیم المرتبت محدث جلیل القدر مدرس، مایۂ ناز مصنف اور نکتہ رس فقیہ و مفتی تھے، آپ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلف اکبر اور ان کے تمام ترملی و مذہبی علم وفضل کے وارث وامین تھے۔

آپ کی شخصیت حقانیت اسلام کی منہ بولتی تصویر تھی یہی وجہ تھی کہ اکثر غیر مسلم اور بیشتر گم گشتگان راہ آپ کے چہرۂ انور کی تابشوں کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے حسن ظاہری کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا ایک ہی نظر میں پکار اٹھتا تھا کہ......

''ھذا حجۃ الاسلام یعنی یہ اسلام کی دلیل ہیں''

حجۃ الاسلام اپنے عہد کے لاثانی مدرس، بے نظیر محدث اور بے مثال مفسر تھے، تفسیر وحدیث، اصول فقہ وکلام، منطق وفلسفہ، ہیئت وریاضی وغیرہا فنون میں تو آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا ہی آپ کا درس ''تفسیر بیضاوی، شرح عقائد اور شرح چغمنی'' بھی بہت مشہور تھا۔

آپ کے اس درس میں دور دور سے فارغ التحصیل علماء و فضلاء بھی حاضر ہوتے اور آپ سے اکتساب علم کرتے تھے، آپ کو عربی ادب میں مہارت تامہ حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ عربی میں گفتگو فرماتے تو سامعین اور مخاطب کو یہ گمان ہوتا کہ کوئی عربی النسل محو تکلم ہے چنانچہ علمائے حرمین طیبین نے ان الفاظ میں آپ کے علم و فضل اور خداداد صلاحیت کا اعتراف کیا:

ہم نے ہندوستان کے اکناف اطراف میں حجۃ الاسلام
جیسا فصیح و بلیغ نہیں دیکھا (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ۴۸۳)

چونکہ اعلیٰ حضرت نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی تھی لہذا آپ زمانۂ طالب علمی ہی میں درسیات کی امہات الکتب خیالی، توضیح و تلویح، ہدایہ آخرین تفسیر بیضاوی صحیح بخاری اور ملا جلال وغیرہ پر حواشی لکھ کر اپنے والد ذیشان کے تعلیمی دور کی یاد تازہ فرمادی۔

۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء میں فراغت کے بعد آپ نے دار العلوم منظر اسلام میں باقاعدہ درس و تدریس کا آغاز فرمایا اور تفسیر و حدیث کے علاوہ معقولات و منقولات میں اعلیٰ درجے کی کتابیں اس شان سے پڑھائیں کہ شاید و باید ہی کوئی ایسا پڑھائے۔

آپ اپنی درسی مصروفیت کا ذکر اپنے ایک مکتوب میں یوں فرماتے ہیں:

''اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو قطعاً
فرصت نہ ملی درمیان سال میں مدرس اول دار العلوم

منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ بھیج دیۓ

گۓ درس فقیر کے سر رہا" (تذکرہ جمیل ۱۸۱)

حجۃ الاسلام درس وتدریس کے علاوہ فتاوی نویسی میں اپنے والد فاضل بریلوی کا بھی ہاتھ بٹاتے ان کے لۓ حوالوں کی عبارتیں کتابوں سے تلاش کرتے کبھی کبھی آپکے فتاوی نقل کرتے نیز آپ کی تصنیفات وتالیفات کی تبییض بھی کرتے تھے جیسا کہ" الدولۃ المکیۃ" سے متعلق خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا

تبیض کرتے" (الملفوظ جلد۲ص۱۱)

یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاوی میں فاضل بریلوی کے فتاوی کا رنگ وآہنگ بدرجۂ اتم موجود ہے آپ کے مضامین تصنیفات وتالیفات، تصدیقات وتقریظات، تمہیدات وتقدیمات کا طرز تحریر انداز بیان فاضل بریلوی ہی کی طرح محققانہ ومنصفانہ ہے فتاوی ہوں یا دیگر تصنیفات آپ اس پر تمہید وتقریظ اردو میں نہیں بلکہ شستہ اور رواں عربی میں وہ بھی نظم ونثر دونوں میں ایسی قلم بند فرماتے کہ فصحاۓ عرب وعجم عش عش کر اٹھتے اور اسے عربی کا ایک شاہکار قرار دیتے۔

ملاحظہ ہو "الدولۃ المکیۃ" پر حجۃ الاسلام کی تمہید کا ایک اقتباس جو تمہید کے ساتھ ساتھ کتاب کا نہایت ہی جامع اور مختصر تعارف وخلاصہ بھی ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی آپ ہی نے فرمایا ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

الحمدلله العلام الغيوب غفارالذنوب ،ستار العيوب ، المظهرمن ارتضى من رسول على السر المحجوب و افضل الصلاه واكمل السلام على ارضى من ارتضى واجب محبوب سيدالمطلعين على الغيوب ،الذى علمه ربه تعليما و كان فضل الله عليه عظيما ،فهوعلى كل غائب امين و هو على الغيب بضنين و لاهوبنعمة ربه بمجنون مستورعنه ماكان او يكون فهوشاهدالملك و الملكوت ومشاهدالجباروالجبروت مازاغ البصروماطغى افتمرونه على مايرى نزل عليه القرآن تبيانالكل شئى فاحاط لعلوم الاولين والآخرين وبعلوم لاتنحصر بحدود ينحسر دونها العدولايعلمهااحدمن الغلمين فعلوم آدم وعلوم العالم وعلوم اللوح وعلوم القلم كلهاقطرةمن بحارعلوم حبيبناصلى الله تعالىٰ عليه وسلم لان

علوم مایدریك علومه علیه صلوات الله و تسلیمه
هی اعظم رشحة و اکبر غرفة من ذلك البحر
الغیر المتناهی اعنی العلم الازلی الالٰهی فهو
یستمد من ربه و الخلق یستمدون منه فماعندهم
من العلوم انماهی له وبه ومنه وعنه ؎

و کلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیه عند حدهم
من نقطة العلم او من شکلة الحکم

صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعلی آله وصحبه
وبارك وکرم آمین.

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جاننے والا
ہے، گناہوں کا بڑا بخشنے والا، عیبوں کو بہت چھپانے والا،
پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلّط[۱] کرنے والا اور

---

[۱] مظہر کا ترجمہ "مسلط کرنے والا" اس لئے کیا گیا کہ "ظہور" یا "اظہار" کے صلہ میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سب سے افضل درود اور سب سے کامل تر سلام ان پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر پیارے ہیں غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو ان کے رب نے خوب سکھایا اور اللہ کا ان پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل نہیں اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں ہیں کہ جو ہو گزرا یا آنے والا ہوا ان سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عز وجل کی ذات وصفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ دیکھ رہے ہو اس میں ان سے جھگڑتے ہو اللہ نے ان پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکیں اور گنتی ان تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہاں میں ان کو کوئی نہیں جانتا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور

(بقیہ ص ۸۸ کا حاشیہ) کے صلہ میں ''علی'' آئے تو اس کے معنی ''چیرہ شدن'' یا ''چیرہ گردانیدن'' ہو جاتے ہیں یعنی مسلط کر دینا یا قبضہ میں دینا کما یقال ظھر علیہ ای غلب علیہ کذا فی الصراح ۱۲ /حامد رضا غفرلہ

تمام عالم کے علم اور لوح وقلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں سے ایک بوند ہیں، اس واسطے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم (اور تو نے کیا جانا کہ حضور کے علم کیا ہیں؟ ان پر اللہ تعالیٰ کے درود وسلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں، ان غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الٰہی سے تو حضور اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کئے گئے ہیں ؎

رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر چھوٹا بڑا
تیرے دریا سے چلو یا ترے باراں سے اک چھینٹا
ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے
کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرے کوئی اعراب پر ٹھٹکا

اللہ تعالیٰ ان پر درود وسلام بھیجے اور ان کے آل واصحاب پر برکتیں اور اعزاز نازل فرمائے! الٰہی ایسا ہی کر۔

(الدولة المكية بالمادة الغيبية ص)

اس کے علاوہ اس امر پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی کتب ''الکفل الفقیہ الفاھم، الوظیفۃ الکریمہ، الاجازات المتینہ اور دوسرے افاضل علمائے کرام کی وہ تصنیفات جن پر حجۃ الاسلام کی تصدیقات و تمہیدات ہیں شاہد عدل ہیں۔

حضور حجۃ الاسلام ایک عظیم دقیقہ رس بالغ النظر مفتی وفقیہ تھے آپ فقہ کے اصول ومعانی اس کے جزئیات ومبادیات پر ملکۂ راسخہ رکھتے تھے فقہ حنفی کا شاید ہی کوئی ایسا باب ہو جس کے جزئیات ومبادیات، دلائل وبراہین آپ کو مستحضر نہ ہوں۔

افتاء:- افتاء کا لغوی معنیٰ ''جواب دینے'' کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ''احکام شرعیہ بیان کرنے'' کو افتاء کہتے ہیں علامہ سید شریف جرجانی قدس سرہ ''التعریفات'' صفحہ ۲۶ / پر فرماتے ہیں:

''الافتاء بیان حکم المسئلۃ یعنی حکم مسئلہ بیان کرنے کو ''افتاء'' کہتے ہیں''

اللہ رب العزۃ نے افتاء کی نسبت اپنی طرف یوں فرمائی:

''یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ یعنی اے محبوب تم سے (لوگ) فتوی پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے''

مفتی:- لغت میں ''جواب دینے والے'' کو مفتی کہتے ہیں اور اصطلاح شرع

میں ''احکام شرعیہ بیان کرنے والے'' کومفتی کہتے ہیں۔

علم فقہ وافتاء اپنے اندر بے پناہ گہرائی وگیرائی اور وسعت و جامعیت رکھتا ہے ہرکس وناکس کو یہ حق نہیں کہ وہ فقیہ ومفتی بن جائے الا ماشاء اللہ کہ یہ اسی کے فضل وکرم سے ہے وہ جس پر بارش رحم وکرم کرنا چاہتا اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے چنانچہ وجہ وجود کائنات فخر موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا اسے دین کا فقیہ بناتا ہے'' (مشکوٰۃ شریف)

محض درسی کتب پڑھ لینے سے علم فقہ وفتوی حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر علماء اور بیشتر اہل مدرسہ یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جو قدرے صلاحیت رکھتا ہو فتوی دے سکتا ہے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں:

''آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا'' (فتاوی ج ۴ ص ۵۶۵)

دوسری جگہ یوں رقمطراز ہیں:

'' علم الفتوی پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب کہ مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو'' (فتاوی جلد دہم ۲۳۱)

صحابۂ کرام، تبع تابعین عظام اور ائمۂ اسلام جو منصب افتاء پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے لیکن حضرت امام شافعی کے بعد کوئی بھی مفتی مطلق نہیں ہوا سب مفتی منتسب ہیں جیسا کہ ''ردالمحتار'' جلد ا ص ۶۹ ر پر ہے:

''و قد اسقر رأى الاصوليين على ان المفتى هو المجتهد فاما غير المجتهدممن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفت و الواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد كالامام على وجه الحكاية فعرفت ان ما يكو ن فى زماننا من فتوى الموجودين ليس بفتوى بل هو نقل كلام المفتى لياخذ بها لمستفتى یعنی اصولیین کی رائے اس امر پر متفق ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے، رہے غیر مجتہدین جو اقوال مجتہد حفظ کر لیتے ہیں تو وہ حقیقۃً مفتی نہیں اور ان پر واجب ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ اقوال مجتہد بطریق حکایت بیان کریں جیسے امام پس تم نے جان لیا کہ موجودین کا فتویٰ جو ہمارے زمانے میں ہے فتویٰ نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہے جسے مستفتی کے لئے نقل کیا گیا ہے۔''

مگر خداوند قدوس نے انہیں بھی ایک اعتبار سے حسب درجہ قوت اجتہاد عطا فرمائی ہے کیوں کہ اس کے بغیر وہ نوزائدہ مسائل حل ہی نہیں کر سکتے جیسا کہ علامہ شامی قدس سرہ السامی ''ردالمحتار'' جلد ثانی ص ۳۹۸ پر فرماتے ہیں:

''التحقيق ان المفتى فى الوقائع لا بد له من ضرب اجتهاد و معرفة باحوال الناس یعنی مسائل جدیدہ کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مفتی اجتہادی قوت کا حامل اور لوگوں کے حالات کا عالم ہو''

فقہ وافتاء کا میدان اس قدر سنگلاخ اور دشوار گزار ہونے کے باوجود حجۃ الاسلام کے فتاوی کا مطالعہ کرنے سے یہ امر اظہر من الشمس وابین من الامس ہو جاتا ہے کہ آپ اس خاردار اور پر پیچ و پتھریلے میدان کے بھی شہسوار یگانہ روزگار تھے اور کیوں نہ ہوں کہ آپ ''حجۃ الاسلام'' تھے۔

حجۃ الاسلام کے نام کی مہر میں درج تاریخ ۱۳۱۲ھ سے پتہ چلتا ہے کہ امام اہل سنت نے اسی سال اپنے اس لائق و فائق بیٹے کو کار افتاء کیلئے تیار کر دیا تھا تو گویا حجۃ الاسلام نے ۱۳۱۲ھ تا ۱۳۶۲ھ فتاوی نویسی فرمائی، آپ کی اس پچاس سالہ فتاوی نویسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس فن میں بھی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کی کماحقہ نیابت کی ہے لیکن افسوس کہ آپ کے سارے فتاوی محفوظ نہ رہ سکے، کاش فقہ وافتاء اور علوم و معارف کے اس بحر ذخار کے تمام فتوؤں کا

ریکارڈ محفوظ وموجود ہوتا تو یقیناً علم دوست اور اہل ذوق خصوصاً ''ارباب افتاء'' کے لئے ایک عظیم علمی وفقہی سرمایہ فراہم ہو جاتا۔

تاہم آپ کے وہ فتاوی جو زمانے کے دست برد سے کسی طرح محفوظ رہ سکے نذر قارئین ہیں جو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اصول فقہیہ اور فقہائے احناف کے محقق، مرجح وموافق اور مختار ومفتی بہ اقوال وارشادات سے منور ومزین ہیں۔

اس مجموعے میں حجۃ الاسلام کے ۱۳ر تیرہ فتاوے شامل ہیں جن میں دو مستقل رسالے ''اجتناب العمال عن فتاویٰ الجهال'' اور ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' درج ہیں۔

''اجتناب العمال'' قنوت نازلہ عندالطاعون وآفات وبلیات کے ساتھ غلبۂ کفار کی تخصیص پر ایک اجہل الجہلاء کی ہفوات وخرافات کا چھ ورقی چٹہ ''ضروری سوال'' کا نہایت ہی فاضلانہ اور محققانہ رد ہے جس میں حجۃ الاسلام نے مصنف ''ضروری سوال'' کی تیس جہالتیں اور تین فریب دہیاں اور لاتعداد کج فہمیاں شمار کرائیں ہیں۔

اس فتوے میں آپ نے ہر مصیبت مثل طاعون وغیرہ کے دفع کے لئے کتب فقہیہ معتبرہ سے قنوت پڑھنے کا اثبات فرماتے ہوئے فتنہ وفساد اور غلبۂ کفار کی تخصیص کا سخت رد کیا ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام نے ''غنیۃ شرح منیہ، شرح نقایہ برجندی، بحر الرائق، منحۃ الخالق، اشباہ والنظائر، مراقی الفلاح، فتح اللہ المعین، طحطاوی، درمختار'' اور مرقاۃ وغیرہ سے اپنا

مسلک ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اولاً ان سب عبارات میں ''نازلہ'' بلیہ حادثہ سب لفظ مطلق ہیں کسی میں فتنہ وغلبۂ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو''اشباہ'' میں ہے: قال فی المصباح النازلة المصیبة الشدیدة تنزل بالناس انتہی وفی القاموس النازلة الشدیدة انتہی و فی الصحاح النازلة الشدیدة من شدائد الدهر تنزل بالناس انتہی خود مصنف ''ضروری سوال'' کو اقرار ہے کہ ''عندالنازلہ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے'' بایں ہمہ بر خلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ وفساد وغلبۂ کفار کی قید لگانا اور کہنا کہ ''ہر ایک نازلہ نہیں'' کلام علماء میں تصرف بیجا ہے''

آگے آپ نے مصنف ''ضروری سوال'' کی ۳۰ رجہالتوں اور بے شمار صریح غلط بیانیوں اور گستاخیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''ضروری سوال کی ساری محنت وجانکاہی اپنے اس ادعائے باطل کے اثبات کو تھی کہ فتنہ وغلبۂ کفار کے سوا طاعون وغیرہ نوازل کی قنوت کذب باطل و بہتان بے ثبوت و گناہ و

بدعت وضلالت وفی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر حکم تعجیل توبہ واستغفار ہے ساڑھے پانچ ورق کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب کچھ لکھ لکھا کر اب چلتے وقت حاشیئے پر ایک فائدے کا نشان دیا ''ف'' زمانۂ طاعون میں نماز پڑھنے کی ''ترکیب'' اور متن میں لکھا: هذه الكيفية لصلوة الطاعون پہلے دل میں نیت کر کے زبان سے کہے: نويت ان اصلی للّٰه تعالیٰ ركعتين صلوة النفل لدفع الطاعون متوجها الى جهة الشريفة الله اكبر پھر دوسری رکعت کے آخر رکوع میں جو قنوت ماثورہ ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو رَبَّنَا آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِيْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار پڑھے یہ آیہ وافی ہدایہ جامع وجمیع ادعیہ کی ہے اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب جانتا ہے'' چلئے وہ اگلا پچھلا لکھا لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ ''ضروری سوال'' کی تحریر کس غرض کے لئے تھی کس بات کا دعویٰ کا ہے کا انکار تھا اپنے زعم میں کیا جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و

فی النار کی ترکیبیں بتانے لگے یارب مگر اسے اختلال حواس
کے سوا کیا کہئے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا "بارادۂ دفع
طاعون یا وبا کون سی قنوت ہے" اور جواب دیا تھا "کہیں پتا
نہیں" اب حکم ہوتا ہے کہ "قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو
اوپر طاعون کے" اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا"

مصنف "ضروری سوال" نے اس میں تغلیط روایت اور تصحیف عبارت کے ذریعہ عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے حجۃ الاسلام نے اپنے جواب میں اس کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

اس فتوے پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی اور محدث سورتی قدس سرہما کے علاوہ ۳؍ دیگر علمائے بریلی شریف ۸؍ فضلائے رامپور ۶؍ مفتیان لکھنؤ ۳؍ علمائے عظیم آباد ۳؍ فضلائے بہار شریف کی تصدیقات و مواہیر ثبت ہیں جس سے اس فتوے کی اہمیت وافادیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

"الصارم الربانی" مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں پہلی علمی کوشش تھی حجۃ الاسلام کا یہ معرکۃ الآرا فتویٰ ماہنامہ "تحفۂ حنفیہ" عظیم آباد پٹنہ رجب المرجب ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں بعنوان "فتویٰ عالم ربانی بر مزخرفات قادیانی" شائع ہوا جس نے قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دیا، اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳؍ سال کی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی اس وقت زندہ تھا اور اپنے علمی جنازہ پر محض مرثیہ خوانی کر رہا تھا بعد

میں حجۃ الاسلام کا یہ تاریخی فتویٰ "الصارم الربانی علی اسراف قادیانی" کے نام سے کتابی شکل میں رضوی پریس بریلی شریف سے شائع ہوا۔

اس سلسلے میں خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا مبسوط جواب ولداعز فاضل نوجوان مولوی محمد حامد رضا خاں حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" مسمّٰی کیا یہ رسالہ حامیٔ سنن ماحیٔ فتن ندوی فگن مکرمنا قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی حین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ "تحفۂ حنفیہ" میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع میں طبع فرمادیا"

حجۃ الاسلام سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک خلیفہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بجسدہ العنصری ذی حیات آسمان پر اٹھا لئے گئے اسے آیت قطعیۃ الدلالۃ سے ثابت کریں، ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے کہ جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں"

اس سلسلے میں حجۃ الاسلام نے تحریر فرمایا:

"ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات

واحادیث میں نہیں مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن وحدیث میں اللہ عزوجل کے علم واحاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امکان وامتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ: واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے'' تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں، حاش للہ ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن وحدیث میں نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے، نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔

اس کی نظیر یوں سمجھنی چاہیے کہ: کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دکھا دو کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جا سکتا ہے؟''

حجۃ الاسلام نے قرآن عظیم سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذی حیات آسمان پر تشریف لے جانا ثابت کرنے کے بعد ۴۳؍احادیث کریمہ سے آپ کا قرب قیامت نزول فرمانا، دجال کو قتل کرنا اور چالیس سال تک اس دنیا میں قیام فرمانے کے بعد آپ کی وفات اور عامۃ مسلمین کا آپ کی نماز جنازہ پڑھنا ثابت کیا ہے۔

چند صفحات کے بعد یوں فرماتے ہیں:

''قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہود عنود کے مکر وکید سے بچکر آسمان پر تشریف لے گئے، رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہو ثبوت پیش کرے ورنہ بے ثبوت محض مردود ہے''

حجۃ الاسلام سے فارسی میں ایک سوال ہوا کہ ایک شخص نے بلا وجہ شرعی ایک مسلمان کو حرام زادہ کہا اور ایک پاکباز ومحصنہ عورت پر زنا کا الزام لگایا اس پر استفتاء کیا گیا تو اس نے فتویٰ کی توہین کرتے ہوئے کہا کہ ''میں نے شریعت کے ایسے فتوے کو پھاڑ کر دریا برد کر دیا'' تو ایسے شخص کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

حضور حجۃ الاسلام ارشاد فرماتے ہیں:

''الجواب: سب وشتم مسلم بے وجہ شرعی سخت کبیرہ است حرام قطعی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ساب المسلم الفسوق وشنام دادن مسلمان را معصیت ست کبیرہ...... ومی فرمایند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ مسلم را دشنام دہندہ گویا در ہلاکت زنندہ...... نیز می فرمایند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذی مسلماً فقد اذانی و من اذانی فقدا اذی اللہ کسے کہ مسلمان را ایذا داد ما بدولت را ایذا داد (سرت گردم وقربانت شوم) وہر کہ ما بدولت را ایذا داد منتقم حقیقی را ایذا داد (عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وتعالیٰ شانہ می فرماید وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ومی فرماید جل جلالہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا لاریب کسانیکہ اللہ ورسول را ایذا می دہند ایشاں را لعنت کرد در دنیا و آخرت مہیا کردہ است مر ایشان را عذاب دردناک و خوار کنندہ، پس از فرمان حضور سرور دو جہاں علیہ التحیۃ

والثناء کہ بروفق شکل اولست نتیجہ کہ حاصل شد مــن اذی مسلما فقد اذی اللہ صغری کنیم وآیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الآیہ را کبری پنداریم نتیجہ بہیجہ بری خیزد کہ برنا حق شاتم مسلم بلا ہامی ریزد وچنین است حکم قذف محصنہ کہ بے حجت شرعیہ معصیت ست کبیرہ سزایش ہشتاد درہ ونا مقبول شہادت ابدیت برآن طرہ، پس درصورت مستفسرہ این کس ناکس فاسق ست وبرفسقش خود قرآن ناطق وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَاتَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"

ان فتاویٰ میں حجۃ الاسلام کا تحریری اسلوب صاف وسلیس اور شستہ وشگفتہ ہے بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر اختصار وجامعیت کا نادر نمونہ ہیں اور جہاں تفصیل فرمائی ہے دلائل وبراہین کے موتی بکھیر کر تحقیق کا حق ادا کردیا ہے۔

راقم تلاش بسیار کے بعد ان فتاویٰ کو "خدا بخش لائبریری" پٹنہ "رضا لائبریری" رامپور کے علاوہ بعض علم دوست حضرات کی ذاتی لائبریریوں سے جمع کرنے میں بمشکل، تمام کامیاب ہوسکا اس سلسلے میں حضرت علامہ سید شاہد علی رضوی سربراہ اعلیٰ الجامعۃ

الاسلامیہ رامپور کا خصوصی تعاون رہا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

ان فتاویٰ میں بعض تو بالکل ہی پڑھنے میں نہیں آرہے ہیں، بعض کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہیں اور بعض کے صفحات اس قدر بوسیدہ کہ ہاتھ لگتے ہی جھڑ جاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ ان کی تبییض نہایت ہی دقت و دشوار طلب اور وقت طلب رہی۔

ایک ایک فتوے کی تبییض، حوالوں اور سندوں کا ان کے ماخذ سے مقابلہ کرنے اور کرم خوردہ جگہوں پر مرقوم عبارتوں کی تحقیق (کہ یہاں کون سی عبارت ہو سکتی ہے) میں ہفتہ اور پندرہ دن تک صرف ہو جاتے چونکہ سیدی و مرشدی و استاذی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی متعنا اللہ بطول حیاتہ کے فتاوی کی ترتیب بھی راقم ہی کے سپرد ہے اس کے علاوہ چند دیگر مصروفیات بھی ہیں جس کی وجہ سے چند فتاویٰ تبییض سے رہ گئے۔

ہر چند کہ یہ چھوٹا سا مجموعہ ''فتاوی حامدیہ'' حجۃ الاسلام جیسی عظیم اور عبقری شخصیت کے شایان شان نہیں تاہم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے تحت وقت پر جس قدر فتاویٰ فراہم اور مبیض ہو سکے انہیں محض اس ارادے سے شائع کیا جا رہا ہے کہ اس راہ میں حجۃ الاسلام کے نشان قدم مٹنے سے محفوظ ہو جائیں۔

قارئین کرام سے ہم ملتمس ہیں کہ کتاب میں ترتیب و تبییض، کمپوزنگ یا اور کسی قسم کی شرعی خامی رہ گئی ہو تو مصنف کی ذات کو اس سے مبرا سمجھتے ہوئے اسے ہماری بے بضاعتی و کم علمی پر محمول کریں اور ہمیں اس غلطی سے مطلع فرمائیں ان شاء اللہ العزیز اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

ہم نے آپ کے فتاوی کی مزید تلاش جاری رکھی ہے اور ہمیں اللہ رب العزت اور ماہتاب رسالت ﷺ کے صدقے ان آقاؤں سے امید قوی ہے کہ تلاش و جستجو کی اس راہ پر خار میں ان کے فیوض و برکات دائمی شامل حال رہیں گے اور ان شاء اللہ الرحمٰن مستقبل قریب میں ہم ''فتاوی حامدیہ'' مکمل ترتیب و تہذیب کے ساتھ نذر قارئین کر سکیں گے اگر کسی صاحب کے پاس حجۃ الاسلام کا کوئی فتویٰ ہو تو برائے کرم ''ادارہ اشاعت تصنیفات رضا'' یا براہ راست راقم کو ارسال فرمائیں تا کہ آپ کا یہ علمی و فقہی سرمایہ یکجا ہو کر منظر عام پر آسکے۔

''فتاوی حامدیہ'' کی ترتیب و تبییض اور اس کی پروف ریڈنگ میں جن احباب نے ہمارا ساتھ دیا ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہیں خصوصاً برادر گرامی حضرت مولانا مفتی محمد محبوب عالم صاحب مولانا احتشام الدین صاحب منظری مولانا محمد یونس رضا صاحب اویسی، مولانا احسن رضوی، مولانا عاصم رضا، مولانا مطیع الرحمٰن، مولانا محمد جمیل خاں بریلوی، حافظ وقاری محمد ضیاء الحق رضوی وحافظ شاہد رضا وحافظ وقاری غلام مرتضیٰ وغیرہم کے جنہوں نے از اول تا آخر مکمل ہمارا تعاون کیا رب قدیر ان کو ان کے اس خلوص و محبت کا اجر عظیم عطا فرمائے اور ہمارے لئے اس کتاب کو نجات اخروی کا ذریعہ بنائے!

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد عبدالرحیم المعروف بنشتر فاروقی

یکے از خدام حضور تاج الشریعۃ و مرکزی دار الافتا۔

فتاوٰی حامدیہ

کتاب العقائد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک کافرہ کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کروں گا۔

حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعدہ سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافرہ کو نہلا کر لایا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہٰذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے مین حق بجانب ہیں یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: - زید اور اس مولوی پر توبہ وتجدید اسلام وتجدید نکاح لازم، عورت نے زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ اسے مسلمان کرتا، تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو ''کلمہ طیبہ'' تو پڑھا سکتا تھا، اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا، یہ ایمان مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا۔

جتنی دیر اس نے اسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ "رضا ببقاء الکفر" کا الزام ہے، عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اسے مسلمان کرتا، زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی، اس پر اس زید سے زائد الزام ہے، زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا اور عقلاً بھی اس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کے لئے جہل اگر چہ شرعاً عذر نہ ہو مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے۔

نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کے لئے شرعاً اجازت تھی۔

"خلاصہ" پھر "شرح فقہ اکبر" علی قاری میں ہے:

"کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذهب الی فلان العالم کفر" یعنی اگر کسی کافر نے مسلمان سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کر تو اس نے کہا فلاں عالم کے پاس جا، کافر ہو گیا۔ (فاروقی)

"شرح فقہ اکبر" میں اس کی وجہ یہ لکھی:

"لانه رضی ببقائه فی الکفر الی حین ملازمة العالم ولقائه او لجهله بتحقیق الایمان لمجرد اقراره بکلمتی الشهادة فان الایمان الاجمالی صحیح

اجماعا وقال ابو اللیث ان بعثه الیٰ عالم لا یکفر لان العالم ربما یحسن مالا یحسن الجاهل فلم یکن راضیا بکفره ساعة بل کان راضیاً باسلامه اتم واکمل" یعنی اس لئے کہ وہ اس کے کفر میں باقی رہنے پرراضی رہاعالم سے ملازمت وملاقات ہونے تک یا حقیقت ایمان سے جاہل ہونے کے سبب کہ وہ تو محض شہادت کے دوکلموں کا اقرار کرنا ہے ، بے شک ایمان اجمالی اجماعا صحیح ہے اورفقیہ ابواللیث نے کہا کہ اگرعالم کے پاس بھیجا تو کافر نہ ہوااس لئے کہ عالم بہتر طریقہ اپناتا ہے جوجاہل نہیں کرسکتا تو گویاوہ راضی نہیں ہواایک ساعت کے لئے بھی اس کے کفرپر بلکہ وہ راضی ہے اس کے ایمان کے تمام وکمال پر۔ (فاروقی)

''مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر'' میں ہے:

''کافر جاء الیٰ رجل وقال اعرض علی الاسلام فقال اذهب الیٰ فلان یکفر وقیل لا یکفر'' یعنی کوئی کافرایک شخص کے پاس آیااور کہا: مجھ پراسلام پیش

کرتو اس شخص نے کہا فلاں کے پاس جا، تو کفر کیا اور
بعض نے کہا کفر نہیں کیا۔ (فاروقی)

''نورالیضاح'' اور اس کی ''شرح مراقی الفلاح'' میں ہے:

"یجوز قطعها بسرقة ما یساوی درهما اوطلب منه کافر عرض الاسلام علیه ''یعنی جائز ہے اس کا ہاتھ کاٹنا چوری کے سبب اگرچہ ایک ہی درہم کے برابر ہو یا اس سے کافر کے مطالبے کے سبب کہ اس پر اسلام پیش کرے۔ (فاروقی)

حاشیہ علامہ ''طحطاوی علی المراقی'' میں ہے:

''انما ابیح له البقاء فی الصلاة لتعارض عبادتین ولا یعد بذلك راضیا ببقائه علی الکفر بخلاف ما اذااخره عن الاسلام وهوفی غیر الصلوٰة ''یعنی مباح ہے اس کے لئے نماز میں قائم رہنا دو عبادتوں کے معارض ہونے کی وجہ سے اور اس پر الزام نہیں عائد ہوگا اس کے بقا علی الکفر پر راضی ہونے کا، بخلاف اس کے کہ وہ تاخیر کرے اس پر اسلام پیش کرنے میں درآں

حالے کہ وہ نماز میں نہ ہو۔ (فاروقی)

امام ابن حجر مکی ''اعلام الاعلام بقواطع الاسلام'' میں فرماتے ہیں:

''ومن المکفرات ایضا ان یرضی بالکفر ولو ضمنا کان یسأله کافر یرید الاسلام ان یلقنه کلمة الاسلام فلم یفعل او یقول له اصبر حتی افرغ من شغلی او خطبتی لو کان خطیبا'' یعنی کفریات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ راضی رہے کفر پر اگرچہ سوال ہی کہ ضمن میں ہو، (مثلاً) کافر نے سوال کیا کہ وہ اسلام لانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اسے کلمۂ اسلام تلقین کرے، تو اس نے ایسا نہیں کیا یا اس نے یہ کہا کہ تو صبر کر یہاں تک کہ میں اپنے کام سے یا خطبے سے فارغ ہو جاؤں اگر خطیب ہو۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

''لو قال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال حتی اری او اصبر الی الغد او طلب عرض الاسلام من واعظ فقال اجلس الی اخر المجلس

کفر وقد حکینا نظیرھا عن المتولی "یعنی اگر کافر نے مسلم سے کہا: مجھ پر اسلام پیش کرتو اس نے کہا دیکھ لینا یا کل تک انتظار کر، یا کافر نے مطالبہ کیا اسلام پیش کرنے کا واعظ سے تو اس نے کہا بیٹھا رہ اختتام مجلس تک تو کافر ہوگیا۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

"قال لہ کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری صفۃ الایمان او قال اذھب الیٰ فلان الفقیہ (الیٰ قولہ) ماذکرہ فی المسئلتین الاولیتین ھو المعتمد کما قدمتہ بمافیہ لما مرانہ متضمن ببقائہ علی الکفر ولو لحظبۃ والرضا بالکفر کفر" یعنی اس سے کافر نے کہا مجھ پر اسلام پیش کرتو اس نے کہا: میں صفت ایمان نہیں جانتا یا یہ کہا کہ فلاں فقیہ کے پاس جا تو یہ شامل ہوگا اس کے بقا علی الکفر پر رضا کو اگر چہ ایک ہی لمحہ کے لئے ہو اور رضا بالکفر کفر ہے۔ (فاروقی)

دونوں پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے کہ کفر متفق علیہ ومختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے۔

''مجمع الانہر'' میں فرمایا:

"ماکان فی کونہ کفر اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح و بالتوبۃ الرجوع عن ذلک احتیاطاً واللّٰہ تعالیٰ اعلم ''یعنی ہر وہ بات جس کے کفر ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے احتیاطاً اس کے قائل کو تجدید نکاح اور توبہ ورجوع کا حکم دیا جائے گا۔ (فاروقی)

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اسے غسل مندوب ہے اس پر واجب نہیں اور اگر جنبی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اس پر وجوب غسل میں اختلاف روایت ہے، ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔

''ملتقی الابحر'' اور اس کی شرح ''مجمع الانہر'' میں ہے:

"یجب علیٰ من اسلم جنبا فی روایۃ عن الامام یجب علیہ الغسل اذا اسلم جنبا ووجوبہ بارادۃ الصلوٰۃ وھو عندھا مکلف فصار کالوضوء ولان

الجنابة صفة مستدامة ودوامها بعد الاسلام
كانشائها فيجب الغسل والاندب ای ان اسلم
ولم یکن جنبا فان الغسل مندوب له" یعنی واجب
ہے اس پر غسل جو حالت جنب میں اسلام لائے اور ایک
روایت میں امام سے ہے کہ اس پر غسل واجب ہے جبکہ
وہ حالت جنب میں اسلام لایا اور یہ وجوب ارادہ نماز کی
وجہ سے ہے اس لئے وہ شرعاً مکلف ہے، یہ وضو ہی کی
طرح ہو گیا اس لئے کہ جنابت صفت مستدامہ ہے اور
اس کی ہمیشگی بعد اسلام اس کے انشاء کی طرح ہے تو غسل
واجب ہے ورنہ مستحب یعنی اگر اسلام لایا اور جنبی نہیں
ہے تو غسل اس کے لئے مندوب ہے۔ (فاروقی)

اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اس کے بعد بھی اس پر غسل
فرض بتانا عجیب ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب
سے توبہ و رجوع لازم واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جواب حق وصواب ومجیب مصیب ومثاب ہے بلاشبہ وصورت مستفسرہ میں جب کہ زید سے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کرلے پھر کون وجہ اسے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی تھی؟

آہ! مفتی نے اتنی دیر اسے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا والعیاذ باللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ ہالکہ پیش آجاتا اور عورت مرجاتی یا شیطان خناس کوئی وسواس اس کے دل میں پیدا کردیتا تو عورت جہنمیہ ابدیہ ہوکر مرتی اور نعمت اسلام سے محروم ہوجاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا۔

ان مفت کے مفتی صاحب کو بفرض غلط اگر تلقین اسلام سے بھی کوئی اشد واہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھاتے کیا چھپن پہر لگتے تھے؟ کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل واہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔

پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گذارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھائے گئے اور پھر عذر بھی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہے

سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟

اعوذ باللہ من همزات الشیاطین وان یحضرون. یعنی اللہ کی پناہ شیطان کے وسوسوں سے اوراس سے کہ وہ پاس آئیں.

یہ عجیب منطق الطیر ہے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ اسلام لانے کے لئے، بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر وحرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر اس پر غسل فرض بھی ہو جاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر تلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہو جاتی پھر اتنا وقت بھی تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کر لیتی!

لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہو کر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل فرض، وہ عورت نہا کر پاک ہو کر قبول اسلام کے لئے بقصد نماز آئی تھی اس پر کون حدث حکمی باقی تھا جس پر فرضیت غسل کا جبروتی حکم جڑ دیا گیا۔

عامہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہا لیا اور پاک ہو کر قبول اسلام کیا تو دوبارہ نہانا ہرگز فرض نہیں صرف نظافت کے لئے نہالے تو اچھا ہے محبوب ومندوب ہے فرض نہیں۔

"درمختار" میں ہے:

"ان اسلم طاھرا او بلغ بالسن فمندوب "یعنی اگر اسلام لایا پاکی میں یا بالغ ہوا تو اسے غسل مندوب ہے۔ (فاروقی)

علامہ شامی نے فرمایا:

"ای من الجنابة والحیض والنفاس بان کان اغتسل او اسلم صغیرا فتأمل" یعنی جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہوکر بعد غسل اسلام لایا، یا نا بالغی کی حالت میں اسلام لایا تو اس پر غسل مندوب ہے۔ (فاروقی)

پھر علامہ عبدالغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی دربارۂ اغتسالات اربعہ مذکورہ میں فرمایا:

"حاصله انهم صرحوا بان هذه الاغتسالات الاربعة للنظافة لا للطهارة یعنی نہا کر اسلام لانے اور پورے پندرہ برس کا ہوکر بالغ ہونے اور نماز جمعہ ونماز عیدین کے لئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کے لئے

نہ بضرورت طہارت''

علمائے کرام نے سولہ چیزیں گنائیں جن کے بعد غسل مستحب فرمایا، ایک انہیں میں سے یہی قبول اسلام بطہارت ہے اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت۔

''مراقی الفلاح'' اور ''نورالایضاح'' میں ہے:

"ویندب الاغتسال فی ستة عشر شیئاً لمن اسلم طاھراً الخ" یعنی غسل مندوب ہے سولہ چیزوں میں انھیں میں سے یہ قبول اسلام بطہارت کے بعد غسل ہے۔ (فاروقی)

اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا:

"لمن اسلم طاھراًای عن جنابة و حیض و نفاسٍ للتنظیف عن اثر ما کان منه" یعنی جو پاک ہوکر اسلام لایا یعنی جنابت سے اور حیض ونفاس سے پاک ہوکر مزید پاکیزگی کے لئے۔ (فاروقی)

طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کلمہ نہ پڑھا کر جھوٹے حیلہ بہانوں سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا، بہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے ازالۂ حدث حکمی

نہیں ہوتا جنابت وحیض ونفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے حرام ہے؟ لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم.

بالجملہ ظاہراً قبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں مفتی ومغطی امام مرتکب حرام اور مستحق آثام اس پر اور زید پر توبہ وتجدید نکاح وتجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و صواب بلاشک وبلاکلام واللہ الموفق المنعام واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد حامد رضا غفرلہ قادری نوری

صدق اللہ العظیم

رسالہ

اَلصَّارِمُ الرَّبَّانِی

عَلٰی

اَسْرَافِ الْقَادْیَانِی

مسئلہ از: سرساوہ ضلع سہارنپور، مرسلہ یعقوب علی خاں کلارک پولیس

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

قبلہ وکعبۂ ام مدظلہ بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت کے اس قصبہ سرساوہ میں ایک شخص جواپنے آپ کو ''نائب مسیح'' یعنی مرزاغلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے۔

پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہوں گا اور درصورت تاخیر کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہے گا اور وہ اپنی راہ پر لے آئے گا زیادہ حد ادب!

تحریر یہ ہے

''ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات میں ہر جگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ ہے جو مدعیٔ حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی

طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے؟ بس اس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری ذی حیات جسمانی آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کریں گے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدا تعالیٰ اس عہدۂ جلیلہ سے معزول کر دے گا؟ تو پہلے تو کوئی آیت بشروط متذکرۂ بالا ہونی چاہئے اور بعد اس کے کوئی حدیث، تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اس میں لفظ ''حیات'' ہو خواہ وہ کسی صیغے سے

ہو یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر گفتگو کرتے ہیں اور ''متوفیک و فلماتوفیتنی'' دو آیت پیش کرتے ہیں اور ان دونوں آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابن عباس سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں۔

اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور صحیح بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائیے اور دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی موجود ہیں ہم کو صرف ''قرآن شریف'' سے ثبوت چاہئے جس تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں ہے تو وجہ فقط بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین کذبوا بآیاتنا	یعنی بے شک وہ جو ہماری نشانیوں
واستکبروا عنھا لا تفتح	کو جھٹلاتے ہیں اور اکڑتے ہیں ان
لھم ابواب السماء	کے لئے آسمان کے دروازے نہیں
الحمدللہ الذی خلق	کھولے جائیں گے اور تمام تعریفیں
عبدہ وابن امتہ عیسی	اس کے لئے جو اپنے بندے اور اس
ابن مریم رسول اللہ	کی امت کا بیٹا عیسیٰ ابن مریم علیہما
بکلمۃ منہ وجعلہ فی	الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول کو پیدا
البدء مبشراً برسول یاتی	فرمایا بولتا ہوا اور ان کو خوشخبری سنانے
من بعدہ اسمہ احمدو	والا اپنے بعد ایک رسول کی آمد کی جن
فی الختم ناصراً لملتہ	کا نام نامی اسم گرامی "محمد" (صلی اللہ
اماماً من امتہ نائباً عنہ	تعالیٰ علیہ وسلم) ہے اور آخر میں ان
صلی اللہ تعالیٰ علیہ	کے ملت کی مدد کرتے ہوئے ان کی
وعلیٰ سائر انبیائہ وکل	امت کی امامت کرتے ہوئے رسول
محبوب لدیہ وعلینا بھم	اللہ کی نیابت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ
	درود بھیجے ان پر اور تمام نبیوں پر اور ہر

الی یوم الدین آمین آمین	ان پر جوان کا پیارا ہے اور ان کے
یارب العلمین قال الفقیر	طفیل ہم پر بھی قیامت تک آمین
محمد المدعو **بحامد**	آمین اے! سارے جہاں کے مالک
رضا القادری البریلوی	اسے کہا محمد نے جسے حامد رضا قادری
غفرلہ اللہ تعالیٰ لہ	بریلوی کہا جاتا ہے اللہ اسے بخشے اور
واوردہ من مناھل المنی	اسے تمناؤں کی ان گھاٹوں پر اتارے
کل موردروی.	جہاں سے وہ سیراب ہو۔ (فاروقی)

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

برادران مسلمین حفظکم اللہ تعالیٰ عن شرور المفسدین حفظ ناموس وحفظ جان وحفظ جسم وحفظ مال میں سب مؤمن وکافر ہمیشہ ساعی وسرگرم رہتے ہیں، اللہ عزوجل کو یاد کر کے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظ دین بھی صرف کیجئے کہ یہ سب سے اہم یعنی بگوش ہوش یہ چند کلمے سن لیجئے اور انہیں میزان عقل وانصاف میں تول کر حق وناحق کی تمیز کیجئے فضل الٰہی عزوجل سے امید واثق ہے کہ دم کے دم میں صبح حق تجلی فرمائے گی اور شب ضلالت کی ظلمت دھواں ہو کر اڑ جائے گی۔

مخالفین اگر برسر انصاف آئیں فھو المراد ورنہ آپ تو بعنایت الٰہی راہ حق پر

ثابت قدم ہوجائیں گے وباللّٰہ التوفیق میں پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہوں جن سے بعونہ تعالیٰ حق واضح ہواور صواب لائح:

واللّٰہ المعین وبہ نستعین ۔ یعنی اللہ ہی مددگار ہےاور ہم اسی سے مدد کے طلب گار ہیں۔ (فاروقی)

مقدمہ اولیٰ:۔ مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید وحدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔

اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا:

"تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (یعنی) جس میں ہر چیز کا روشن بیان"

تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا:

"وَمَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (یعنی) اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو"

اس لئے فرماتا ہے:

"فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (یعنی) علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو"

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں، نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا:

"وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ (یعنی) اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو

لوگوں سے (اس کی) شرح بیان فرمادے اس چیز کی جوان
کی طرف اتاری گئی"

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف ونکات منتہی نہ ہوں گے، ان دو آیتوں کے اتصال سے رب العالمین نے ترتیب وار سلسلۂ فہم کلام الٰہی کا منتظم فرمادیا کہ: اے جاہلو تم کلام علما کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن:

وللّٰه الحجة البالغة	اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے اور اللہ
والحمدلله رب العلمین .	ہی کے لئے حمد ہے جو رب العالمین ہے

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب "میزان الشریعة الکبریٰ" میں اس معنی کو جابجا بتفصیل تام بیان فرمایا از اں جملہ فرماتے ہیں:

"لولا ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فصل بشریعة ما اجمل فی قرآن بقی علی اجماله کما ان الائمة المجتهدین لولم یفصلوا ما اجمل فی السنة لبقیت علی اجمالها وهکذا الی عصرنا هذا. پس اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث

یونہی مجمل رہتی اوراسی طرح ہمارے زمانے تک کہ اگر کلام
ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت
نہ رکھتے"

تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے اسی لئے قرآن عظیم کی نسبت ارشاد فرمایا:

"یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے
بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے"

جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہِ ضلالت میں گرتے ہیں اسی لئے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سیاتی ناس یجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم
بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب الله
(یعنی) قریب ہے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم سے
قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں
حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے
ہیں رواه الدارمی ونصر المقدسی فی الحجة

والـلالكائی فی السنة وبن عبدالبرفی العلم وابن ابی زمنين فـی اصـل الـسـنة ولـدارمـی والدارقطنی و الاصبهانی فی الحجة ابن النجار" (یعنی دارمی نے اور نصر مقدسی نے "حجۃ" میں اور لالکائی نے "سنۃ" میں اور ابن عبدالبر نے "العلم" میں اور ابن ابوزمین نے "اصول السنۃ" میں اور دار قطنی اور اصبہانی نے "حجۃ" میں اور ابن نجار نے اس حدیث پاک کو روایت کی۔ فاروقی)

اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"الحدیث مضلۃ الاالفقہاء (یعنی) حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر ائمۂ مجتہدین کو"

تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمۂ مجتہدین نے کردکھائی تو جوائمہ کا دامن چھوڑ کر قرآن و حدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادئ ضلالت میں پیاسا مرے گا تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن وحدیث چاہئے جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں تو قرآن درکار ہے سمجھ لو کہ یہ بد دین

دین خدا کا بدخواہ ہے، پہلا فرقہ قرآن عظیم کی پہلی آیت "فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ" (یعنی اے لوگو! علم والوں سے پوچھو) کا مخالف مستکبر اور دوسرا طائفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" (یعنی لوگوں کو اس کی شرح بیان فرمادیں جو ان کی طرف اترا) کا منکر ہے۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ مخذولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

"الا سألوا اذالم يعلموا فانما شفاء العى السوال کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ نہ جاننے کی دوا تو پوچھنا ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبداللّٰه رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما" (یعنی اس حدیث پاک کو امام ابوداؤد نے حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ فاروقی)

اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

"الا انى اوتيت القرآن ومثله معه الا يوشك رجل شبعان على اريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه وان ما حرم رسول اللّٰه (صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) كما حرم الله (یعنی) سن لو مجھے

قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی رواہ الائمة احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجة عن المقدام بن معدیکرب ونحوہ عندھم ما خلا الدارمی وعندالبیھقی فی الدلائل عن ابی رافع وعندابی داؤد عن العرباض بن ساریة رضی الله تعالیٰ عنھم " (یعنی اس حدیث پاک کو امام احمد، امام دارمی، امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت مقدام ابن معدیکرب سے روایت کیا اور ایسے ہی ان کے نزدیک سوائے دارمی کے اور امام بیہقی کے نزدیک "دلائل" میں حضرت ابورافع سے اور ابوداؤد کے نزدیک عرباض ابن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ۱۲ فاروقی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنھوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا

اور بزور زبان صرف قرآن عظیم پر دارومدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گڑھنا۔

اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں ان کا ٹھکانا نہیں حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں اسی لئے اپنی بگڑی بنانے کو پہلے ہی دروازے بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیئے جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگا لینے کی گنجائش ہو۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں این وآں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو اس تیسرے درجے پر آکر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا، اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے:

"كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ" یعنی گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں (کنز)

اوّل تو حدیثوں ہی کے آگے انھیں کچھ نہ بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں کچھ چوں وچرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کردیں گے کہ پھر انھیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا اماموں کو نہیں مانتے اس وقت معلوم ہوجائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انھیں لئے پھرتا ہے اور قرآن وحدیث وائمہ کے ارشادات پر نہیں جمنے دیتا و لاحول و لاقوة الا باللہ العلی العظیم۔

یہ نفیس وجلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو ہر جگہ کام آئے گا اور باذن اللہ تعالیٰ ہزار گمراہیوں سے بچائے گا۔

کیف لا وانـه من زواهر	یعنی کیوں نہیں کہ وہ سیدنا والد العلام
جواهـر افادات سیدنا	مقدام المحققین الأعلام مدظلہ العالی الی
الـوالـد الـعلام مقدام	یوم القیام کے افادات کے جواہر کی
الـمحققین الاعلام مدظله	کلیوں میں سے ہے جو ان کی کتاب
العـالی الیٰ یوم القیام فی	مستطاب ''البارقة الشارقة
کتابـه الـمستطاب البارقة	علی مارقة المشارقة'' میں ہے اور
الشارقة علیٰ مارقة المشارقة	اللہ ہی کے لئے حمد ہے جو سارے
والـحمدلله رب العٰلمین.	جہان کا رب ہے۔ (فاروقی)

مقدمہ ثانیہ:۔ مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

اوّل:۔ ضروریات دین جن کا منکر کافران کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہے کو گنجائش نہ تاویل کو راہ۔

دوم:۔ ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت جن کا منکر گمراہ بدمذہب ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے اگرچہ باحتمال تاویل باب تکفیر مسدود ہو۔

سوم:۔ ثابتات محکمہ جن کا منکر بعد وضوح امر خاطی وآثم قرار پاتا ہے ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی جبکہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح ومضمحل کردے یہاں حدیث آحاد صحیح یا حسن کافی اور قول سواد اعظم وجمہور علماء سند وافی فان یداللہ علیٰ جماعۃ (یعنی بے شک اس جماعت پر اللہ کا دست قدرت ہے)۔

چہارم:۔ ظنیات محتملہ جن کے منکر کو صرف مخطی کہا جائے ان کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی جس نے جانب خلاف کے لئے گنجائش بھی رکھی ہو۔

ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف ع

ہر سخن وقتے وہر نکتہ مقامے دارد
گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں حتی کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں۔

مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن وحدیث میں اللہ عزوجل کے علم و احاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امکان وامتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ:

"واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے"

تو کیا وہ کافر نہ ہوگا؟ کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں حاش للہ ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن وحدیث میں نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح ضلالت؟

اس کی نظیر یوں سمجھنا چاہئے کہ: کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے کہ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دکھا دو کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جا سکتا ہے؟

شرع میں نسب شہرت وتسامع سے ثابت ہو جاتا ہے بالخصوص قرآن مجید ہی میں تصریح کیا ضرور؟ یا کہا جائے کہ حضرت سیدنا یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا زید کہے میں نہیں مانتا ہمیں خاص قرآن میں دکھا دو کہ ان کی رحلت ہو چکی "سَلٰمٌ عَلَیۡهِ یَوۡمَ وُلِدَ وَیَوۡمَ یَمُوۡتُ" فرمایا ہے مات یحیٰ کہیں نہ آیا تو اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں بالتصریح کتنے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی موت وحیات کا ذکر فرمایا جو خاص یحیٰ وعیسیٰ علیہما الصلوۃ والسلام کے انتقال وزندگی کا ذکر ہوتا بلکہ قرآن نے تو انبیاء ہی گنتی کے گنائے اور باقی کو فرما دیا:

"وَمِنۡهُمۡ مَنۡ لَمۡ نَقۡصُصۡ عَلَیۡكَ بہت انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا"

تو عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اصلاً تذکرہ نہ ہونے سے ان کی نبوت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی یونہی موت یحیٰ یا حیات عیسیٰ علیہما الصلوۃ والسلام کا ذکر نہ فرمانے سے ان کی موت اور ان کی حیات بے ثبوت نہیں ہو سکتی عقل وانصاف ہو تو بات تو اتنے ہی فقرے میں تمام ہو گئی اور جنون وتعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

مقدمہ ثالثہ:۔ جو شخص کسی بات کا مدعی ہو اس کا بار ثبوت اسی کے ذمے ہوتا ہے آپ اپنے دعوے کا ثبوت نہ دے اور دوسروں سے الٹا ثبوت مانگتا پھرے وہ پاگل ومجنون کہلاتا ہے یا مکار پرفنون وھذا ظاھر جداً۔

مقدمہ رابعہ:- جو جس بات کا مدعی ہو اس سے اس دعوے کے متعلق بحث کی جائے گی خارج از بحث بات کہ ثابت ہو تو اسے مفید نہیں نہ ثابت ہو تو اس کے خصم کو مضر نہیں ایسی بات میں اس کا بحث چھیڑنا وہی جان بچانا اور مکر کی چال کھیلنا اور عوام ناواقفوں کے آگے اپنے فریب کا ٹھیلنا ہوتا ہے۔

مثلاً زید مدعی ہو کہ میں قطب وقت ہوں اپنی قطبیت کا تو کچھ ثبوت نہ دے اور بحث چھیڑ دے کہ اس زمانے کے جو قطب تھے ان کا انتقال ہو گیا اس عیار سے یہی کہا جائے گا کہ اگر ان کا انتقال ثابت بھی ہو جائے تو تیرے دعوے کا کیا ثبوت اور تجھے کیا نافع تیرے خصم کو کیا مضر ہوا کیا ان کے انتقال سے یہ ضرور ہے کہ تو ہی قطب ہو جائے تو اپنے دعوے کا ثبوت دے ورنہ گریبان ذلت میں ڈال کر الگ بیٹھ۔

مقدمہ خامسہ:- کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کر سکتا۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

"اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَاۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَاۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْۚ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O

یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ گری ہوئی تھی اپنی

چھتوں پر بولا کہاں جلائے گا اسے اللہ بعد اس کی موت کے

سوا ئے موت دی اللہ نے سو برس پھر اسے زندہ کیا اور فرمایا تو

یہاں کتنا ٹھہرا بولا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا بلکہ تو

یہاں ٹھہرا سو برس اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو (جو دو روز

میں بگڑ جانے کی چیز تھے وہ اب تک) نہ بگڑے) اور دیکھ

اپنے گدھے کو (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) اور تا کہ ہم

تجھے نشانی بنائیں لوگوں کے لئے (کہ اللہ تعالیٰ یوں مردوں

کو جلاتا ہے) اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیونکر انھیں اٹھاتے

پھر گوشت پہناتے ہیں جب یہ سب اس کے لئے ظاہر ہو گیا

(اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہم نے اس کے گدھے کی گلی

ہوئی ہڈیوں کو درست فرما کر گوشت پہنا کر زندہ کر دیا)

بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے"

اس کے بعد رب جل وعلا نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قصہ ذکر فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا! حکم

ہوا چار پرندے اپنے اوپر بلا لے پھر انھیں ذبح کر کے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزأ رکھ دے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایسا ہی کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے سب خلط ملط کئے اور اس مجموع مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھے، حکم ہوا انھیں بلا تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہوکر آواز دی، ملاحظہ فرمایا کہ ہر جانور کے گوشت پوست پروں کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑ کر ہوا میں باہم ملتا اور پورا پرند بن کر زندہ ہوکر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے۔

توجب پرند چرند مر کر دنیا میں پھر پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہما الصلوۃ والسلام سو برس موت کے بعد دنیا میں پھر تشریف لا کر ہادئ خلق ہوئے تو اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بالفرض انتقال بھی فرمایا ہو تو یہ ان کے دوبارہ تشریف لانے اور ہدایت فرمانے کا کیا مانع ہوسکتا ہے۔

یہاں مسلمانوں سے کلام ہے جو اپنے رب کو قادر مطلق مانتے اور اس کے کلام کو حق یقینی جانتے ہیں نیچری ملحدوں کا ذکر نہیں جن کا معبود ان کے زعم میں نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے کہ ان کے ساختہ نیچر کے خلاف دم نہیں مار سکتا جو بات ان کی ناقص عقل، معمولی قیاس سے باہر ہے کیا مجال کہ ان کا خدا کر سکے ان کے نزدیک قرآن مجید کے ایسے ارشادات معاذ اللہ بناوٹ کی کہانیاں ہیں کہ گڑھ گڑھ کر من سمجھوتے کو بنائی گئی ہیں ۔

تَعَالَی اللّٰہ عَمَّا یَقُوْلُ	اللہ کو برتری ہے ان ظالموں کی باتوں
الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ٥	سے بڑی برتری، اللہ انھیں مارے
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ٥	کہاں اوندھے جاتے ہیں، بلکہ اللہ
بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِکُفْرِهِمْ	نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے
فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ ٥ وَسَیَعْلَمُ	سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ	ہیں اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم
یَّنْقَلِبُوْنَ ٥	کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

اب فقیر غفرلہ المولی القدیر ان مقدمات خمس سے منکر شمس کے حواس خمسہ درست کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ جانب جواب عطف عنان اور چند تنبیہوں میں حق واضح کو ظاہر و بیان کرتا ہے۔

تنبیہ اوّل:۔ سیدنا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ صلی للہ تعالیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ سائر الانبیاء وبارک وسلم کے بارے میں یہاں تین مسئلے ہیں۔

مسئلہ اولیٰ:۔ یہ کہ نہ وہ قتل کئے گئے نہ سولی دیئے گئے بلکہ ان کے رب جل وعلا نے انھیں مکر یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اٹھالیا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دھوکے میں اسے سولی دی یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ایمانیہ پہلی قسم کے مسائل یعنی ضروریات دین سے ہے جس کا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل وعلا کا ارشاد ہے:

وبکفرهم وقولهم علیٰ مریم بهتاناعظیماوقولهم
اناقتلناالمسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله وماقتلوه
وماصلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوافیه
لفی شك منه مالهم به من علم الااتباع الظن
وماقتلوه یقینابل رفعه الله الیه وکان الله
عزیزاحکیماوان من اهل الکتٰب الالیومنن به قبل
موته ویوم القیٰمة یکون علیهم شهیدا اورہم نے
یہود پرلعنت کی بسبب ان کے کفر کرنے اورمریم پر بہتان
اٹھانے اوران کے اس کہنے کے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ
بن مریم خدا کے رسول کواورانھوں نے نہ اسے قتل کیا نہ
اسے سولی دی بلکہ اس کی صورت کا دوسرا بنادیا گیاان کے
لئے اور بے شک وہ جواس کے بارے میں مختلف ہوئے
(کہ کسی نے کہا کہ اس کا چہرہ توعیسیٰ کا سا ہے مگر بدن عیسیٰ
کا سانہیں کسی نے کہانہیں بلکہ وہی ہیں) البتہ اس سے
شک میں ہیں انھیں خود بھی اس کے قتل کا یقین نہیں مگر گمان
کے پیچھے ہولینااور بالیقین انھوں نے اسے قتل نہ کیا بلکہ
اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیااوراللہ غالب حکمت والا

ہے اور نہیں اہل کتاب سے کوئی مگر یہ ضرور ایمان لانے
والا ہے عیسیٰ پر اس کے موت سے پہلے اور قیامت کے دن
عیسیٰ ان پر گواہی دے گا"

اس مسئلے میں مخالف یہود و نصاریٰ ہیں اور مذہب نیچری کا قیاس چاہتا ہے کہ وہ مخالف ہوں یہود تو خلاف کیا ہی چاہیں اور یہ ساختہ نیچری کی سمجھ سے دور ہے کہ آدمی سلامت آسمان پر اٹھالیا جائے اور اس کی صورت کا دوسرا بن جائے اس کے دھوکے میں سولی پائے مگر ختم الٰہی کا ثمرہ کہ نصاریٰ بھی اس عبداللہ ورسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو معاذ اللہ اللہ وابن اللہ مان کر پھر باتباع یہود اسی کے قائل ہوئے کہ دشمنوں نے انھیں سولی دیدی، قتل کیا نہ ان کی خدائی چلی نہ بیٹے ہونے نے کام دیا، طرفہ (یہ کہ ان کا) خدا (ایسا) جسے آدمی سولی دیں ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

مسئلہ ثانیہ:- اس جناب رفعت قباب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اترنا دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہو کر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کرنا، یہ مسئلہ قسم ثانی یعنی ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے جس کا منکر گمراہ خاسر بدمذہب فاجر اس کی دلیل احادیث متواترہ واجماع اہل حق ہے ہم یہاں بعض احادیث ذکر کرتے ہیں:

حدیث اوّل:- صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (یعنی) کیسا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا"

یعنی اس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہوگا کہ روح اللہ تم میں اتریں تم میں رہیں تمہارے معین و یار بنیں اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

حدیث دوم:- نیز صحیحین و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان نزل فیکم ابن مریم حکماعدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لایقبلہ احد حتی یکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرة فاقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتٰب الالیؤمنن به قبل موته قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک ضرور نزدیک

آتا ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہوکراتریں پس
صلیب کوتوڑ دیں اور خنزیر کوقتل کریں اور جزیہ کوموقوف
کردیں گے (یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ
فرمائیں گے) اور مال کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ کوئی لینے
والا نہ ملے گا یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دنیا اور اس کی سب
چیزوں سے بہتر ہوگا، یہ حدیث بیان کر کے ابوہریرہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم چاہوتو اس کی تصدیق قرآن مجید
میں دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''عیسیٰ کی موت سے پہلے
سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے''

حدیث سوم :۔ صحیح مسلم میں انھیں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی نصاریٰ اعماق یا
دابق میں اتریں (کہ ملک شام کے موضع ہیں) ان کی
طرف مدینہ طیبہ سے ایک لشکر جائے گا جو اس دن بہترین
اہل زمین سے ہوں گے۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوں گے
رومی کہیں گے ہمیں ہمارے ہم قوموں سے لڑنے دو جو ہم
میں قید ہوکر تمہاری طرف گئے (اور جو مسلمان ہوگئے) ہیں

مسلمان کہیں گے نہیں واللہ ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے مقابلے میں تنہا نہ چھوڑیں گے پھر ان سے لڑائی ہوگی لشکر اسلام سے ایک تہائی بھاگ جائیں گے اللہ تعالیٰ کبھی انھیں توبہ نصیب نہ کرے گا اور ایک تہائی مارے جائیں گے وہ اللہ کے نزدیک بہترین شہدا ہوں گے اور ایک تہائی کو فتح ملے گی یہ کبھی فتنے میں نہ پڑیں گے پھر یہ مسلمان قسطنطنیہ کو (کہ اس سے پہلے نصاریٰ کے قبضے میں آچکا ہوگا) فتح کریں گے وہ غنیمتیں تقسیم ہی کرتے ہوں گے اپنی تلواریں درختان زیتون پر لٹکا دی ہوں گی کہ ناگاہ شیطان پکار دے گا کہ تمہارے گھروں میں دجال آگیا مسلمان پلٹیں گے اور یہ خبر جھوٹی ہوگی جب شام میں آئیں گے دجّال نکل آئے گا: فبینماهم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذاقمیت الصلوٰة فینزل عیسیٰ بن مریم فامهم فاذا رآه عدوالله ذاب کمایذوب الملح فی الماء فلوترکه لانذاب حتیٰ یهلك ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته اسی اثنا میں کہ مسلمان دجّال سے قتال کی تیاریاں کرتے صفیں سنوارتے ہوں گے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسیٰ بن مریم نزول

فرمائیں گے ان کی امامت کریں گے، وہ خدا کا دشمن جال
جب انھیں دیکھے گا ایسا گلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا
ہے اگر عیسیٰ رسول اللہ اسے نہ ماریں جب بھی گل گل کر
ہلاک ہوجائے مگر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے اسے قتل کرے گا
مسیح مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے"

حدیث چہارم: - نیز صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی وسنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن اسد غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انها لن تقوم حتیٰ تروا قبلها عشر آیات فذكر
الدخان والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول
عیسیٰ بن مریم ویاجوج وماجوج الحدیث بے
شک قیامت نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس
نشانیاں نہ دیکھ لو از اں جملہ ایک دھواں اور دجّال اور دابۃ
الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ بن
مریم کا اترنا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا"

حدیث پنجم: - مسند امام احمد و صحیح مسلم میں حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجّال کے ذکر میں فرمایا:

"یاتی بالشام مدینة بفلسطین بباب لدفینزل عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فیقتلہ ویمکث عیسیٰ فی الارض اربعین سنۃ اماماعدلا وحکمامقسطا وہ ملک شام میں شہر فلسطین دروازۂ شہر لدکو جائے گا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اتر کر اسے قتل کریں گے عیسیٰ علیہ الصلوۃ و السلام زمین میں چالیس برس رہیں گے امام عادل وحاکم منصف ہو کر"

حدیث ششم :- نیز مسند وصحیح مذکورین حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیٰمة فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنافیقول لاان بعضکم علی بعض امیرتکرمہ اللہ تعالیٰ لھٰذہ الامة ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا قیامت تک غالب رہے گا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام اتریں گے امیر المؤمنین ان سے کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے نہ! تم میں بعض بعض پر سردار ہیں بسبب اس

امت کی بزرگی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے"

حدیث ہفتم :- نیز مسند احمد وصحیح مسلم وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں مطولاً اور سنن ابی داؤد میں مختصراً حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ:

"وہ شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا چالیس دن رہے گا پہلا ایک دن ایک سال کا ہوگا اور دوسرا ایک مہینے کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن جیسے ہوتے ہیں اس قدر جلد ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا جیسے بادل کو ہوا اڑائے لئے جاتی ہو جو اسے مانیں گے ان کے لئے بادل کو حکم دے گا برسنے لگے گا زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اٹھے گی جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلائے جائے گا ان پر قحط ہو جائے گا تہی دست رہ جائیں گے ویرانے پر کھڑا ہو کر کہے گا اپنے خزانے نکال خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ہولیں گے پھر ایک جوان گٹھے ہوئے جسم کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا دونوں ٹکڑے ایک نشانۂ تیر کے فاصلے سے رکھ کر مقتول کو آواز دے گا وہ زندہ ہو کر چلا آئے گا دجال لعین اس پر بہت خوش ہوگا ہنسے گا

فبینماھو کذلك اذبعث اللہ المسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ و السلام فینزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرو دتین و اضعا کفیه علیٰ اجنحة ملکین اذاطأطأرأسه قطرو اذارفعه تحدرمنه جمان کاللؤلؤفلایحل لکافریجدریح نفسه الامات و نفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لدفیقتله دجال لعین اسی حال میں ہوگا کہ اللہ عزوجل مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجے گا وہ دمشق کی شرقی جانب منارۂ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے دو کپڑے ورس وزعفران سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے جب اپنا سر جھکائیں گے بالوں سے پانی ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے موتی سے جھڑنے لگیں گے کسی کافر کو حلال نہ ہوگا کہ ان کے سانس کی خوشبو پائے اور مر نہ جائے اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی وہ دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب جو شہر لُد ہے اس کے دروازے کے پاس اسے قتل فرمائیں گے“

اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زمانے میں یاجوج ماجوج کا نکلنا پھر اس کا ہلاک ہونا بیان فرمایا پھر ان کے زمانے میں برکت کی افراط یہاں تک کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت آجائے گی، ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گروہ کو کافی ہوگا ایک گائے کا دودھ سے ایک قبیلے ایک بکری کے دودھ سے ایک قبیلے کی شاخ کا پیٹ بھر جائے گا۔

حدیث ہشتم:- نیز مسند احمد و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین فیبعث الله عیسی بن مریم فیطلبه فیهلك الحدیث دجال میری امت میں نکلے گا ایک چلہ ٹھہرے گا پھر اللہ عزوجل عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے ڈھونڈھ کر قتل کریں گے"

حدیث نہم:- سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لیس بینی و بینه نبی یعنی عیسیٰ علیه السلام وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض بین ممصرتین کان رأسه یقطرو

ان لم يصبه بلل فيقاتل الناس على الاسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله فى زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك المسيح و يهلك المسيح الدجال فيمكث فى الارض اربعين سنة ثم يتوفى فيصلى عليه المسلمون

میرے اور عیسیٰ کے بیچ کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ اترنے والے ہیں جب تم انھیں دیکھنا پہچان لینا وہ میانہ قد ہیں رنگ سرخ وسپید دو کپڑے ہلکے زرد رنگ کے پہنے ہوئے گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ انھیں تری نہ پہنچی ہو وہ اسلام پر کافروں سے جہاد فرمائیں گے صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ اٹھا دیں گے ان کے زمانے میں اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبوں کو فنا کر دے گا وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے دنیا میں چالیس برس رہ کر وفات پائیں گے مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے''

حدیث دہم:- جامع ترمذی میں حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"یقتل ابن مریم الدجال بباب لد عیسیٰ بن مریم علیہ
الصلوٰۃ والسلام دجال کو دروازۂ شہر لُد پر قتل فرمائیں گے"

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حدیثیں وارد ہیں حضرت عمران بن حصین ونافع بن عتبہ وابوبرزہ وحذیفہ بن اسید وابوہریرہ وکیسان و عثمان بن ابی العاص وجابر وابوامامہ وابن مسعود وعبداللہ بن عمرو سمرہ بن جندب ونواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفہ بن الیمان سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث یازدہم:۔ سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ ومستدرک حاکم وصحیح مختارہ میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل جلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالتفصیل عجائب احوال اعور دجال اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بیان فرمائے پھر فرمایا:

اہل عرب اس زمانے میں سب کے سب بیت المقدس
میں ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا (یعنی
حضرت امام مہدی) فبینما امامهم قد تقدم یصلی
بهم الصبح اذ نزل علیهم عیسیٰ بن مریم الصبح
اس اثنا میں کہ ان کا امام نماز صبح پڑھانے کو بڑھے گا ناگاہ
عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام وقت صبح نزول
فرمائیں گے مسلمانوں کا امام الٹے قدموں پھرے گا

کہ عیسیٰ (علیہ الصلاہ والسلام) امامت کریں عیسیٰ اپنا
ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر کہیں گے آگے بڑھو نماز کہ تکبیر
تمہارے ہی لئے ہوئی تھی ان کا امام نماز پڑھائے
گا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں
گے اس طرف دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی
ہتھیار بند ہوں گے جب دجال کی نظر عیسیٰ علیہ الصلوۃ و
السلام پر پڑے گی پانی میں نمک کی طرح گلنے لگے گا
بھاگے گا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے میرے
پاس تجھ پر ایک وار ہے جس سے تو بچ کر نہیں جا سکتا پھر
شہر لُد کے شرقی دروازے پر اسے قتل فرمائیں گے''
اس کے بعد یہود کے قتل وغیرہ کے احوال ارشاد ہوئے۔

حدیث دوازدہم:- نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے شب اسرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام سے ملے باہم قیامت کا چرچہ ہوا انبیاء نے پہلے ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کا حال پوچھا انھیں خبر نہ تھی موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا انھیں بھی معلوم نہ تھا انھوں نے عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر رکھا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

''قیامت جس وقت آ کر گرے گی اسے تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں اس کے گرنے سے پہلے کے باب میں مجھے رب العزۃ نے ایک اطلاع دی ہے پھر خروج دجال ذکر کر کے فرمایا: فانزل فاقتله میں اتر کر اسے قتل کروں گا پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے میری دعا سے ہلاک ہوں گے فعهدالی متی کان ذلك کانت الساعة من الناس کالحامل التی لایدری اهلهامتی تفجؤهم بولادة یعنی مجھے رب العزۃ نے اطلاع دی ہے کہ جب یہ سب ہولے گا تو اس وقت قیامت کا حال لوگوں پر ایسا ہوگا جیسے کوئی عورت پورے دنوں پیٹ سے ہو گھر والے نہیں جانتے کہ کس وقت اس کے بچہ ہو پڑے''

حدیث سیزدہم: -امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور رویانی مسند اور ضیا صحیح مختارہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر دجال بیان کر کے فرمایا:

''ثم یجئی عیسیٰ بن مریم من قبل المغرب مصدقابمحمدصلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و علیٰ ملته فیقتل الدجال ثم انماهوقیام الساعة اس کے

بعد عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام جانب مغرب سے
آئیں گے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے
ہوئے اور انھیں کی ملت پر، پس دجال کو قتل کریں گے
پھر آگے قیامت ہی قائم ہونا ہے"

حدیث چہاردہم:۔ معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر دجال فرمایا:

"یلبث فیکم ماشاء اللہ ثم ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد علیٰ ملتہ اماما مھدیا و حکما عدلا فیقتل الدجال وہ تم میں رہے گا جب تک اللہ چاہے پھر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام اتریں گے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے حضور کی ملت پر امام راہ پائے ہوئے اور حاکم عدل کرنے والے وہ دجال کو قتل کریں گے"

حدیث پانزدہم:۔ مسند احمد و صحیح ابن خزیمہ و مسند ابی یعلی و مستدرک حاکم و مختارہ مقدسی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث طویل ذکر دجال میں فرمایا:

"مسلمان ملک شام میں ایک پہاڑ کی طرف بھاگ جائیں گے وہ وہاں جا کر ان کا حصار کرے گا اور سخت مشقت و بلا میں ڈالے گا ثم ینزل عیسیٰ فینادی السحر فیقول یایھا الناس مایمنعکم ان تخرجوالی الکذاب الخبیث فیقولون ھذارجل حتی فینطقون فاذاھم بعیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اس کے بعد عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اتریں گے پچھلی رات مسلمانوں کو پکاریں گے لوگو اس کذاب خبیث کے مقابلے کو کیوں نہیں نکلتے مسلمان کہیں گے یہ کوئی مرد زندہ ہے (یعنی گمان میں یہ ہوگا کہ جتنے مسلمان یہاں محصور ہیں ان کے سوا کوئی نہ بچا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سن کر کہیں گے یہ مرد زندہ ہے) جواب دیں گے دیکھیں تو وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلوۃ والسلام"

اس کے بعد نماز صبح میں امام مسلمین کی امامت پھر دجال لعین کے قتل کا ذکر فرمایا۔

حدیث شانز دہم: ۔نعیم بن حماد "کتاب الفتن" میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

"قلت یارسول الله الدجال قبل اوعیسی بن مریم
قال الدجال ثم عیسیٰ بن مریم الحدیث میں عرض
کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پہلے دجال نکلے
گا یا عیسیٰ بن مریم فرمایا دجال پھر عیسیٰ بن مریم"

حدیث ہفتم :- طبرانی کبیر میں اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ینزل عیسیٰ بن مریم عندالمنارة البیضاء شرقی
دمشق عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارۂ سپید کے
پاس نزول فرمائیں گے"

حدیث ہیژدہم :- مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لیھبطن عیسیٰ بن مریم حکما واماما مقسطا و
لیسلکن فجا فجا حاجا او معتمراولیأتین قبری
حتی یسلم علی ولاردن علیه خدا کی قسم ضرور عیسیٰ
ابن مریم حاکم وامام عادل ہوکر اتریں گے اور ضرور شارع
عام کے رستے رستے حج یا عمرے کو جائیں گے اور ضرور
میرے سلام کے لئے میرے مزار اقدس پر حاضر آئیں

گے اور ضرور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا صلی اللہ

تعالیٰ علیک و علیہ وعلی جمیع اخوانکم من

الانبیاء و المرسلین و آلک والھم وبارک وسلم"

حدیث نوزدہم:۔ صحیح ابن خزیمہ ومستدرک حاکم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیدرک رجلان من امتی عیسیٰ بن مریم ویشھدان قتال الدجال عنقریب میری امت سے دو مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیں گے اور دجال سے قتال میں حاضر ہوں گے"

اقول ظاہراً امت سے مراد امت موجودہ زمانۂ رسالت ہے علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانۂ کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ پائیں گے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہوں گے اس تقدیر پر دونوں مرد سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہما الصلاۃ والسلام ہیں کہ اب تک زندہ ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے۔

کماورد فی حدیث افادہ سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ علی ہامش التیسیر شرح الجامع الصغیر	جیسا کہ وارد ہے ہمارے سردار والد محقق دام ظلہ کے افادہ کی اس گفتگو میں جو "تیسیر شرح جامع صغیر" کے ہامش پر موجود ہے۔ (فاروقی)

حدیث بستم :-امام حکیم ترمذی نوادرالاصول اور حاکم مستدرک میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لن یخزی اللہ تعالیٰ امۃ انااولھاوعیسیٰ بن مریم
آخرھا اللہ عزوجل ہرگز رسوانہ فرمائے گا اس امت کو جس
کا اول میں ہوں اور آخر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام"

حدیث بست ویکم :-ابوداؤد طیالسی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لم یسلط علی دجال الاعیسیٰ بن مریم دجال
لعین کے قتل پر کسی کو قدرت نہ دی گئی سوا عیسیٰ بن مریم
علیہما الصلاۃ والسلام کے"

حدیث بست ودوم:-مسند احمد وسنن نسائی وصحیح مختارہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"عصابتان من امتی احرزھمااللہ تعالیٰ من النار
عصابۃ تغزوالھندوعصابۃ تکون مع عیسیٰ بن مریم
میری امت کے دوگروہوں کو اللہ عزوجل نے نار سے
محفوظ رکھا ہے ایک گروہ وہ جو کفار ہند پر جہاد کرے گا
دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہوگا"

حدیث بست وسوم:۔ ابونعیم حلیہ اور ابوسعید نقاش ''فوائد العراقیین'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"طوبی لعیش بعد المسیح یؤذن للسماء فی القطر ویؤذن للارض فی النبات حتی لو بذرت حبک علی الصفا لنبت وحتی یمر الرجل علی الاسد فلا یضرہ ویطأ علی الحیۃ فلا تضرہ و لا تشاحح و لا تحاسد و لا تباغض خوشی اور شادمانی ہے اس عیش کے لئے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا آسمان کو اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اگے یہاں تک کہ اگر تو اپنا دانہ پتھر کی چٹان پر ڈال دے تو وہ بھی جم اٹھے گا اور یہاں تک کہ آدمی شیر پر گزرے گا اور وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا اور وہ اسے مضرت نہ دے گا نہ آپس میں مال کا لالچ رہے گا نہ حسد نہ کینہ فی التیسیر شرح الجامع الصغیر طوبی لعیش بعد المسیح ای بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام الی الارض فی اخر الزمان"

حدیث بست و چہارم :۔مسند الفردوس میں انہیں سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"ینزل عیسیٰ بن مریم علیٰ ثمانمائة رجل واربع مائة امرأة اخیرا من علی الارض الحدیث

عیسیٰ بن مریم ایسے آٹھ سو مردوں اور چار سو عورتوں پر آسمان سے نزول فرمائیں گے جو تمام روئے زمین پر سب سے بہتر ہوں گے"

حدیث بست و پنجم :۔امام رازی وابن عساکر بطریق عبدالرحمن بن ایوب بن نافع بن کیسان عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"ینزل عیسی بن مریم عند باب دمشق عند المنارة البیضاء لست ساعات من النہار فی ثوبین ممشوئین کانما ینحدر من راسه اللؤلؤ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام دروازۂ دمشق کے نزدیک سپید منارے کے پاس چھ گھڑی دن چڑھے دو رنگین کپڑے پہنے اتریں گے گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑتے ہیں"

حدیث بست و ششم :۔صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"انی لا رجوان طال بی عمرا ان القی عیسیٰ بن مریم فان عجل بی موت فمن لقیه منکم فلیقرأه منی السلام میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر دراز ہوئی تو عیسیٰ بن مریم سے ملوں اور اگر میرا دنیا سے تشریف لے جانا جلد ہو جائے تو تم میں جو انہیں پائے ان کو میرا سلام پہنچائے"

حدیث بست وہفتم :- ابن الجوزی کتاب الوفا میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم من قبر واحد بین ابی بکر و عمر عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے ان کے اولاد ہوگی پینتالیس برس رہیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی میرے ساتھ میرے مقبرۂ پاک میں دفن ہوں گے روز قیامت، میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے اس طرح اٹھیں گے کہ ابو بکر و عمر ہم دونوں کے

داہنے بائیں ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہما''

حدیث بست وہشتم:- بغوی شرح السنہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث طویل ابن صیاد میں راوی (جس پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا):

''امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے کہ اسے قتل کردوں فرمایا ان یکن ھو فلست صاحبه انما صاحبه عیسی بن مریم والایکن ھو فلیس لك ان تقتل رجلا من اھل العھد اگر یہ دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں دجال کے قاتل تو عیسیٰ بن مریم ہوں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو تمہیں نہیں پہنچتا کہ کسی ذمی کو قتل کرو''

حدیث بست ونہم:- ابن جریر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اول الأیات الدجال و نزول عیسیٰ و یاجوج وماجوج یسیرون الیٰ حزاب الدنیا حتی یأتوا بیت المقدس و عیسیٰ والمسلمون بجبل طور سینین فیوحی اللہ الیٰ عیسیٰ ان احرز عبادی

بالطور و مايلي ايلة ثم ان عيسىٰ يرفع يديه الى السماء ويؤمن المسلمون فيبعث الله عليهم دابة يقال لها النغف تدخل فى مناخرهم فيصبحون موتى هذا مختصر قیامت کی بڑی نشانیوں میں پہلی نشانی دجال کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم کا اترنا اور یاجوج و ماجوج کا پھیلنا (وہ گروہ کے گروہ ہیں ہر گروہ میں چار لاکھ گروہ ان میں کا مرد نہیں مرتا جب تک خاص اپنے نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے، یہ بنی آدم سے) وہ دنیا ویران کرنے چلیں گے (دجلہ وفرات وبحیرۂ طبریہ کو پی جائیں گے) یہاں تک کہ بیت المقدس تک پہنچیں گے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واہل اسلام اس دن کوہ طور سینا میں ہوں گے اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور اور ایلہ کے قریب محفوظ جگہ میں رکھ پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے اور مسلمان آمین کہیں گے اللہ عزوجل یاجوج و ماجوج پر ایک کیڑا بھیجے گا نغف نام وہ ان کے نتھنوں میں گھس جائے گا صبح سب مرے پڑے ہوں گے"

حدیث سیم:- حاکم وابن عساکر تاریخ اور ابونعیم کتاب ''اخبار المہدی'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''کیف تھلك امة انا فی اولھا و عیسیٰ بن مریم فی آخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا کیوں کر ہلاک ہو وہ امت جس کی ابتدا میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ بن مریم اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدیٔ''

حدیث سی ویکم:- نیز اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ میرے اہل بیت میں وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے''

حدیث سی ودوم:- ابونعیم ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

'' یا عم النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان اللہ ابتدأ الاسلام بی وسیختمہ بغلام من ولدك وھو الذی یتقدم عیسیٰ بن مریم اے نبی کے چچا بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ابتدا مجھ سے کی اور قریب ہے کہ اسے ختم تیری اولاد

سے ایک لڑکے پر کرے گا وہی جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم
نماز پڑھیں گے، حضرت امام مہدی کی نسبت متعدد احادیث
سے ثابت کہ وہ عترت رسالت و بنی فاطمہ سے ہیں اور متعدد
احادیث میں ان کا علاقۂ نسب حضرت عباس عم اکرم سید عالم
ﷺ سے بھی بتایا گیا اور اس میں کچھ بعد نہیں وہ نسباً سید حسنی
ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے بھی اتصال رکھیں گے جیسے حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رافضیوں کے رد میں فرمایا کہ کیا کوئی
شخص اپنے باپ کو بھی برا کہتا ہے ابوبکر صدیق دو بار میرے
باپ ہوئے یعنی دو طرح سے میرا نسب مادری حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے"

حدیث سی وسوم: -اسحاق بن بشر و ابن عساکر حدیث طویل ذکر دجال میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فعند ذلك ينزل اخى عيسى بن مريم من السماء
على مجبل افيق اماما هاديا وحكما عادلا عليه
برنس له مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بيده
حربة يقتل الدجال تضع الحرب اوزارها وكان

المسلم فيلقى الرجل الاسد فلا يهيجه ويأخذ الحية فلا تضره و تنبت الارض كنبا تها على عهد آدم ويؤمن به اهل الارض ويكون الناس اهل ملة واحدة یعنی جب دجال نکلے گا اور سب سے پہلے ستر ہزار یہودی طیلسان پوش اس کے ساتھ ہولیں گے اور لوگ اس کے سبب بلائے عظیم میں ہونگے مسلمان سمٹ کر بیت المقدس میں جمع ہونگے اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام آسمان سے کوہ افیق پر اتریں گے امام راہ نما وحاکم عادل ہو کر ایک اونچی ٹوپی پہنے میانہ قد کشادہ پیشانی موئے سر سیدھے ہاتھ میں نیزہ جس سے دجال کو قتل کریں گے اس وقت لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے گی اور سب جہان میں امن وامان ہو جائے گا آدمی شیر سے ملے تو وہ جوش میں نہ آئے گا اور سانپ کو پکڑے تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا کھیتیاں اس رنگ پر اگیں گی جیسے زمانہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں اگا کرتی تھیں تمام اہل زمین ان پر ایمان لے آئیں گے اور سارے جہان میں صرف ایک دین اسلام ہوگا“

حدیث سی و چہارم :- ابن النجار انہیں سے راوی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"واذا سکن بنوك السواد ولبسوا السواد و کان شیعتهم اهل خراسان لم یزل هذا الامر فیهم حتی ید فعوه الی عیسی بن مریم جب تمہاری اولاد دیہات میں بسے اور سیاہ لباس پہنے اوران کے گروہ اہل خراسان ہوں جب سے خلافت ہمیشہ ان میں رہے گی یہاں تک کہ وہ اسے عیسیٰ بن مریم کو سپرد کریں گے"

حدیث سی و پنجم :- ابن عساکر ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی میں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی جاؤں فرمایا:

وانی لی بذالك الموضع مافیه الاموضع قبری و قبر ابی بکر و عمر و عیسیٰ بن مریم بھلا اس کی اجازت میں کیونکر دوں وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اور ابوبکر وعمر وعیسیٰ بن مریم کی علیہم الصلاۃ والسلام"

حدیث سی و ششم :- ابونعیم ''کتاب الفتن'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"المحاصرون ببيت المقدس اذ داك مائة الف امرأة واثنان و عشرون الفاً مقاتلون اذ غشيتهم ضبابة من غمام اذ تنكشف عنهم مع الصبح فاذا عیسیٰ بین ظهر انیهم اس وقت بیت المقدس میں ایک لاکھ عورتیں اور بائیس ہزار مرد جنگی محصور ہوں گے نا گاہ ایک ابر کی گھٹا ان پر چھائے گی صبح ہوتے کھلے گی تو دیکھیں گے کہ عیسیٰ ان میں تشریف فرما ہیں"

حدیث سی و ہفتم:- مسند ابی یعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"والذی نفسی بیده لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علیٰ قبری فقال یا محمد لا جیبنه قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک عیسیٰ بن مریم اتریں گے پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکاریں تو ضرور میں انہیں جواب دوں گا"

حدیث سی و ہشتم:- ابونعیم "حلیہ" میں عروہ بن رویم سے مرسلاً راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"خير هذه الامة اولها واخرها فيهم رسول الله ﷺ واخرها فيهم عيسى بن مريم الحديث اس امت کے بہتر اول و آخر کے لوگ ہیں اول کے لوگوں میں رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہیں اور آخر کے لوگوں میں عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے"

حدیث سی ونہم:- جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

"مكتوب فى التوراة صفة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و عيسىٰ يدفن معه رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے توریت مقدس میں حضور سید عالم ﷺ کی صفت میں ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ ان کے پاس دفن کئے جائیں گے علیہ الصلاۃ والسلام" فى المرقاة اى و مكتوب فيها ايضاً ان عيسىٰ يدفن معه قال الطيبى هذا هو المكتوب فى التوراة"

حدیث چہلم:- ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

"يهبط عيسى بن مريم فيصلى الصلوات و يجمع الجمع و يزيد فى الحلال كانى به تجدبه رواحله

ببطن الروحاء حاجاً او معتمراً عیسٰی بن مریم اتریں گے نمازیں پڑھیں گے جمعے قائم کریں گے مال حلال کی افراط کردیں گے گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں ان کی سواریاں انھیں تیز لئے جاتی ہیں بطن وادی روحاء میں حج یا عمرے کے لئے"

حدیث چہل و یکم :- وہی حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

"لاتقوم الساعة حتی ینزل عیسی بن مریم علی ذروة افیق بیده حربة یقتل الدجال قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عیسٰی بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام کوہ افیق کی چوٹی پر نزول فرمائیں ہاتھ میں نیزہ لئے جس سے دجال کو قتل کریں گے"

حدیث چہل و دوم :- وہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

"ان المسیح بن مریم خارج قبل یوم القیمة و لیستغن به الناس عمن سواه بیشک مسیح بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے

آدمیوں کو ان کے سبب اور سب سے بے نیازی چاہئے

یہ امر بمعنی اخبار ہے زمانۂ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں

نہ کوئی قاضی ہوگا نہ کوئی مفتی نہ کوئی بادشاہ انھیں کی طرف

سب کاموں میں رجوع ہوگی''

حدیث چہل وسوم:- وہی حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک حدیث طویل ذکر مغیبات آئندہ میں راوی کہ:

''چنین و چناں ہوگا پھر مسلمان قسطنطنیہ و رومیہ کو فتح

کریں گے پھر دجال نکلے گا اس کے زمانہ میں قحط شدید

ہوگا فبینما ھم کذالک اذ سمعوا صوتا من السماء

ابشروا فقد اتاکم الغوث فیقولون نزل عیسی بن

مریم فیستبشرون ویستبشر بھم و یقولون صل

یاروح اللہ فیقول ان اللہ اکرم ھذہ الامۃ فلا

ینبغی لاحد ان یؤمھم الا منھم فیصلی امیر

المؤمنین بالناس و یصلی عیسیٰ خلفہ لوگ اسی

ضیق و پریشانی میں ہوں گے ناگاہ آسمان سے ایک آواز

سنیں گے خوش ہو کہ فریادرس تمہارے پاس آیا مسلمان

کہیں گے کہ عیسیٰ بن مریم اترے خوشیاں کریں گے اور

عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے
مسلمان عرض کریں گے یا روح اللہ نماز پڑھایئے فرمائیں
گے اللہ عزوجل نے اس امت کو عزت دی ہے اس کا امام
اسی میں سے چاہیے امیر المومنین نماز پڑھائیں گے اور
عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے
سلام پھیر کر اپنا نیزہ لے کر دجال کے پاس آجا کر فرمائیں
گے ٹھہر اے دجال اے کذاب، جب وہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ و
السلام کو دیکھے گا اور ان کی آواز پہچانے گا ایسا گلنے لگے گا
جیسے آگ میں رانگ یا دھوپ میں چربی اگر روح اللہ نے
ٹھہر نہ فرما دیا ہوتا تو گل کر فنا ہو جاتا پس عیسیٰ علیہ الصلاۃ و
السلام اسکی چھاتی پر نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے پھر اس
کے لشکر کو کہ یہود و منافقین ہوں گے قتل فرمائیں گے
صلیب توڑیں گے خنزیر کو نیست و نابود کریں گے اب لڑائی
موقوف اور امن چین کے دن آئیں گے یہاں تک کہ
بھیڑئے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ
دیکھے گا بچے سانپ سے کھیلیں گے وہ نہ کاٹے گا ساری
زمین عدل سے بھر جائے گی''

پھر خروج یاجوج وماجوج اوران کی فنا وغیرہ کا حال بیان کرکے فرمایا:

"ویقبض عیسیٰ بن مریم و ولیه المسلمون و غسلوه و حنطوه و کفنوه و صلوا علیه وحضروا له و دفنوه الحدیث"

ان سب وقائع کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام وفات پائیں گے مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے نماز پڑھیں گے قبر کھود کر دفن کریں گے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ سردست بے قصد استیعاب تینتالیس حدیثیں ہیں جن میں ایک چہل حدیث پوری حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

ثمانیة و ثلثون نصاو اثنان او ثلثة حکما اما عبدالله بن عمر و فکثیر اما یاخذ عن الاوائل.

یعنی اڑتیس حدیثیں نص کے اعتبار سے ہوئیں اور دو یا تین حکم کے اعتبار سے، بہر حال عبداللہ ابن عمرو تو وہ زیادہ لے لیتے ہیں اوائل سے (فاروقی)

اور ایک حدیث میں تو کلام اللہ تورات مقدس کا ارشاد ہے اور خود قرآن عظیم میں بھی اس کا اشعار موجود۔

قال اللہ عزوجل:

"ولما ضرب ابن مریم مثلا الی قوله تعالیٰ وانه لعلم

لـلساعة بیشک مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا یعنی ان کے
نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ قیامت اب آئی''

حضرت ابو ہریرہ وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قرأت وانـه لعلم للساعة بیشک ابن مریم نشانی ہیں قیامت کے لئے۔

''معالم التنزیل''میں ہے:

"وانـه يعنى عيسىٰ لعلم للساعة يعنى نزوله من اشراط الساعة يـعـلـم بـه قـربهـا و قرأ ابن عباس و ابوهريرة وقتادة وانه لعلم للساعة بفتح اللام و العين اى امارة و عـلامة" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام قیامت کے لئے علم ہیں یعنی ان کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اس سے جان لیا جائے گا کہ قیامت قریب تر ہے اور ابن عباس، ابو ہریرہ اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے "انه لعلم للساعة" پڑھا یعنی بے شک وہ قیامت کے لئے نشانی ہیں، لام اور عین کے زبر کے ساتھ یعنی ان کا نزول قرب قیامت کی امارت وعلامت ہے۔ (فاروقی)

''مدارک التنزیل''میں ہے:

"وانہ لعلم للساعۃ وان عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام مما یعلم بہ مجئی الساعۃ و قرأ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما العلم وھو العلامۃ ای وان نزولہ علم الساعۃ" یعنی بے شک عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام قیامت کے لئے علامت ہیں جس سے جان لیا جائے گا کہ اب قیامت آنے والی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "انہ لعلم للساعۃ......" پڑھا یعنی ان کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے۔ (فاروقی)

امام جلال الدین محلی "تفسیر جلالین" میں فرماتے ہیں:

"وانہ ای عیسیٰ لعلم للساعۃ تعلم بنزولہ" یعنی بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے لئے علم ہیں جو ان کے نزول سے پہچان لی جائے گی۔ (فاروقی)

بالجملہ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت و جماعت سے ہے جس طرح اس کا راسا منکر گمراہ بالیقین یونہیں اس کا بدلنے والا اور نزول عیسیٰ بن مریم رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو کسی زید و عمرو کے خروج ڈھالنے والا بھی ضال مضل بد دین کہ ارشادات حضور سید عالم ﷺ کی دونوں نے تکذیب کی:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ   یعنی اب جاننا چاہتے ہیں ظالم

مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۝ کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

مسئلۂ ثالثہ: ۔سیدنا روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی حیات!

اقول اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں یہ بھی مسائل قسم ثانی سے ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ کہ اہلسنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہیں انکی موت صرف تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے ائمۂ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرما دیا ہے:

وقد فصلها سیدنا الوالد المحقق دام ظله فی کتابه سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوریٰ.

یعنی سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ نے اپنی کتاب ''سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوریٰ'' میں اس کی تفصیل فرمائی۔ (فاروقی)

دوسرے یہ کہ اب تک ان پر موت طاری نہ ہوئی زندہ ہی آسمان پر اٹھا لئے گئے اور بعد نزول دنیا میں سالہا سال تشریف رکھ کر اتمام نصرت اسلام وفات پائیں گے یہ مسائل قسم اخیرین سے ہے اس کے ثبوت کو اولاً اسی قدر کافی ووافی کہ رب جل وعلا نے فرمایا:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" یعنی کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔

جس کی تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضور سید عالم ﷺ سے

گزری مخالف نے اپنی جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی یہ تفسیر نہ صرف اس میں بلکہ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں موجود۔

شرح ''مشکوٰۃ شریف'' للعلامۃ الطیبی میں ہے:

"استدل بآیة علی نزول عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام فی آخر الزمان مصدقاللحدیث و تحریره ان الضمیرین فی به وقبل موته لعیسیٰ والمعنی وان من اهل الکتٰب الالیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم اهل الکتٰب الذین یکون فی زمان نزوله فتکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام

خلاصہ یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس آیت سے تصدیق حدیث کے لئے نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہر کتابی عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لانے والا ہے اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں جو بعد نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے زمانے میں ہوں گے تو تمام روئے زمین پر صرف ایک دین ہوگا ''دین اسلام'' وبس

نقله عنه الملا علی القاری فی المرقاة".

ثانیاً یہی تفسیر بسند صحیح دوسرے صحابی جلیل الشان ''ترجمان القرآن'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی جن سے صحیح بخاری میں قول موت منقول ہونے کا مخالف نے ادعا کیا تھا۔

''صحیح بخاری وارشاد الساری'' میں ہے:

''ثم یقول ابو هريرة بالاسناد السابق مستدلا على نزول عيسىٰ فى اخر الزمان تصديقا للحديث (واقرؤا ان شئتم) وان من اهل الكتٰب الا ليؤمنن به قبل موته اى وان من اهل الكتٰب احدالا ليؤمنن به قبل موته عيسىٰ وهم اهل الكتٰب الذين يكونون فى زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملة الاسلام ولهذا جزم ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح یعنی اس حدیث کو روایت کرکے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخر زمانے میں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول پر دلیل لانے حدیث کی تصدیق قرآن مجید سے بتانے کے لئے فرماتے: تم چاہو تو یہ آیت پڑھو وان من اهل الكتٰب الا ليؤمننن الآیہ اس آیت کے

معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی ضرور ایمان لانے والا ہے عیسیٰ پر
ان کی موت سے پہلے اور وہ، وہ کتابی ہیں جو اس وقت
ان کے زمانے میں ہوں گے سارے جہاں میں صرف
ایک دین اسلام ہوگا اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس حدیث میں جوان سے ابن
جریر نے ان کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے
بسند صحیح روایت کی، انتہی''

اور یہی تفسیر امام حسن بصری سے مروی ہوئی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ثالثاً تصریحات کثیرہ ائمہ کرام ومفسرین عظام وعلمائے اعلام امام جلال الملۃ والدین سیوطی ''تفسیر جلالین'' میں فرماتے ہیں:

''انی متو فیك قابضك ورافعك الی من الدنیا من غیر موت یعنی اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا اور دنیا سے بغیر موت دیئے اٹھا لوں گا''

تفسیر ''امام ابوالبقا عکبری'' میں ہے:

''انہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلك عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور اس کے

بعد وفات دیئے جائیں گے"

تفسیر "سمین وتفسیر فتوحات الٰہیہ" میں ہے:

"انه الی السماء ثم یتوفی بعد ذلك بعد نزوله الی الارض وحکمه بشریعة محمدﷺ وہ آسمان پر اٹھالئے گئے اور اس کے بعد زمین پر اتر کر شریعت محمدیہ ﷺ پر حکم کر کے وفات پائیں گے"

امام بغوی تفسیر "معالم التنزیل" میں فرماتے ہیں:

"قال الحسن و الکلبی و ابن جریج انی قابضك ورافعك من الدنیا الی من غیر موت بذلك یعنی امام حسن بصری نے کہ اجلۂ ائمۂ تابعین وتلامذۂ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہیں اور محمد بن السائب کلبی اور امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے کہ اجلہ واکابر ائمۂ تبع تابعین سے اور حسب روایت ائمۂ تابعین سے ہیں آیۂ کریمہ کی تفسیر کی، کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا بغیر اس کے کہ تیرے جسم کو موت لاحق ہو"

امام فخر الدین رازی ''تفسیر کبیر'' میں فرماتے ہیں:

" قد ثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاہ بعد ذالک دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام زندہ ہیں اور سید عالم ﷺ سے حدیث آئی ہے کہ وہ عنقریب اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے پھر اس کے بعد اللہ عزوجل انہیں وفات دے گا''

اسی میں ہے:

''التوفی اخذ الشیء وافیا ولما علم اللہ تعالیٰ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفع اللہ ھو روحه لا جسدہ ذکر ھذ الکلام لیدل انه علیه الصلاۃ والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه و جسدہ توفی کہتے ہیں کسی چیز کے پورا لینے کو جبکہ اللہ عز وجل کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کو یہ وہم گزرے گا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی روح آسمان پر گئی نہ بدن لہٰذا یہ کلام فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام وکمال مع روح وبدن آسمان پر اٹھالئے گئے''

"تفسیر عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی" للعلامہ شہاب الدین الخفاجی میں ہے:

"سبق انه علیه الصلاة والسلام لم یصلب ولم یمت
اوپر گزرا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نہ سولی دیئے گئے نہ انتقال فرمایا"

امام بدرالدین محمود عینی "عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں فرماتے ہیں:

"کذاروی من طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل موت عیسیٰ واللہ لحی ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعون وذهب الیه اکثر اهل العلم یعنی آیہ کریمہ وان من اهل الکتٰب الآیہ کی جو تفسیر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی امام حسن بصری سے بطریق ابی رجاء مروی ہوئی کہ انہوں نے فرمایا معنی آیت یہ ہیں کہ تمام کتابی موت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور فرمایا خدا کی قسم عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہیں اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے"

امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد ذہبی نے "تجرید الصحابہ" اور امام تاج الدین سبکی نے "کتاب القواعد" اور امام ابن حجر عسقلانی نے "اصابہ" میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے صحابیوں میں شمار کیا کہ وہ شب معراج حضور اقدس ﷺ

کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے ظاہر ہے کہ ان کی تخصیص اسی بنا پر ہے کہ انھیں یہ دولت قبل طریان موت نصیب ہوئی ورنہ شب معراج حضور کی زیارت کسی نبی نے نہ کی امام سبکی نے اس مضمون کو ایک چیستاں میں ادا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت سے وہ کونسا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں کے حضرت افضل الصحابہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و عثمان غنی و علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب سے افضل ہے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام۔

''اصابہ فی تمیز الصحابہ'' میں ہے:

"عیسی المسیح بن مریم الصدیقة رسول لله و کلمته القا ھا الی مریم ذکره الذھبی فی التجرید مستدر کا علی من قبله فقال عیسی بن مریم رسول لله رأی النبی ﷺ لیلة الا سراء فھو نبی وصحابی و ھو آخر من یموت من الصحابة و الغزه القاضی تاج الدین السبکی فی قصیدته التی فی او اخر القواعد له فقال ؎

من باتفاق جمیع الخلق افضل من
خیر الصحاب ابی بکر و من عمر
و من علی و من عثمٰن و ھو فتی
من امة المصطفی المختار من مضر

یعنی مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کا کلمہ

ہیں جنھیں اس نے حضرت مریم کی طرف الخ فرمایا، اسے امام
ذہبی نے ''تجرید الصحابہ'' میں اپنے اگلوں سے استدراک
کرتے ہوئے ذکر کیا تو فرمایا: اللہ کے رسول عیسی ابن مریم
نے شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو وہ
نبی اور صحابی ہیں اور وہ ایسے صحابی ہیں جن کا وصال سارے
صحابہ کے بعد ہوگا اور قاضی تاج الدین سبکی نے اسے
اپنے قصیدے میں رکھا جو کہ ''کتاب القواعد'' کے اواخر
میں ہے کہ: وہ کون سا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں افضل
الصحابہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے بھی افضل ہے
وہ جوان امت مصطفٰے کا قبیلہ مضر سے ہے۔ (فاروقی)

امام ذہبی کی اس اعبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ایسے صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ہوگا یہاں کلمات ائمۂ دین وعلمائے معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کے احاطہ واستیعاب کی طمع ہو سکے اور اہل حق کے لئے اس قدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے ائمہ کو کچھ نہیں گنتے ان کے لئے ہزار دفتر نادانی لہٰذا اسی قدر پر بس کریں۔

رابعاً یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد و منصور ابھی شرح ''صحیح بخاری شریف'' سے گزرا ذھب الیه اکثر اهل العلم (یعنی اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے)۔

خامساً یہی قول مصحح و مرجح اور قول صحیح کا مقابل ساقط و نامعتبر امام قرطبی صاحب "مفہم شرح صحیح مسلم" پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعود "تفسیر ارشاد العقل السلیم" میں فرماتے ہیں:

"الصحیح ان اللّٰہ تعالیٰ رفعه من غیر و فاۃ ولا نوم کما قال الحسن و ابن زید ھوا ختیار الطبری و ھو الصحیح عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما

صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ بیدار اٹھالیا نہ ان کا انتقال ہوا نہ اس وقت سوتے تھے جیسا کہ امام حسن بصری وابن زید نے تصریح فرمائی اور اس کو امام طبری نے اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی صحیح روایت یہی ہے"

"عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری" میں ہے:

"القول الصحیح انه رفع وھو حی صحیح قول یہ ہے کہ وہ زندہ اٹھالئے گئے"

اقول یہ تو بالیقیں ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرمانے والے ہیں اور اس کے بعد وفات پانا قطعاً ضرور تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات ہوئی ہوتی تو دوباران کی موت لازم آئے گی کیوں کہ امید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے

ایسے محبوب جمیل ایسے رسول عظیم وجلیل پر (کہ ان پانچ مرسلین اولی العزم صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ اجمعین سے افضل اور زیادہ محبوب رب عزوجل ہیں) دوبار مصیبت مرگ بھیجے گا۔

جب حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ کا وصال شریف ہوا اور امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں اور ان کے قتل کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نعش اقدس پر حاضر ہوئے جھک کر روئے انور پر بوسہ دیا پھر روئے اور عرض کی:

"بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا میرے ماں باپ حضور پر قربان خدا کی قسم اللہ تعالٰی حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے گا وہ جو مقدر تھی ہو چکی بابی انت وامی طبت حیاً ومیتاً والذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتین ابداً میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور زندگی میں بھی پاکیزہ اور بعد انتقال بھی پاکیزہ قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالٰی کبھی حضور کو دو موتیں نہ چکھائے گا رواہ البخاری والنسائی و ابن ماجۃ

عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها" یعنی
اس حدیث پاک کو بخاری، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (فاروقی)

تو ایسی بات جب تک نص صریح سے ثابت نہ ہو انبیاء اللہ خصوصاً ایسے رسول جلیل کے حق میں ہرگز نہ مانی جائے گی خصوصاً روح اللہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جن کی دعا یہ تھی کہ الٰہی اگر تو یہ پیالہ یعنی جام مرگ کسی سے پھیرنے والا ہے تو مجھ سے پھیر دے بارگاہ عزت میں رسول اللہ کی جو عزت ہے اس پر ایمان لانے والا بے دلیل صریح واضح التصریح کے کیوں کر مان سکتا ہے کہ وہ یہ دعا کریں اور رب عزوجل اس کے بدلے ان پر موت نازل فرمائے یہ ہرگز قابل قبول نہیں انصاف کیجئے تو ایک یہی دلیل ان کے زندہ اٹھالئے جانے پر کافی ووافی ہے وباللّٰہ التوفیق۔

تنبیہ دوم:- اقول قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یہود عنود کے مکر و کید سے بچکر آسمان پر تشریف لے گئے، رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کہیں ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہو ثبوت پیش کرے ورنہ قول بے ثبوت محض مردود ہے۔

مخالف نے جو کچھ ثبوت میں پیش کیا سب بیہودہ ہے وہ یا تو نرا افتراء اس کے اپنے دل کا اختراع ہے یا مطلب سے محض بیگانہ جس میں مقصود کی بو بھی نہیں یا مراد میں

غیر نص جو مدعی کے لئے ہرگز بکار آمد و کافی نہیں۔

سب کا بیان سنئے!

ایک افتراء: تو اس کا وہ کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں ثابت فرما دیا کہ عیسیٰ الصلاۃ والسلام بعد قبض روح آسمان پر اٹھائے گئے۔

دوسرا افتراء:۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کہ انہوں نے ایسا فرمایا حالانکہ ہم ابھی ثابت کر آئے کہ ان سے بسند صحیح اس کا خلاف ثابت ہے وہ اسی کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ابھی وفات نہ پائی ان کی موت سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے امام قرطبی سے گزرا کہ یہی روایت ابن عباس سے صحیح ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تیسرا افتراء:۔ صحیح بخاری شریف پر کہ اس میں یہ تفسیر سید عالم ﷺ و ابن عباس سے مروی ہے حالانکہ اس میں بروایت حضرت ابن عباس صرف اس قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انکم محشورون وان ناسا یؤخذ بهم ذات الشمال فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم الی قوله العزیز الحکیم یعنی تمہارا حشر ہوگا اور کچھ بائیں طرف معاذ اللہ جانب جہنم لے جائے جائیں گے میں وہ عرض کروں

گا جو بندۂ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ میں ان
پر گواہ تھا جب تک ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے
وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر
تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو
انہیں بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا"

اس حدیث میں مدعی کے اس دعوے کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے وفات ہوئی اور صرف روح اٹھائی گئی اور بے گانہ و بے علاقہ اس آیۂ کریمہ:

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط

کا ذکر ہے یہاں اگر وفات بمعنیٰ موت ہو بھی تو یہ تو روز قیامت کا مکالمہ ہے۔

رب العزۃ جل جلالہ فرماتا ہے:

"يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا
لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى
وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي
الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ
الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى
بِاِذْنِىْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِىْ
وَبِرَسُوْلِىْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَ
الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ
اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ
الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ
عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ
اٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ
اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ
اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ
اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ
وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا
يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ
مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ
لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ج
وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ج فَلَمَّا
تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج
وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ قَالَ
اللّٰهُ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ؕ جس دن جمع
فرمائے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو فرمائے گا تمہیں کیا جواب
ملا؟ بولے ہمیں کچھ خبر نہیں بیشک تو ہی خوب جانتا ہے
سب چھپی باتیں جب فرمایا اللہ نے اے مریم کے
بیٹے عیسیٰ یاد کر میرے احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں
پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں
سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں
نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل
اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے
بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے

لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے
حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے
زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا
جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو ان میں
کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو اور جب میں
نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ مجھ پر اور میرے
رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ
ہم مسلمان ہیں، جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن
مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے
ایک خوان اتارے؟ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے
ہو بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور
ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے
ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں، عیسیٰ بن
مریم نے عرض کی اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر
آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو
ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور
ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دے

دینے والا ہے، اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا اور جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہہ دیا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سوا؟ بولا پاکی ہے تجھے مجھے روا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا اگر میں نے کہا تو تجھے خوب معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی جانتا ہے سب چھپی باتیں میں نے نہ کہا ان سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پوجو اللہ کو جو مالک ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے فرمایا اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ''

اول سے آخر تک یہ ساری گفتگو روز قیامت کی ہے کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کبھی وفات پائیں گے ہی نہیں کہ روز قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کرسکیں شاید جاہل یہاں " قَالَ اللّٰهُ " اور " قَالَ سُبْحٰنَكَ " میں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گزرا حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا واقع ہولی۔

قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں "سورۂ اعراف" میں دیکھئے:

وَنَادٰىٓ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ جنتیوں نے دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پالیا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے رب نے سچا کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا قَالُوْا نَعَمْ وہ بولے ہاں فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ تو ندا کی ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار ستم گاروں پر وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اعراف والے پکارے جنت والوں کو سلام تم پر وَنَادٰىٓ اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ اور اعراف والے پکارے دوزخیوں کو ان کی علامت سے پہچان کر وَنَادٰىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور

دوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ

دو قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ بولے اللہ

نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔

اسی طرح ''سورۂ صافات'' میں:

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ (الآیات)

اور ''سورۂ صٓ'' میں:

''قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ـ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ

تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝''

تک دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا!

اور ''سورۂ زمر'' میں:

''وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ـ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

الَّذِيْ صَدَقَنَا'' الآیۃ.

تک تمام وقائع روز قیامت صیغہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی آیت میں دیکھئے جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا تم نے کیا جواب پایا بولے ہمیں کچھ علم نہیں۔

یہاں بھی ان کا جواب بصیغۂ ماضی ارشاد فرمایا اور نا کافی و نا مثبت آیۂ کریمہ:

"اِذْقَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ
وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا"
سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے
والا اور اپنی طرف اٹھا لینے والا اور کافروں سے دور کر
دینے والا ہوں"

اولاً: -حرف واؤ ترتیب کے لئے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہو اس کا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات ورفع وتطہیر سب کچھ ہونے والے ہیں اور یہ بلا شبہ حق ہے یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہولے گی۔

"تفسیر امام عکبری" میں ہے:

"مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کلاهما للمستقبل و
التقدیر رافعك الی و متوفیك لانه رفع الی
السماء ثم یتوفی بعد ذالك" یعنی یہ دونوں کلمے
مستقبل کے لئے ہیں اور رافعك الی و متوفیك مقدر
یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں وفات دوں گا
اس لئے کہ انھیں آسمان کی طرف اٹھالیا گیا پھر اس کے
بعد ان کی وفات ہوگی۔ (فاروقی)

"تفسیر سمیں وتفسیر جمل وتفسیر مدارک وتفسیر کشاف وتفسیر بیضاوی وتفسیر ارشاد العقل" میں ہے:

"واللفظ للنسفی او ممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء و رافعك الاٰن اذالوا و لا یوجب الترتیب" یعنی یہ الفاظ نسفی کے ہیں "یا تمہیں موت دوں گا تمہاری موت کے وقت میں آسمان سے اتارنے کے بعد اور اس وقت میں تمہیں اٹھالیتا ہوں" اس لئے کہ واؤ ترتیب کو واجب نہیں کرتا۔ (فاروقی)

"تفسیر کبیر" میں ہے:

"الا یة تدل علی انه تعالیٰ یفعل به هذه الا فعال فاما کیف یفعل ومتیٰ یفعل فالا مرفیه موقوف علی الدلیل وقد ثبت الدلیل انه حی" یعنی آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ یہ افعال کرتا ہے تو رہا یہ کہ کس طرح کرتا ہے اور کب کرتا ہے؟ تو یہ معاملہ دلیل پر موموف ہے اور دلیل اس بات قائم ہو چکی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ (فاروقی)

ثانیاً:- ''توفی'' خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں ''توفی'' کہتے ہیں ''تسلم و قبض'' اور پورا لے لینے کو ''کبیر'' کی عبارت اوپر گزری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم وروح تمام وکمال اٹھالوں گا ''تفسیر جلالین'' سے گزرا متوفیک قابضک ورافعک من غیر موت ''معالم التنزیل'' سے گزرا کہ حسن کلبی و ابن جریج نے کہا انی قابضک ورافعک من غیر موت.

اسی میں ہے:

''فعلی ھذا للتوفی تاویلان احدھما انی رافعک الیّ وافیالم ینالو امنک شیأ من قولھم توفیت من کذاو کذا واستوفیتہ اذا اخذتہ تا ماً والأخرانی متسلمک من قولھم توفیت منہ کذاای تسلمتہ'' یعنی اس بناء پر ''توفی'' کی دو تاویلیں ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ''میں تم کو مکمل سلامتی کے ساتھ اٹھالوں گا تو لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے'' (جیسے) اہل زبان کا قول کہ ''میں نے اسے ایسے لے لیا جبکہ اس کو پورا پورا لے لے'' اور دوسری تاویل یہ ہے کہ ''میں تمہیں ان سے لے لوں گا'' (جیسے) اہل زبان کا قول کہ ''میں نے اس چیز کو ان سے حاصل کرلیا''۔ (فاروقی)

''کشاف وانوار التنزیل وتفسیر ابی السعود وتفسیر نسفی'' میں ہے:

"او قابضك من الارض من توفيت مالی" یعنی میں تجھے زمین سے اچک لوں گا (جیسے) اہل زبان کا قول کہ میرا مال اچک لیا گیا۔ (فاروقی)

''خفاجی علی البیضاوی'' میں ہے:

"ولذا فسر التوفی برفعه واخذه من الارض كما يقال توفيت المال اذا قبضته" یعنی اس لئے ''توفی'' کی تفسیر ''زمین سے اٹھا لئے جانے سے'' کی جیسے کہا جائے کہ ''میرا مال فوت ہو گیا جب اسے لے لیا جائے۔ (فاروقی)

ثالثاً:۔توفی بمعنی استیفاء اجل ہے یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا اور ان کافروں کے قتل سے بچاؤں گا ان کا ارادہ پورا نہ ہو گا تم اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی موت انتقال کرو گے۔

''تفسیر سمین وتفسیر جمل وتفسیر مدارک وتفسیر کشاف وتفسیر بیضاوی وتفسیر ارشاد'' میں ہے:

"انی مستوفی اجلك و مؤخرك وعاصمك منان يقتلك الكفار الىٰ ان تموت حتف انفك" یعنی میں

پورا کروں گا تمہارے اجل کو اور تمہیں موخر کروں گا اور میں تمہیں محفوظ رکھوں گا کفار کے قتل کرنے سے یہاں تک کہ تم اپنی طبعی موت پاؤ۔ (فاروقی)

''تفسیر کبیر'' میں ہے:

"ای متمم عمرك فحينئذ اتوفاك فلا اتركهم حتى يقتلوك و هذا تاويل حسن" یعنی میں تمہاری عمر کو مکمل کروں گا تو اس وقت تمہیں وفات دوں گا میں نہیں چھوڑوں گا ان کے لئے وہ کہ تمہیں قتل کر دیں اور یہ تاویل اچھی ہے۔ (فاروقی)

رابعاً:- وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود قال اللہ تعالیٰ:

"وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ اللہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے رات میں یعنی سلاتا ہے"

وقال اللہ تعالیٰ:

"اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا اللہ تعالیٰ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سوتے میں"

تو معنی یہ ہوئے کہ میں تمہیں سلاؤں گا اور سوتے میں آسمان پر اٹھالوں گا کہ اٹھائے جانے میں دہشت نہ لاحق ہو یہی قول امام ربیع بن انس کا ہے۔

''معالم'' میں ہے:

''قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم و کان عیسیٰ قد نام فرفعه الله تعالیٰ الی السماء و معناه انی منیمك و رافعك الیّ'' یعنی ربیع ابن انس نے کہا کہ: ''توفی'' سے مراد ''نوم'' ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سوتے رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور اس کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں سلاؤں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا۔ (فاروقی)

''مدارک'' میں ہے:

''او متوفی نفسك بالنوم و رافعك وانت نائم حتیٰ لا یلحقك خوف و تستیقظ وانت فی السماء امن مقرب'' یعنی میں تمہیں لے لوں گا سوتے میں اور تمہیں اٹھالوں گا اس حال میں کہ تم سو رہے ہو گے تاکہ تمہیں خوف نہ ہو اور تم بیدار ہو اس حالت

میں کہ آسمان میں مامون ومقرب ہو۔ (فاروقی)

"کشاف وانوار وارشاد" میں ہے:

"او متوفیک نائما اذ روی انه رفع نائما" یعنی میں تمہیں خواب میں لے لوں گا اس لئے کہ: مروی ہے عیسیٰ علیہ السلام سوتے میں اٹھا لئے گئے۔ (فاروقی)

اور ان کے سوا آیت میں اور بھی بعض وجوہ کلمات علماء میں مذکور، تو وفات کو بمعنی موت لینا اور اسے قبل از رفع ٹھہرا دینا محض بے دلیل ہے جس کا آیت میں اصلاً پتا نہیں۔

اقول بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم کا رد فرما رہی ہے ان کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو تین بشارتیں تھیں۔ "متوفیک رافعک مطہرک" اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت دوں گا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اٹھالوں گا تو اس میں سوا اس کے کہ انھیں موت کا پیغام دیا گیا اور کون سی بشارت تازہ ہے مرنے کے بعد ہر مسلمان کی روح آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

"اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ بے شک جن لوگوں نے ہماری

آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے نہ
کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے"

تو کافر کی روح آسمان پر نہیں جاتی ملائکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں در ہائے (دروازہائے) آسمان بند کر لئے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک روح کی جگہ نہیں بخلاف مومن کہ اس کی روح بلند ہوتی اور زیر عرش اپنے رب جل وعلا کو سجدہ کرتی ہے تو پچھلی باتیں ہر مسلمان کی روح کو حاصل۔

آیت میں صرف خبر موت رہ گئی اور ہمارے طور پر ہر ایک بشارت عظیمہ مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا یہ کافر قتل نہ کر سکیں گے اور جیتے جی آسمان پر اٹھالوں گا اور کافروں سے ایسا دور و پاک کر دوں گا کہ عمر بھر کسی کافر کو تم پر اصلاً دسترس نہ ہوگی جب دوبارہ دنیا میں آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خود انھیں قتل کرو گے اور انھیں کو بلکہ تمام کافروں سے سارے جہان کو پاک کر دو گے کہ ایک دین حق تمہارے نبی محمد ﷺ کا ہوگا اور تم تمام عالم میں اس کے مرجع و ماویٰ معہذا۔

شروع کلام میں فرمایا ہے:

"وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ٥ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ الْاٰیۃ"

یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

''کافروں نے عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا انھیں قتل کرنا چاہا اور
اللہ عزوجل نے انہیں ان کے مکر کا بدلہ دیا کہ ان کا مکر الٹا
انھیں پر پڑا جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تیرے
ساتھ یہ یہ باتیں کرنے والا ہوں''

انصاف کیجئے اگر کچھ دشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا چاہتے ہوں اور وہ اسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے سلامت نکال لے جائے ان کا چاہا نہ ہونے پائے یا یہ کہ ان کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خود موت دیدے ان کی مراد تو یوں بھی بر آئی آخر جو کسی کا قتل چاہے اس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ جان سے جائے وہ حاصل ہو گیا ان کے ہاتھوں سے نہ سہی اللہ کے ہاتھ سے سہی بخلاف اس کے کہ انھیں ان کے قادر ذوالجلال والاکرام نے زندہ اپنے پاس اٹھا لیا کہ انھیں پھر بھیج کر ان خبیثوں کی شرارتیں انھیں کے دست مبارک سے نیست و نابود کرائے تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے:

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ٥ یعنی اللہ بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے، ایسی تحقیق ہونی چاہیئے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ (فاروقی)

هكذا ينبغي التحقيق والله ولي التوفيق.

مسلمانو! ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے ہم سے تو محض بے ضابطہ وہ جبر دتی تقاضے تھے کہ ثبوت حیات صرف قرآن سے دو آیت بھی قطعیہ الدلالۃ ہو حدیث ہو بھی

تو خاص صحیح بخاری کی ہو حالاں کہ از روے قواعد علمیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مدعی ہیں اور بارِ ثبوت ذمۂ مدعی ہوتا ہے تو ایک تو الٹا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً ونقلاً کسی طرح لازم نہیں اور جب خود ان مدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء حضرت عبداللہ بن عباس پر افتراء صحیح بخاری شریف پر افتراء محض بیگانہ و اجنبی سے استناد نہ قرآن پر بس نہ قطعیت کی ہوس اور کیا نا انصافی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا با اللہ العلی العظیم۔

تنبیہ سوم:- اس نئے فیشن کے مسیحوں کا سچے مسیح رسول اللہ وکلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ سوال کہ اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدائے تعالیٰ اس عہدۂ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنا دے گا اگر از راہ نادانی ہے تو محض سفاہت و جہالت ورنہ صریح شرارت وضلالت۔

حاشا للہ نہ وہ خود مستعفی ہوں گے نہ کوئی نبی نبوت سے استعفا دیتا ہے نہ اللہ عزوجل انہیں معزول فرمائے گا نہ کوئی نبی معزول کیا جاتا ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے اور ضرور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور ہمیشہ امتی رہیں گے یہ سفیہ اپنی حماقت سے نبی ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے میں باہم منافات سمجھا یہ اس کی جہالت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی قدر رفیع سے غفلت ہے وہ نہیں

جاننا کہ ایک عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام پر موقوف نہیں ابراہیم خلیل اللہ وموسیٰ کلیم اللہ ونوح نجی اللہ وآدم صفی اللہ وتمام انبیاء اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے امتی ہیں حضور کا نام پاک نبی الانبیاء ہے۔

حدیث میں ہے حضور نبی الانبیا ﷺ فرماتے ہیں:

"لو کان موسیٰ حیًا ماوسعه الا اتباعی اگر موسیٰ زندہ ہوتے انھیں میری پیروی کے سوا کچھ گنجائش نہ ہوتی رواہ احمد و البیهقی فی الشعب عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما" (یعنی احمد اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ فاروقی)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"والذی نفس محمد بیده لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا و ادرك نبوتی لاتبعنی قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان پاک ہے اگر موسیٰ تمہارے لئے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان

کی پیروی کروتو سیدھی راہ سے بہک جاؤ گے اور اگر
وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور
میرا اتباع کرتے"

اس وقت توریت شریف کا ذکر تھا لہٰذا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نام لیا ورنہ انھیں کی تخصیص نہیں سب انبیاء کے لئے یہی حکم ہے۔

یہ سفہاء قرآن مجید کا نام لیتے اور حدیثوں سے منکر ہو کر فریب دہی عوام کے لئے صرف اسی سے استناد کا پیام دیتے ہیں مگر استغفر اللہ قرآن کی انھیں ہوا بھی نہ لگی یہ منہ اور قرآن کا نام اگر قرآن عظیم کبھی سنا بھی ہوتا تو ایسے بیہودہ سوال کا منہ نہ پڑتا۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اور یاد کر جب اللہ نے عہد لیا سب پیغمبروں سے جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں پھر آئے تمہارے پاس ایک رسول تصدیق فرماتا ہوا اس کتاب کی

جوتمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا

اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے

پیغمبرو! کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا اور اس عہد پر میرا

ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو آپس

میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے

ساتھ اس عہد کا گواہ ہوں تو جو اس کے بعد پھر جائے تو

وہی لوگ بے حکم ہیں''

کیوں قرآن کا نام لینے والو! کیا یہ آیتیں قرآن میں نہ تھیں کیا اللہ عزوجل نے اس سخت تاکید شدید کے ساتھ سب انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا کیا اس عہد سے ان سب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی نہ بنا دیا کیا یہ عہد لیتے وقت انھوں نے نبوت سے استعفا کیا یا اللہ عزوجل نے انھیں معزول کر کے امتی کر دیا؟

اے سفیہو! اس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اتریں گے اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی و ناصر دین ہو کر رہیں گے ؎

آسمان نسبت بعرش آمد فرود

گرچہ بس عالیست پیش خاک تود

اس آیۂ کریمہ کا نفیس جانفزا بیان اگر دیکھنا چاہو تو سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ کی کتاب مستطاب ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' مطالعہ کرو اور ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے پر ایمان لاؤ ؎

گرچہ شیریں دہناں بادشہانند و لے

اوسلیمان جہان ست کہ خاتم باوست

صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہم وبارک وسلم

رہا اس کا سوال کہ کس وقت آسمان سے رجوع کریں گے اس کا جواب وہی ہے کہ:

''ما المسئول عنہا باعلم من السائل'' یعنی جس سے پوچھا گیا وہ سائل سے زیادہ جانتا ہے۔ (فاروقی)

اتنا یقینی ہے کہ وہ مبارک وقت بہت قریب آپہنچا ہے کہ وہ آفتاب ہدایت و کمال افق رحمت و جمال وقہر و جلال سے طلوع فرما کر اس زمین تیرہ وتار پر تجلی فرمائے اور ایک جھلک میں تمام کفر بدعت نصرانیت الیہودیت، شرک، مجوسیت نیچریت، قادیانیت، رفض خروج وغیرہا اقسام ضلالت سب کا سویرا کردے تمام جہان میں ایک دین اسلام ہو اور دین اسلام میں صرف ایک مذہب اہل سنت باقی سب تہ تیغ وللہ الحجۃ السامیۃ مگر تعین وقت کے آج سے کے سال کے ماہ باقی ہیں نہ ہمیں بتائی گئی نہ ہم جان سکتے ہیں جس طرح قیامت کے آنے پر ہمارا ایمان ہے اور اس کا وقت معلوم نہیں۔

تنبیہ چہارم: - مسلمانو! اللہ عزوجل نے انسان کو جامع صفات ملکی و بہیمی و شیطانی بنایا ہے جسے وہ ہدایت فرمائے صفات ملکی ظہور کرتے اور اسے بعض یا کل ملائک سے افضل کر دیتے ہیں کہ:

"عبدی المؤمن احب الی من بعض ملائکتی"
یعنی میرے نزدیک میرا مؤمن بندہ بعض فرشتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (فاروقی)

شریعت ان کی شعار ہوتی ہے اور تقویٰ ان کا وثار کہ:

"لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○
یعنی جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

تواضع و فروتنی ان کی شان جبلی اور تکبر و تعلّی سے تنفر کلی کہ:

"ان الملئکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم" یعنی بے شک فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں (فاروقی)

اور جس نے صفات بہیمی کی طرف رجوع کی بہائم دار لیل و نہار بطن و فرج کا خادم خوار اور فکر شہوات کا اسیر و گرفتار کہ:

"اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ ط" یعنی وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔ (کنز الایمان)

اور جس پر صفات شیطانیہ غالب آئیں تکبر و ترفع اس کا دین و آئین کہ:

"اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ یعنی منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔ (کنزالایمان)

یہ ہر وقت طلب جاہ و شہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالتے جس سے آسمان تعلّی پر ٹوپی اچھالے دور دور نام مشہور ہو خاص و عام میں ذکر مذکور ہو، اپنا گروہ الگ بنائیں وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں ان میں جن کی ہمت پوری ترقی کرتی ہے وہ "اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی" بولتے اور دعوئے خدائی کی دکان کھولتے ہیں جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون و نمرود وغیرہما مردود اور آنے والوں میں مسیح قادیانی کے سوا ایک اور مسیح خرنشین یعنی دجال لعین اور جو ان سے کم درجہ ہمت رکھتے ہیں کذاب یمامہ و کذاب ثقیف وغیرہما خبیثوں کی طرح ادعائے رسالت و نبوت پر تھکتے ہیں اور گھٹ کی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوث زماں کوئی مجتہد وقت کوئی چنیں و چناں۔

ہندوستان جس میں مدتوں سے اسلام بے سردار ہے اور دین بے یاور نفس امارہ کی آزادیاں کھلے بندوں رہنے کی شادیاں یہاں رنگ نہ لائیں تو کہاں ہزاروں مجتہد سیکڑوں ریفارمر مقننان تہذیب مشرعان نیچر کتنے ہی مہدی کتنے مذہب گرحشرات الارض کی طرح نکل پڑے اور خدا کی شان یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ جو کوئی کیسے ہی کھلے باطل صریح جھوٹ کا نشان باندھ کر آگے بڑھا کچھ عقل کے اندھے قسمت کے اوندھے اس کے کے پیچھے ہو لئے آخر یہی آدمی تھے جو فرعون کو سجدہ کرتے

یہی آدمی ہوں گے جو دجال کا ساتھ دیں گے ان صدیوں کے دورے میں مہدی تو کتنے ہی نکلے اور زمین کا پیوند ہوئے۔

سنا جاتا ہے ایک صاحب کو پانچ پانی کے زور میں نئی اُپج کی سوجھی کہ مہدی بنتا پرانا ہوگیا اور نرا امتی بننے میں لطف ہی کیا لاؤ عیسیٰ موعود بنیں اور ادعائے الہام کی بنیاد پر نبوت کی دیوار چنیں اور ادھر عیسائیوں کا زمانہ بنا ہوا ہے اگر کہیں صلیب کے صدقے میں نصیب جاگا اور ان کی سمجھ میں آگیا جب تو جنگل میں منگل ہے سولی کے دن گئے بڑے کی شادی کا ڈنگل ہے یورپ و امریکہ و برما و انڈیا سب تخت اپنے ہی ہیں اپنے ہی بندے خداوند تاج و شہی ہیں پاؤں میں چاند تارے کا جوتا سر پر سورج کا تاج ہوگا باپ کو جیتے جی معزول کر کے بیٹے کا راج ہوگا اور ایسا نہ بھی ہوا تو چند گانٹھ کے پورے اندھے تو کہیں گئے ہی نہیں یوں بھی اپنا ایک گروہ الگ تیار شہرت حاصل سرداری برقرار۔

اس خیال کے جمانے کو جہاں ہزاروں گل کھلائے صدہا جل کھیلے وہاں ایک ہلکا سا پیچ یہ بھی چلے کہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم تو مر بھی گئے اب وہ کیا خاک اتریں گے اور کیا کریں دھریں گے جو کچھ ہیں ہمیں ہیں ہمیں ذات شریف ہیں ہمیں آخری امید گاہ میں حنیف ہیں ہمیں قاتل خنزیر ہمیں قاطع یہود ہمیں کاسر صلیب ہمیں مسیح موعود گویا انھیں کی ماں کنواری انھیں کا باپ معدوم احادیث متواترہ میں انھیں کے آنے کی دھوم مگر یہ ان کی نری خام ہوس ہے اور حیات وموت عیسوی میں ان کی گفتگو عبث۔

ہم پوچھتے ہیں موت عیسوی منافی نزول ہے یا نہیں اگر نہیں اور بیشک نہیں جیسا کہ ہم مقدمۂ خامسہ میں روشن کر آئے جب تو اس دعوے سے تمہیں کیا نفع ملا اور احادیث نزول کو اپنے اوپر ڈھالنے سے کیا کام چلا اور اگر بالفرض منافی جانیے تو یقیناً لازم کہ موت سے انکار کیجئے حیات ثابت مانیئے کہ اگر موت ہوتی تو نزول نہ ہوتا مگر نزول یقینی کہ مصطفےٰ ﷺ کے ارشادات متواترہ اس کی دلیل قطعی مسلمان ہرگز کسی فریب دہندہ کی بناوٹ مان کر اپنے رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات کو معاذ اللہ غلط و باطل جاننے والے نہیں جو کوئی ان کے خلاف کہے اگرچہ زمین سے آسمان تک اڑے مسلمان اس کا ناپاک قول بدتر از بول اسی کے منہ پر مار کر الگ ہو جائیں گے اور مصطفےٰ ﷺ کے دامن پاک سے لپٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھڑائے دنیا نہ آخرت میں آمین آمین بجاہ عندک یا الرحم الراحمین۔

اور بفرض باطل یہ سب کچھ سہی پھر آخر تمہاری مسیحیت کیوں کر ثابت ہوئی؟

ثبوت دو اور اپنے دعوے کی غیرت کی آن ہے تو صرف قرآن سے دو!

وہ دیکھو قرآن کی بارگاہ سے محروم پھرتے ہو اچھا وہاں نہ ملا حدیث سے دو، وہ دیکھو حدیث کی درگاہ سے خائب و خاسر پلٹتے ہو خیر یہاں بھی ٹھکانا نہ لگا تو کسی صحابی ہی کا ارشاد کسی تابعی ہی کا اثر کسی امام کا قول کچھ تو پیش کرو کہ احادیث متواترہ میں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نزول عیسیٰ کی بشارت دی ہے اس سے مراد کوئی ہندی پنجابی ہے جہاں جہاں ابن مریم ارشاد ہے وہاں کسی پنجابن کا بچہ مغل زادہ مراد ہے اور ایسے بدیہی

البطلان دعووں کا کہیں سے ثبوت نہ دے سکو ہر طرف سے ناامید ہر طرح سے باطل تو عوام کو چھلنے اور پینترے بدلنے اور ترچھے نکلنے اور الٹے اچھلنے سے کیا حاصل حضرت مسیح مع جسم وروح یا صرف روح سے بعد انتقال گئے یا جیتے جاگتے تمہیں کیا نفع اور تم پر ذلت بے ثبوتی کیوں کر دفع تمہارا مطلب ہر طرح مفقود تمہارا دعا ہر طرح مردود پھر اس بے معنی بحث کو چھیڑ کر کیا سنبھالو گے؟ اور عیسیٰ کی وفات سے مغل کو مرسل، پنجابن کو مریم، نطفے کو کلمہ، اول کو اکرم، بیاہی کو کنواری، ادخال کو دم کیوں کر بنالو گے؟ بالجملہ وہی دو حرف کہ مقدمہ ثالثہ ورابعہ میں گزرے ان تمام جہالات فاحشہ کے رد میں کافی ووافی ہیں والله الحمد.

تنبیہ پنجم:- بفرض باطل یہ بھی سہی کہ نزول عیسیٰ سے مراد کسی مماثل عیسیٰ کا ظہور ہے مگر مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اتنا ہی تو ارشاد فرمایا کہ نزول عیسیٰ ہوگا بلکہ اس سے پہلے بہت وقائع ارشاد ہوئے ہیں کہ جب یہ واقع ہولیں گے اس کے بعد نزول ہوگا اس کے مقارن بہت احوال واوصاف بتائے گئے کہ اس طور پر اتریں گے یہ کیفیت ہوگی اس کے لاحق بہت حوادث وکوائن بیان فرمائے گئے کہ ان کے زمانے میں یہ یہ ہوگا آخر ان سب کا صادق آنا تو ضرور ہے۔

مثلاً سابقات میں روم وشام وتمام بلاد اسلام باستثنائے حرمین شریفین سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا سلطان اسلام کا شہادت پانا تمام زمین کا فتنہ وفساد سے بھر جانے کے باعث اولیائے عالم کا مکۂ معظمہ کو ہجرت کر جانا وہاں حضرت امام آخر

الزماں کا طواف کعبہ کرتے ہوئے ظہور فرمانا اولیاء کرام وسائر اہل اسلام کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا نصاریٰ کا وابق یا اعماق ملک شام میں لام باندھنا۔

ان کی طرف مدینہ طیبہ سے لشکر اسلام کا نہضت فرمانا، نصاریٰ کا اپنے ہم قوم نومسلموں سے لڑائی مانگنا، مسلمانوں کا انھیں اپنی پناہ میں لینا، لشکر مسلمین کا تین حصے ہو جانا، نصاریٰ پر فتح عظیم پانا، فتح یاب حصے کا قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھیننا، ملحمۂ کبریٰ کا واقع ہونا، ہزار ہا مسلمانوں کا تین روز اپنے خیموں سے قسم کھا کر نکلنا کہ فتح کر لیں گے یا شہید ہو جائیں گے اور شام تک سب کا شہید ہو جانا، آخر میں نصرت الٰہی کا نزول فرمانا، مسلمانوں کا فتح اجل واعظم پانا، اتنے کافروں کا کھیت ہونا کہ پرندہ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اڑے تو دوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے مر کر گر جائے۔

مسلمانوں کا اموال غنیمت تقسیم کرتے میں ابلیس لعین کی زبان سے خروج دجال کی غلط خبر سن کر پلٹنا، وہاں اس کا نشان نہ پانا، پھر اس خبیث اعاذنا اللّٰہ منه کا ظہور کرنا، بیشمار عجائب دکھانا، مینھ برسانا، کھیتی اگانا، زمین کو حکم دے کر خزانے نکلوانا، خزانوں کا اس کے پیچھے ہو لینا، سب سے پہلے ستر ہزار یہود طیلسان پوش کا اس کا فر پر ایمان لانا، اس کا لشکر بننا، دجال کا ایک جوان مسلمان کو تلوار سے دو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کرنا اس (مسلمان) کا اس پر فرمانا کہ اب مجھے اور بھی یقین ہو گیا کہ تو وہی کانا کذاب ملعون ہے جس کے خروج کی ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اگر

کچھ کر سکتا ہے تو اب تو مجھے کچھ ضرر پہنچا پھر اس کا ان پر قدرت نہ پانا، خائب و خاسر ہو کر رہ جانا، چالیس روز میں اس ملعون کا حرمین طیبین کے سوا تمام جہاں میں گشت لگانا، اہل عرب کا سمٹ کر ملک شام میں جمع ہونا، اس خبیث کا انھیں محاصرہ کرنا، بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتوں کا محصور ہونا۔

کیا تمہارے نکلنے سے پیشتر یہ سب وقائع واقع ہو لئے ؟ واللہ کہ صریح جھوٹے ہو۔

اب چلئے مقارنات: ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ گھبراؤ نہیں فریاد رس آ پہنچا عیسیٰ موعود علیہ والصلوٰۃ والسلام کا باب دمشق کے پاس دمشق الشام کے شرقی جانب منارہ سپید کے نزدیک دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے آسمان سے نزول فرمانا بے نہائے بالوں سے پانی ٹپکنا جب سر جھکائیں یا اٹھائیں موئے مبارک سے موتیوں کا جھڑنا یہاں تکبیر ہو چکی نماز قائم ہے، حضرت امام مہدی کا بامر عیسوی امامت فرمانا، حضرت کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا، سلام پھیر کر دروازہ کھلوانا، اس طرف ستر ہزار یہود مسلح کے ساتھ اس مسیح کذاب یک چشم کا ہونا، مسیح صدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اس کا [illegible]ن گھلنا، بھاگنا، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اس کے تعاقب میں جانا "باب لد" کے پاس اسے قتل فرمانا، اس کا خون ناپاک اپنے نیزۂ پاک پر دکھانا، کیا تم پر یہ صفات صادق ہیں؟ کیا تم سے یہ وقائع واقع ہوئے؟ لا واللہ صریح جھوٹے ہو۔

آگے سنئے واقعات عہد مبارک: سید موعود مسیح محمود صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ کا صلیبیں توڑنا، خنزیر کو قتل فرمانا، جزیہ اٹھا دینا، کافر سے "اما الا سلام واما السیف" پر عمل فرمانا یعنی "اسلام لا ورنہ تلوار" تمام کفار روئے زمین کا مسلمان یا مقتول ہونا، یہود کو گن گن کر قتل فرمانا، پیڑوں پتھروں کا مسلمانوں سے کہنا اے مسلمان آیہ میرے پیچھے یہودی ہے سو دین اسلام کے تمام مذاہب کا یکسر نیست ونابود ہو جانا، روحاء کے راستے سے حج یا عمرے کو جانا، مزار اقدس سید اطہر ﷺ پر حاضر ہو کر سلام کرنا، قبر انور سے جواب آنا اور ان کے زمانے میں ہر طرح کا امن وچین ہونا، لالچ حسد بغض کا دنیا سے اٹھا جانا، شیر کے پہلو میں گائے کا چرنا، بھیڑیئے کی بغل میں بکری کا بیٹھنا، سانپ کو ہاتھوں میں لے کر بچوں کا کھیلنا، کسی کو ضرر نہ پہنچانا، آسمان کا اپنی برکتیں اونڈیل دینا، زمین کا اپنی برکات اگل دینا، پتھر کی چٹان پر دانہ بکھیر دو تو کھیتی ہو جانا، اتنے بڑے اناروں کا پیدا ہونا (کہ) چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت کا آجانا، ایک بکری کے دودھ سے ایک قوم کا پیٹ بھرنا، روئے زمین پر کسی کا محتاج نہ ہونا، دینے والا اشرفیوں کے توڑے لئے پھرے کوئی قبول نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔

کیا یہ تمہارے اس زمانۂ پرشور وشین کے حالات ہیں؟ کلاّ واللہ صریح جھوٹے ہو، اسی طرح اور وقائع کثیرہ مثلاً یاجوج وماجوج کا عہد۔ سوی میں نکلنا، دجلہ وفرات وغیرہما دریا کے دریا پی کر بالکل سکھا دینا، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا بحکم الٰہی مسلمانوں کو کوہ طور کے پاس محفوظ جگہ رکھنا، یاجوج وماجوج کا دنیا خالی دیکھ کر آسمان پر تیر پھینکنا

کہ زمین تو ہم نے خالی کر لی اب آسمان والوں کو ماریں، اللہ عالیٰ کا ان خبیثوں کے استدراج کے لئے تیروں کو آسمان سے خون آلودہ واپس فرمانا، ان کا دیکھ کر خوش ہونا کودنا، پھر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا سے ان اشقیاء پر بلائے نغف کا آنا، سب کا ایک رات میں ہلاک ہو کر رہ جانا، روئے زمین کا ان کی عفونت سے خراب ہونا، دعائے عیسوی سے ایک سخت آندھی آکر ان کی لاشیں اڑا کر سمندر میں پھینک دینا، عیسیٰ و مسلمین کا کوہ طور سے نکلنا، شہروں میں از سر نو آباد ہونا، چالیس سال زمین میں امامت دین وحکومت عدل آئین فرما کر وفات پانا، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونا۔

جب تم اپنی عمر جو لکھا کر آئے ہو پوری کر لو تو انشاء اللہ العظیم سب مسلمان علانیہ دیکھ لیں گے کہ حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے تمہیں تو گلا دبا کر تمہارے مقر اصلی کو پہنچایا اور ان باقی واقعوں سے بھی کوئی تم پر صادق نہ آیا پھر تم کیوں کر مماثل عیسیٰ و مراد احادیث ہو سکتے ہو؟ اگر کہیے ہم حدیثوں کو نہیں مانتے، جی یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ منکر کلام رسول اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

مگر یہ تو فرمائیے کہ پھر آپ مسیح موعود کس بنا پر بنتے ہیں؟ کیا قرآن عظیم میں کوئی آیت صریحہ قطعیۃ الدلالۃ موجود ہے کہ عیسیٰ کا نزول موعود ہے؟ تو بتاؤ اور نہیں تو آخر یہ موعود کہاں سے گا رہے ہو؟ انہیں حدیثوں سے، جب حدیثیں نہ مانو گے موعودی کا پھندنا کس گھر سے لاؤ گے؟ ع

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر بحمد اللہ مسلمان کبھی ایسی زٹلیات پر کان نہ رکھیں گے کیا ممکن ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ وہ ارشادات مصطفےٰ ﷺ کو جھوٹا جانیں اور ان کے منکر مخالف کو سچا؟

حاش للہ اور پھر مخالف بھی وہ جو خود انھیں ارشادات کے سہارے اپنے خیالی پلاؤ پکاتا ہو تمہارے موعود بننے کو تو حدیثیں سچی مگر تطبیق اوصاف ووقائع کے وقت جھوٹی:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥	یعنی تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا کیا بدلہ ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

جواب سوال اخیر اب نہ رہا مگر سائل کا حضرت امام مہدی واعور دجال کی نسبت سوال بتوفیق اللہ تعالیٰ اس کے جواب لیجئے۔

قولہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟

اقول ہے اور بہت تفصیل سے۔

قولہ ہے تو اس کی آیت۔

اقول ایک نہیں متعدد، دیکھو سورۂ والنجم شریف آیت تیسری اور چوتھی، سورۂ فتح شریف آخر آیت کا صدر، سورۂ قلب القرآن مبارک کی پہلی چار آیتیں وغیرہ ذلک مواقع کثیرہ۔

جواب دوم:- دیکھو مقدمۂ اولیٰ۔

جواب سوم:- قادیانی کا نکلنا اس کا عیسیٰ موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں تو وجہ؟

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ	یعنی مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت
الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ؈	کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے

الحمد للہ کہ یہ مختصر جواب ۲۲ رمضان مبارک روز جان افروز دوشنبہ ۱۳۱۵ھ کو حلہ پوش اختتام اور بلحاظ تاریخ "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" ہوا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ

محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی

عفی عنہ بحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فتاویٰ حامدیہ

کتاب الطہارۃ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ کچی چھینٹ اور رنگے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے یانہیں کپڑا پاک ہے یا پلید؟بینو او توجروا.

الجواب:- علاوہ ازیں کہ ہماری شریعت سمحۂ سہلہ کا ضابطۂ عامہ واصل کلی ہے کہ:

"الاصل فی الاشیاء الطهارة" یعنی اشیاء میں اصل طہارت ہے۔ (فاروقی)

تو جب تک کہ بطریق شرعیہ پڑیا میں اسپرٹ وغیرہ نجاست کا میل یقینی طور پر ثابت نہ ہوجائے اس کی نجاست کا حکم رجما بالغیب و بے ثبوت ہوگا، میں کہتا ہوں اگر بطریق شرعی ثابت ہوجائے کہ پڑیا میں اسپرٹ کا میل ہے تو اس میں شک نہیں کہ ہندیوں کو اس کی رنگت میں ابتلائے عام ہے اور عموم بلویٰ نجاست متفق علیہا میں باعث تخفیف حتی فی موضع النص القطعی.

"کما فی ترشش البول قدرؤس الابر کما حققه المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر" یعنی جیسے سوئی کے نوک کے برابر پیشاب کے چھینٹے میں ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے "فتح القدیر" میں ثابت کیا۔ (فاروقی)

نہ کہ محل اختلاف میں جو زمانہ صحابہ سے عہد مجتہدین تک برابر اختلافی چلا آیا نہ

کہ جہاں صاحب مذہب حضرت امام اعظم وامام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا اصل مذہب طہارت ہو اور وہی امام ثالث امام محمد سے بھی ایک روایت اور اسی کو طحاوی وغیرہ ائمہ ترجیح وتصحیح نے مختار مرجح رکھا ہو نہ کہ ایسی حالت میں جہاں اس مصلحت کو بھی دخل نہ ہو جو متاخرین اہل فتویٰ کو اصل مذہب سے عدول اور روایت اخریٰ امام محمد کے قبول پر باعث ہوئی نہ کہ جب مصلحت الٹی اس کے ترک اور اصل مذہب پر افتاد کی موجب ہو تو ایسی جگہ بلا وجہ بلکہ برخلاف وجہ مذہب مہذب صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترک کر کے مسلمانوں کو ضیق وحرج میں ڈالنا اور عامہ مؤمنین ومؤمنات جمیع دیار واقطار ہندیہ کی نمازیں معاذ اللہ باطل اور انھیں آثم ومصر علی الکبیرۃ قرار دینا روش فقہی سے یکسر دور پڑنا ہے۔

غرض پڑیا پاک ہے۔

اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں اور ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہ جائز ہے۔

فقیر اس زمانے میں اس پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے:

کما افتی بہ حضرۃ	یعنی جیسا کہ اس سلسلے میں میرے
استاذی و والدی ومجدد	استاذ اور والد گرامی حضرت مجدد

المرأة الحاضرة امام اهل	مرأۃ حاضرہ امام اہل سنت مدظلہ
السنة مدظلهم العالی.	العالی نے فتویٰ دیا۔ (فاروقی)

اوراس سے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دینا آج کل سخت حرج کا باعث ہے.

و الحرج مدفوع بالنص	یعنی حرج دفع ہوتی ہے نص سے
وعموم البلویٰ من موجبات	اور عموم بلویٰ سے موجبات تخفیف
التخفيف لا سیمافی مسائل	کے سبب خاص کر مسائل طہارت
الطهارة و النجاسة.	اور نجاست میں۔ (فاروقی)

ہاں بادامی رنگ کی پڑیا کو سوا (کہ اس کی طہارت میں کوئی شبہ نہیں) اور رنگت کی پڑیا سے ورع کے لئے بچنا اولیٰ ہے:

وهذا كله مصرح فی	یعنی ان تمام مسئلے کی تصریح فتاویٰ
الفتاوى المباركة العطايا	مبارکہ "العطایاالنبوية فی الفتاوی
النبوية فی الفتاوى الرضوية	الرضوية "میں فرمائی ۔(فاروقی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی

کتبہ

کان لہ اللہ تعالی بجاہ حبیبہ احمد المجتبی علیہ التحیۃ والثناء

فتاویٰ حامدیہ

کتاب الصلوٰۃ

باب

الاذان والاقامۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ از: جناب مولانا محمد جمیل الرحمٰن خان صاحب بریلوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱)...... جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۲)...... خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کہاں ہوتی تھی؟

(۳)...... فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں؟

(۴)...... اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا؟

(۵)...... نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین

واحکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جوان سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہوگئی ہو؟

(۶)......مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث وفقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارۂ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار مؤذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت وحدیث وفقہ ہوں؟

(۷)......سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنتِ زندہ، زندہ کی جائے گی یا سنتِ مردہ؟ سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی؟

(۸)......علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر یہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنے کی صورت کیا ہوگی؟

(۹)......جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

(۱۰)......جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ اس کے سامنے دیوار ہیں اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہئے؟ امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصّل ومدلّل ارشاد ہوگا بینوا وتوجروا.

الجواب اللّٰھم ہدایۃ الحق والصواب

جواب سوال اوّل:- رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔

"سنن ابی داؤد شریف" جلد اول صفحہ ۱۵۶/ میں ہے:

"عن السائب بن يزيد رضي الله تعالىٰ عنه قال كان يؤذن بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد و ابى بكر وعمر یعنی جب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں"

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم:- جواب اوّل سے واضح ہوگیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ بعض صاحب جو "بين يديه" سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے، دیکھو حدیث

میں ''بین یدیه'' ہے اور ساتھ ہی ''علی باب المسجد'' ہے یعنی حضور اقدس ﷺ وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ انور کے مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی بس اسی قدر ''بین یدیه'' کے لئے درکار ہے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال سوم :- بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے۔

''فتاوی قاضی خاں'' طبع مصر جلد اوّل صفحہ ۷۸ (پر ہے):

''لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے''

''فتاوی خلاصہ'' قلمی صفحہ ۶۲ (پر ہے):

''لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد میں اذان نہ ہو''

''خزانۃ المفتین'' قلمی فصل فی الاذان (میں ہے):

'' لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان نہ کہیں''

''فتاوی علمگیری'' طبع مصر جلد اوّل صفحہ ۵۷ (پر ہے):

'' لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان منع ہے''

''بحر الرائق'' طبع مصر جلد اوّل صفحہ ۲۶۸ (پر ہے):

'' لا یؤذن فی المسجد (یعنی) مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے''

''شرح نقایہ'' علامہ برجندی صفحہ ۸۴ (پڑھے):

'' فیہ اشعار بانہ لایؤذن فی المسجد (یعنی) امام صدر الشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو''

''غنیۃ شرح منیہ'' صفحہ ۳۷۷ (پڑھے):

''الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد و الاقامۃفی داخلہ (یعنی) اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد کے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر''

''فتح القدیر'' طبع مصر جلد اوّل صفحہ ۱۷۱ (پڑھے):

''قالوا لایؤذن فی المسجد (یعنی) علماء نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے''

ایضاً باب الجمعۃ صفحہ ۴۱۴ (پڑھے):

'' ھوذکر اللّٰہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ (یعنی) جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے''

''طحطاوی علی مراقی الفلاح'' طبع مصر جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ (پڑھے):

''یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن

النظم یعنی نظم امام زندوبستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے"

یہاں زمانۂ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحئ صاحب لکھنوی "عمدة الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ" جلد اوّل صفحہ ۲۴۵ رمیں لکھتے ہیں:

"قوله بين يديه اى مستقبل الامام فى المسجد كان او خارجه والمسنون هو الثانى یعنی "بين يديه" کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو"

جب وہ تصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ "بین یدیہ" سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لئے جائیں گے جو سنت کے مطابق ہیں۔

بہر کیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد

کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے وللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال چہارم:- ظاہر ہے کہ حکم حدیث وفقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال پنجم:- ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین واحکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیئے نہ کہ سنت وحکم حدیث وفقہ سے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال ششم:- مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارۂ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی۔

''مسلک متقسط'' علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰ (پر ہے):

"المطاف هو ما كان فى زمنه صلى الله تعالىٰ عليه و سلم مسجدا" یعنی مطاف وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں مسجد تھا۔ (فاروقی)

تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھالی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی ولہٰذا مسجد اگر بڑھا کر کنواں کو اندر کرلیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں

بنانا ہرگز جائز نہیں۔

''فتاوی قاضی خان وفتاوی خلاصہ وفتاوی علمگیریہ''صفحہ ۴۰(پر ہے):

" یکره المضمضة و الوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمه موضع اعد لذلك و لایصلی فیه" یعنی مسجد میں کلی اور وضو کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ وہاں ایسی جگہ ہو جو اس کے لئے بنائی گئی ہو اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فاروقی)

وہیں ہے:

''لا یحفر فی المسجد بئر ماء ولو قدیمة تترك کبئر زمزم'' یعنی مسجد میں کنواں نہ کھودا جائے اور اگر پرانا ہو تو اسے یونہی باقی رکھا جائے جیسا کہ آب زمزم کا کنواں۔ (فاروقی)

تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہند کے تو یہ خلاف ہوا اور وہ جو'' بین یدیه '' وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم وطریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لئے مستثنیٰ ہے جیسے کہ'' غنیۃ'' سے گزرا اور اسی طرح '' خلاصہ و

فتح القدیر و برجندی'' کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد کے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نظیر موضع وضو چاہیں کہ قدیم سے جدا کر دیئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے یہی ثبوب دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عیہ وسلم فرماتے ہیں:

''من قطع صفا قطعه اللّٰه (یعنی) جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے'' رواه النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی تعالیٰ عنهما''

نیز علماء نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ مکبرہ کہ چار جگہ سے جگہ گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور نا جائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے؟۔

اب ہمیں افعال مؤذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ بآواز ہر نام پر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں

جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ بآواز دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔

''درمختار وردالمحتار'' جلد اوّل صفحہ ۸۵۹ (پر ہے):

''اما ما یفعله المؤذنون حال الخطبة من الترضی ونحوه فمکروه اتفاقا یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے''

یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار، علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں، دیکھو ''فتح القدیر'' جلد اوّل صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ / و ''درمختار وردالمحتار'' صفحہ ۶۱۵ ر خود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب ''مجمع الانہر'' رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں۔

دیکھو ''فتاوی اسعدیہ'' جلد اوّل صفحہ ۸ ر آخر میں فرمایا ہے:

''اما حرکات المکبرین و صنعتهم : انا ابرؤ الی الله تعالیٰ منه یعنی ان مکبروں کی جو حرکتیں، جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف برأت کرتا ہوں''

اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال ہفتم:- بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (یعنی) جس نے میری سنت زندہ کی بے شک اسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اللھم ارزقنا رواہ الجزری فی الابانۃ والترمذی بلفظ من احب"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من من الاجر مثل اجور من من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا (یعنی) جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب

کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو

رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجۃ عن عمرو بن عوف"

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأۃ شھید (یعنی) جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے" رواہ البیھقی فی الزھد"

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جب ہی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال ہشتم :- احیائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو کوئی سنت زندہ نہ کر سکے۔

امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی

اللہ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال نہم: -حوض کہ بانیٔ مسجد نے قبل مسجد یت بنایا اگر چہ وسط مسجد میں ہو وہ اور اس کی فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانہ موضع اعدللوضوء کما تقدم واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دہم: -لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہ سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اسے گوشۂ محراب میں رکھ کر محاذات ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھو کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے حضرات علمائے اہل سنت سے معروض حضرات احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے۔

آپ کے رب کا حکم ہے:

"تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (کنزالایمان)

اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمایئے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں اور

ان کے ساتھ ان پانچ سوالوں کے بھی:

(۱۱)......اشارت مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے؟

(۱۲)......کیا محتمل صریح کا مقابل ہو سکتا ہے؟

(۱۳)......تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط؟

(۱۴)......حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے؟

(۱۵)......قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے؟ بینوا توجروا واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد ن المعروف بحامد رضا خان قادری
ولد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری برکاتی مدظلہم

الجواب صحیح مہر عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان المحمدی سنی حنفی قادری

اصاب من اجاب مہر مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری

ذالک کذلک مہر مولوی امجد علی صاحب اعظمی رضوی

الجواب صحیح مہر مولوی محمد رضا خان صاحب قادری

فتویٰ: سماحۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی احمد الجزائری الحسینی مفتیٔ مالکیہ مدینہ منورہ

حامداً و مصلیاً مبسملاً

ماقولکم ایها العلماء	کیا فرماتے ہیں دیار محبوب مدینہ
الکرام القاطنین	منورہ کے ساکن علمائے کرام اللہ
بدار المحبوب اوصلکم	تعالیٰ آپ کو فائز المرام کرے اذان
اللّٰہ الی المطلوب فی	ثانی کے بارے میں جو خطبہ کے
الاذان الثانی للخطبة	وقت خطیب کے سامنے دی جاتی
الذی یؤذن به بین یدی	ہے یہ اذان مؤذن کہاں دے؟
الخطیب این یؤذن المؤذن	داخل مسجد یا خارج مسجد، مسجد کے
افی داخل المسجد او	دروازہ پر جیسا کہ وارد ہوا ہے۔
خارج المسجد علی باب	حدیث شریف جو سنن ابوداؤد میں
المسجد کما ورد فی الحدیث	ہے، حدیث بیان کی ہم سے نفیلی
الشریف فی سنن ابی	نے اور ان سے محمد بن سلمہ نے اور
داؤد حدثنا النفیلی حدثنا	ان سے محمد بن اسحاق نے اور ان سے
محمد بن سلمة عن	زہری نے اور وہ روایت کرتے ہیں

محمد بن اسحاق عن الزھری عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذاجلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر وما الامر المسنون فیه واین کان یؤذن به فی عهد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و اصحابه رضوان الله علیهم اجمعین وهل صح الحدیث المذکور فی سنن ابی داؤد العمل به عمل السنة ام لافقط

کرتے ہیں سائب بن یزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے اذان دی جاتی تھی رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جبکہ آپ منبر پر بیٹھتے تھے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر اوراسی طرح اذان دی جاتی تھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانۂ خلافت میں۔ امر مسنون اس میں کیا ہے اور اذان کہاں دی جاتی تھی رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں۔ یہ حدیث جو مروی ہوئی ہے "سنن ابوداؤد" میں ہے یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس پر اہل سنت و جماعت کا عمل ہے

بینوابالکتاب توجروا یوم الحساب.

ہے یا نہیں؟ فقط بیان کیجئے بذریعہ کتاب اوراجر پایئے بروز حساب.

المستفتی: خادم العلماء سید محمد عمر

ملک ہند پیلی بھیت محلہ احمد زئی

الجواب: وصلی اللّٰه تعالیٰ علی سید نامحمد وعلی آله وصحبه وسلم تسلیما الفقهاء رحمهم الله تعالیٰ ادری بمراتب الحدیث وبالاحکام الشریعة وقد نصوا علی ان کلامن الاذانین الاوّل والثانی لصلاة الجمعة سنة والثانی اکدلانه الذی کان فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم لما

الجواب: وصلی اللہ تعالیٰ علی سید نامحمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما، فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ احکام شریعت اور حدیث کے اقسام کو زیادہ جاننے والے ہیں فقہاء نے صلوۃ جمعہ کے لئے ہردو اذان یعنی اذان اوّل وثانی کا سنت ہونا احادیث شریف سے ثابت کیا ہے اور اذان ثانی زیادہ مؤکد ہے کیوں کہ یہ اذان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی، جب آدمی زیادہ ہوگئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

كثر الناس زاد عثمان	نے دوسری اذان زیادہ کی اور اس پر
رضى الله عنه اذانا آخر	صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے موافقت
ووافقه الصحابة رضى الله	کی اور اس پر اہل حجاز اور اہل مصر اور
عنهم عليه وقد جرى	اہل شام وغیرہم کا عمل جاری ہوا۔
عمل اهل الحجاز	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ومصر والشام على فعله	فعل اذان پر مسجد کے مکبرہ میں اس
فى مئذنة المسجد و	حال میں کہ خطیب منبر پر ہو اور اس
الخطيب على المنبر	پر اہل مغرب کے شہر والوں اور
وجرى عمل امصار	دیہاتیوں کا عمل جاری ہوا۔ تمامہ حضرت
المغرب وقراها قاطبة	عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل اذان
على فعله على المنارة	پر منارہ پر اور وہی اصوب ہے اس لئے
وهو الاصوب فانه فعله	فعل اذان فی المسجد کا کچھ فائدہ نہیں
فى المسجد لاثمرة له من	ان لوگوں کو جو مسجد سے خارج ہیں
اسماع الخارجين من	تا کہ ذکر اللہ کی طرف سعی کریں اور
المسجد ليسعوا الى ذكر	بیع (خرید و فروخت، کاروبار) کو چھوڑ
الله ويذروا البيع وكل ما	دیں اور اس چیز کو جو نماز کے لئے

يشغلهم واما الحاضرون	کے لئے مانع ہے اور حاضرین مسجد
فی المسجد فلاحاجة	کے لئے اذان کی حاجت نہیں ہے
لهم بالاذان وكره مالك	اور مکروہ جانا ہے امام مالک رحمۃ اللہ
رحمه الله تعالىٰ فعله فيه	تعالیٰ علیہ نے فعل اذان کو مسجد میں
وقال بعضهم انه بدعته	اور کہا بعض نے بدعت مضیعہ (ضائع
مضيعة لثمرته والله	ہونے والی یعنی وہ بدعت جس سے
سبحانه وتعالىٰ اعلم.	کچھ حاصل نہیں) ہے واللہ تعالیٰ اعلم.

نمقه الفقير الى مولاه الغنى احمد الجزائرى الحسينى

مفتى المالكية بمدينة خير البرية.

صدق الله العظيم

فتویٰ: فضیلۃ الشیخ حضرۃ العلام المفتی محمد توفیق ایوبی حنفی مدرس حرم نبوی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: الحمد لله تعالیٰ والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله و صحبه امّابعد فان هذا الحديث اخرجه البخاری فی صحيحه والامامان الشافعی واحمد و البخاری عن السائب بن يزيد رضی الله تعالیٰ عنه قال كان النداء يوم الجمعة اوّله اذاجلس الامام على المنبر على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه

الجواب: الحمدللہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اما بعد! یہ حدیث جس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور اسے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کی ہے اور امام بخاری نے روایت کی ہے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا: اذان اوّل جمعہ کے دن اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں

وسلم وفی روایة کان یؤذن بین یدی رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم اذاجلس علی المنبریوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکرو عمر فلماکان عثمان و کثرالناس زادالنداء الثالث علی الزوراء فثبت الامر من الجزء السابع من "سبیل الهدی والرشاد فی سیرة خیرالعباد" للعلامة محمد عابد السندی ثم المدنی فی کتب خانه الحمودیة باب السلام وکذالک

اورایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اذان دی جاتی تھی جس وقت کہ آپ جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تھے مسجد کے دروازہ پر اور اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت میں پس جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے اذان ثالث زیادہ فرمائی مقام زوراء میں۔ پس ثابت ہوگیا یہ امر "سبیل الهدی والرشاد فی سیرة خیرالعباد" کے جزء سابع سے جو علامہ محمد عابد السندی ثم المدنی کی تصنیف ہے اور یہ کتاب کتب خانہ حمودیہ باب السلام میں ہے اور اسی

صرح به فی روایة الطبرانی
وهو یدل علی ان السنة
الثابتة عنه صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم وعن سید ینا
ابی بکر و عمر انما هو
التاذین علی باب المسجد
والمتبادر انهافی خارجه
لافی داخله ویؤید ذالک
مانقل عن مالکیة والحنفیة
من کراهة الاذان داخل
المسجد وان جعلت علی
بمعنی الاستعلاء الحقیقی
فیکون الاذان فوق الباب
و هذالیس ببعید ایضاً اذ
فائدته اومر لان الاسماع
والاعلام به اتم والله

طرح تصریح کی ہے "طبرانی" کی ایک
روایت میں اور وہ تصریح دلالت کرتی
ہے اس امر پر کہ سنت ثابتہ عہد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر
صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی
اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ اذان دینا
مسجد کے دروازہ پر ہی ہے اور متبادر امر
یہ ہے کہ اذان خارج مسجد ہے نہ داخل
مسجد اور اس کی تائید اس سے ہوتی
ہے جو نقل کیا گیا ہے مالکیہ اور حنفیہ
کا قول داخل مسجد اذان کی کراہت میں
اور اگر حرف "علی" کو استعلاء حقیقی
کے معنی میں لیا جائے تو پس ہوگی
اذان فوق الباب اور یہ بھی بعید نہیں
ہے کیونکہ اذان کا فوق الباب ہونا
اولیٰ ہے اس واسطے کہ اسماع اور اعلام

سبحانه وتعالیٰ اعلم و هو ولی التوفیق .

ازان دروازے پراتم ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وھو ولی التوفیق.

کتبه الفقیر محمد توفیق الایوبی الانصاری الحنفی

احد مدرسی الحرم الشریف النبوی .

صدق الله العظیم

فتاویٰ حامدیہ

کتاب الصّلوٰة

باب القرأة

والجماعة والجمعة

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

وصل سورۃ تکبیر رکوع سے کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب:- اگر ختم قرأت ثنائے الٰہی عز اسمہ پر ہو تو وصل بہتر ہے مثلاً سورۂ نصر میں "اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا" کی جگہ "تَوَّابَا نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ" اور والتین میں "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ اللّٰہُ اَکْبَرُ" ورنہ فصل اولیٰ۔

"فتاویٰ عالمگیریہ" میں ہے:

"قال القاضی الامام السعید النجیب ابوبکر اذا فرغت من القرأۃ وتریدان تکبر للرکوع ان کان الختم بالثناء فالوصل باللّٰہ اکبر اولی ولو لم یکن فالفصل اولیٰ کقولہ تعالیٰ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر ھکذا فی التاتارخانیۃ اھ" یعنی حضرت قاضی امام سعید نجیب ابوبکر نے فرمایا کہ جب قرأت سے فارغ ہو جائے اور رکوع کے لئے تکبیر کہنے کا ارادہ کرے اگر ثناء کے ختم پر ہو تو اللہ اکبر کے ساتھ وصل اولیٰ ہے اور اگر ختم پر نہ ہو تو فصل اولیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول "اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر" ایسے ہی "تاتارخانیہ" میں ہے۔ (فاروقی)

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی

کتبہ

کان لہ اللہ تعالی بجاہ حبیبہ احمد المجتبی علیہ التحیۃ والثنا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

چند آدمیوں کا اکٹھے ہوکر بآواز بلند تلاوت قرآن کرنا جائز ہے یا نہیں اور مسجد میں قرآن شریف یاد کرنا بآواز بلند بعد جماعت اولیٰ کے حالانکہ اور نمازی اپنی نماز ادا کر رہے ہوں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: استماع قرآن مجید فرض کفایہ ہے۔

قال (اللہ) تعالیٰ:

"وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

یہ آیۂ کریمہ اگرچہ در بارۂ نماز وارد ہے مگر "اِذَا قُرِئَ" عام ہے اور خصوص سبب کا لحاظ نہیں عموم لفظ کا اعتبار ہے اور انصات واجب بلکہ حسب تصریح امام برہان الدین مرغینانی صاحب "ہدایہ" فرض "ردالمحتار" میں ہے:

"قوله افتراض الانصات عبر بالافتراض تبعا للهداية و عبر في النهر بالوجوب قال ط وهو الاولى لان تركه مكروه تحريما" یعنی خاموشی کو فرض سے تعبیر کیا صاحب "ہدایہ" کی اتباع میں اور "نہر" میں وجوب سے تعبیر کیا، طحطاوی نے فرمایا: یہی اولیٰ ہے اس لئے اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے۔ (فاروقی)

جب سب مل کر بآواز بلند پڑھیں گے رفض فرض و ترک واجب کے سبب مرتکب ہو کر گنا ہگار ہوں گے تلاوت نہیں قرآن عظیم میں منازعت ہے کہ ناجائز ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"مالی انازع القرآن کذا فی المشکوٰۃ" یعنی مجھے کیا ہوا کہ میں قرآن میں جھگڑتا ہوں۔ (فاروقی)

"عالمگیری" میں ہے:

"یکرہ للقوم ان یقرؤ االقرآن جملة لتضمنها ترک الاستماع والانصات المامور بهما كذا فی القنیة "یعنی چندلوگوں کا قرآن پاک اس طرح پڑھنا کہ اس میں استماع و انصات کا ترک ہو مکروہ ہے۔ (فاروقی)

یونہی بلند آواز سے لوگوں کے اشتغال کے وقت بھی خواہ وہ کام دینی ہوں یا دنیوی تلاوت ممنوع ہے اور پڑھنے والا بوجہ اضاعت حرمت قرآن عظیم گناہ گار ہوگا۔

"غنیۃ" صفحہ ۴۹۷ رمیں ہے:

"فالاثم علی القاری لقرائه جهرا فی موضع اشتغال الناس باعمالهم "یعنی قاری گنہگار ہوگا اپنے کاموں میں مشغول لوگوں کے پاس بلند آواز سے قرأت کرنے کے سبب۔ (فاروقی)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از: دلاور حسین صاحب موضع اٹنگا چاند پور پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

اس موضع اٹنگا چاند پور پرگنہ نواب گنج میں دو مسجدیں پختہ اور ایک عیدگاہ پختہ موجود ہیں اور عرصہ چالیس سال سے نماز جمعہ بڑی مسجد میں اور عیدین عیدگاہ میں ہوتی ہیں اور پنجگانہ بھی ہوتا چلا آیا ہے اور عیدگاہ آٹھ سال سے تیار ہوئی ہے اور رمضان شریف میں تراویح اور قرآن شریف ہوتا ہے۔

اب بعض شخص کہتے ہیں کہ شرائط نماز جمعہ وعیدین یہاں موجود نہیں ہیں بموجب مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جمعہ یہاں جائز نہیں اور نماز ظہر بھی فوت ہوتی ہے لہٰذا جمعہ وعیدین متروک ہونا چاہیئے چونکہ اس بستی میں مسلمان بکثرت آباد ہیں اور عیدین میں مجمع کثیر مسلمانوں کا بیرون جات سے یہاں آ کر جمع ہوتا ہے ورشوکت اسلام کی ایک صورت ہے پس اس صورت میں جمعہ وعیدین ترک کیا جائے یا بدستور سابق قائم رکھا جائے لیکن نماز جمعہ سے یہ فائدہ ہے کہ بہت شخص نماز پنجگانہ کے پابند نہیں ہیں مگر بضرورت جمعہ آٹھویں روز نماز ادا کرتے ہیں بحالت دیگر یہ لوگ تارک الصلوٰۃ رہیں گے اگرچہ یہاں بازار اور تھانہ نہیں ہے لیکن پانچ چھ دوکانیں ضروری اشیا کی موجود ہیں بینوا توجروا۔

الجواب:- جمعہ وعیدین کے لئے شہر یا متعلقات مثلاً کیمپ اسٹیشن کچہری چاند ماری پریڈ گھوڑ دوڑ کا میدان ہونا شرط ہے دیہات میں جمعہ وعیدین نہ فرض نہ اس کی ادا

جائز وصحیح بلکہ پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے یہی ہے ظاہر الروایۃ اور ہمارا مذہب، مفتی کو مذہب سے عدول ناجائز واتباع قول مصحح وارجح واجب ہے۔

''ردالمحتار'' میں ہے:

"ولا یجوز العدول عنه لانه هو المذهب و علینا اتباع ما صححوه وما رجحوه ''یعنی اس سے عدول جائز نہیں اس لئے کہ یہی مذہب ہے اور ہم پر اس قول کی اتباع واجب ہے جس کی تصحیح وترجیح ہمارے ائمہ نے فرمائی۔ (فاروقی)

مگر علماء فرماتے ہیں کہ:

"من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل ''یعنی جو اپنے اہل زمانہ کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔ (فاروقی)

آج کل عوام وجہال کا حال اور احکام الٰہیہ میں سستی وتوانائی بحد کمال دیکھ کر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنا دستور فرمایا ہے کما صرح به فی فتاواه المبارکة کہ: خود نہ دیہات میں جمعہ وعیدین کا حکم دیں نا آپ انہیں پڑھنے سے روکیں نہ روکنے میں کوشش پسند فرمائیں مشاہدہ ہے کہ عوام کو جہاں اس سے روکا وہ فرائض بھی چھوڑ بیٹھتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ جس طرح وہ خدا اور رسول کا نام لینا چاہیں اس میں سد راہ نہ ہونا چاہیئے۔

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے ایک شخص کو بعد نماز عید نفل پڑھتے دیکھا

حالانکہ بعد عید نفل ناجائز و مکروہ ہیں کسی نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ منع نہیں فرماتے فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں مصداق اس آیت کا نہ ہو جاؤں۔

" اَرَاَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡھٰی عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی کیا تو نے اسے دیکھا جو بندہ کو نماز سے منع کرتا ہے ذکرہ فی الدر المختار"

آفتاب نکلتے وقت نماز ناجائز ہے مگر علماء فرماتے ہیں کہ عوام پڑھتے ہوں تو انھیں منع نہ کیا جائے کیوں کہ وہ چھوڑ بیٹھیں گے کہ ایک قول پر ادا کر لینا بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

''درمختار'' میں ہے:

"و کرہ تحریما صلاۃ مطلقا مع شروق الا العوام فلا یمنعون من فعلها لانهم یترکونها والاداء الجائز عند البعض اولیٰ من الترک کما فی القنیة وغیرها ''یعنی طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مگر عوام منع نہ کئے جائیں گے اپنے اس فعل سے، اس لئے کہ وہ اسے ترک کر دیں گے اور ادائے جائز اولیٰ ہے بعض کے نزدیک ترک سے جیسا کہ ''قنیہ'' وغیرہ میں ہے۔ (فاروقی)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

فتاویٰ حامدیہ

کتاب الصلٰوۃ

باب

الوتر والنوافل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

فرض اگر جماعت سے نہ ملے تو جماعت وتر میں شریک ہونا چاہیئے یا نہیں؟ ایک گلابی مولوی کہتے ہیں کہ اکیلے فرض پڑھے تو بھی جماعت وتر میں شریک ہوسکتا ہے، کیا فتویٰ مفتی عنایت احمد میں ایسا لکھا ہے؟ بینوا و توجروا.

الجواب: اگر تنہا فرض پڑھے یعنی نہ اس امام کے پیچھے نہ کسی دوسری جگہ کی جماعت میں تو جماعت وتر میں شریک نہیں ہوسکتا۔

''غنیہ شرح منیہ'' ابراہیم حلبی (۴۱۰) میں ہے:

''واذا لم یصل الفرض مع الامام نعن عین الائمة الکرابیسی انہ لا یتبعہ فی التراویح ولا فی الوتر جب فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے تو ائمہ کرابیسی سے مروی کہ جماعت وتر میں نہ ملے''

''تاتارخانیہ'' میں تتمہ سے ہے:

''سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض والتراویح وحدہ او التراویح فقط ھل یصل الوتر مع الامام فقال لا اھ (یعنی) علامہ علی بن احمد سے پوچھا گیا کہ جس نے فرض وتراویح اکیلے پڑھے ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھے؟ فرمایا نہیں''

''قہستانی'' میں ہے:

"اذا لم یصل الفرض مع الامام لا یتبعہ فی الوتر (یعنی) جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو وتر میں اس کی اقتدا نہ کرے"

ان مولوی صاحب نے شاید ''درمختار'' کا قولہ:

"ولولم یصلیھا أی التراویح بالامام أو صلاھا مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ" یعنی اگر امام کے ساتھ تراویح نہ پڑھی یا کسی دوسری جماعت میں پڑھی ہو تو اس کو وتر جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔ (فاروقی)

دیکھا اور اس کا مطلب نہ سمجھا، یہ قول صرف دربارۂ تراویح ہے فرض کے باجماعت اور بے جماعت ادا کرنے کی صورت سے اسے اصلاً کوئی علاقہ نہیں چنانچہ ''یصلیھا'' کی ضمیر خود صاحب ''درمختار'' نے جانب تراویح پھیر کر مطلب صاف کر دیا ہے اور اب بھی تسکین نہ ہو تو اسی مقام سے ''ردالمحتار'' اٹھا کر دیکھ لی جائے اسی قول "ولولم یصلیھا أی التراویح بالامام کے بعد شرح میں فرماتے ہیں:

"أی وقد صلی الفرض معہ" یعنی جبکہ فرض امام کے ساتھ پڑھی ہو۔ (فاروقی)

''تاتارخانیہ وقہستانی'' کی عبارات جو ہم نے اوپر ذکر کیں، انھوں نے نقل فرما کر مسئلہ مصرح فرمادیا اور مطلب کھول دیا ہے ہاں اگر اس جماعت کے علاوہ کسی دوسری جماعت میں فرض پڑھے ہوں جب بھی اس امام کے پیچھے جماعت وتر میں شریک ہونا درست ہے علامہ شامی اس قول کے بعد بطور استدراک فرماتے ہیں:

''لكن ينبغي ان يكون قول القهستاني معه احترازاً عن صلاتها مفرداً اما لو صلاها جماعة مع غيره ثم صلي الوتر معه لا كراهة تأمل'' یعنی لیکن مناسب ہے کہ قہستانی کا قول اس کے ساتھ مفرد نماز سے احتراز ہو بہر حال اگر اس نے کسی دوسری جماعت میں فرض پڑھی پھر اس کے ساتھ وتر پڑھی تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (فاروقی)

جناب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''الدر الفريد في مسائل القيام والعيد'' کے حاشیہ میں جو تحریر ہے کہ جس نے فرض با جماعت نہ پڑھے ہوں اسے جماعت وتر میں ملنا جائز ہے اور اس سے علامہ طحطاوی کی جانب منسوب کر دیا ہے، یہ سہو ہے کیونکہ بعد مراجعت حاشیہ ''علامہ طحطاوی علی الدر المختار'' معلوم ہوتا کہ اس میں اس کے لئے کوئی نص صریح نہیں صرف اتنا ہے کہ:

''قضية التعليل في المسئلة السابقة بقولهم لأنها تبع ان يصلي الوتر جماعة في هذه الصورة لأنه ليس بتبع

للتراویح ولاللعشاء عند الامام رحمه اللّٰہ انتھی حلبی
یعنی پچھلے مسئلہ کی علت ایسا چاہتی ہے کہ دریں صورت سب
مقتدیوں کے جماعت تراویح ترک کرنے کے بھی وتر باجماعت
جائز ہو کیوں کہ امام صاحب کے نزدیک وتر نہ تراویح کے
تابع ہے نہ عشاء کے"

فقیر کہتا ہے اوّل تو خود علامہ طحطاوی نے کوئی حکم جزم نص صریح نہیں فرمایا صرف لفظ "للعشاء" سے اس کا ایہام ہوتا ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے تو بھی وتر باجماعت جائز ہوں۔

دوسرے نصوص علماء کرام کے کتب فقہ سے ہم نقل کر آئے ان کے مقابل ایک خالی بحث کیا قابل قبول عند ذوی الاحلام۔

تیسرے یہ قضیہ بتعلیل خود علیل۔

اولاً:- وتر کی اصالت ذاتیہ تبعیت عارضیہ کے منافی نہیں، ظاہر ہے کہ جماعت وتر رمضان کے ساتھ خاص ہے اگر ذاتی ہوتی، زمان دون زمان کی تخصیص کیوں کر ہوسکتی۔

ثانیاً:- تعلیل بالنفی ہمارے نزدیک تعلیلات فاسدہ سے ہے کما صرحوا بہ فی الاصول (یعنی جیسا کہ ائمہ کرام نے اصول فقہ میں اس کی تصریح

فرمائی)اور تعلیل بقضیة مذکورہ بالنفی۔

ثالثاً:-تبعیت میں حصر علت تسلیم نہیں ومن ادعی فعلیه البیان (یعنی جودعوی کرے اس کے ذمہ ثبوت پیش کرنا ہے)

رابعاً:-علامہ شامی نے فرمایا:

"سنیة الجماعة شرعت تابعة للتراویح" یعنی جماعت وتر کی مسنونیت تراویح کی تبعیت میں مشروع ہے۔(فاروقی)

خامساً:- علامہ برجندی نے"شرح نقایہ"میں فرمایا:

"ان الجماعةفیه تبعیة التراویح علی ماھوالمشھور" یعنی وتر میں جماعت تراویح کی تابع ہے جوکہ قول مشہور ہے۔(فاروقی)

وان شئت تحقیق الحق	یعنی اگرتو چاہے حق کی تحقیق اور تحقیق
وحق التحقیق بتقریر رشیق	کا حق خوبصورت تقریراور صاف
وتحریر انیق تطبیق و توفیق	ستھری تطبیق وتوفیق والی تحریر سے اور
ھدایة خیر رفیق. ممن	یہ کہ ہدایت تیرا خیر رفیق ،ہو اس
یدہ ازمة التوفیق	سے جس کے قبضۂ قدرت میں
فعلیک بالعطایا النبویة	توفیق کی لگام ہے تو تم"العطایا
فی الفتاوی الرضویہ فانه	النبویة فی الفتاوی الرضویة"

ینجیک من دار المراء و	کولازم پکڑو بے شک وہ تمہیں بچائے
یرقیک من ہواء الہواء	گا شبہات کی بیماری سے اور خواہش
وہو شفا بکل علیل و	نفس سے، یہ ہر بیمار کے لئے شفا اور
دلیل لکل ضلیل.	رہنما ہے ہر گمراہ کے لئے (فاروقی)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی
عفا اللہ عنہ باکرام النبوی

صدق اللہ العظیم

فتویٰ: حضرت علامہ مفتی محمد نواب مرزا بریلوی

مولینا المکرّم دام مجدکم .... بعد سلام مسنون!

معلوم ہو کہ بندہ بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہے جنگ بلقان کی وجہ سے قاری غلام نبی احمد صاحب امام مسجد صندل خانہ درگاہ شریف نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا شروع کیا تھا ایک مولوی جن کا نام معین الدین ہے انھوں نے فتوی لکھ دیا کہ یہ قنوت مشروع نہیں ہے اس پر میں نے ''درمختار'' اور ''کبیری'' کی عبارت ان کو لکھ کردی۔

اس کا جواب انھوں نے کتاب ''طحاوی'' سے پیش کیا ہے لہٰذا اس مسئلہ کا جواب شافی تحریر کر کے بھیجئے کہ مسلمانوں کو اس مسئلہ سے آگاہی ہو۔

راقم احمد حسین رامپوری از اجمیر شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

حادثۂ عظیم اور نزول بلا کے وقت نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: امام أعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں سوائے نماز وتر کے کسی فرض نماز میں کسی حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع نہیں ہے چنانچہ مولانا بحر العلوم اپنی کتاب ''ارکان اربعہ'' میں صراحۃ مذہب امام مدلل فرماتے ہیں:

''عند نالیس مشروعا فی الصلوۃ المکتوبۃ وھوالاشبہ

بالصواب لماروى الامام ابو حنيفة بسنده عن ابن مسعودان رسول اللّٰه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم لم يقنت فى الفجرقط الاشهراُواحدأ لم ير قبل ذالك ولابعدوانماقنت فى ذالك الشهر يدعوعلى ناس من المشركين وهذاصريح فى ان ذالك كان يسيرا ثم صارمتروكا" الخ یعنی ہمارے یہاں فرض نمازوں میں قنوت مشروع نہیں اور وہی صواب سے زیادہ قریب ہے جس کو روایت کیا امام اعظم نے اپنی سند سے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی فجر میں قنوت نہیں پڑھی سوائے ایک مہینہ کے اور نہ اس سے پہلے کبھی پڑھی نہ اس کے بعد میں اور اس مہینے میں آپ نے قنوت پڑھی جس میں مشرکین پر دعا ہلاکت فرمائی اور یہی صریح ہے اس معاملے میں کہ وہ آسانی کے لئے تھا پھر متروک ہوگیا۔ (فاروقی)

اگر کوئی حنفی کسی ضعیف روایت کو سند لاکر اس کے خلاف عمل کرے تو اس کو امامت سے روکا جائے، علاوہ غیر مشروعیت کے بوجہ ناواقفیت اکثر متقدیوں کی نمازوں میں

فساد کا بھی اندیشہ ہے واللہ اعلم بالصواب

نقل اعتراض بالفاظہ بر جواب مذکور

مجیب نے بمقابلۂ عبارات ذیل مندرجہ کتب فقہائے معتبرہ احناف کے جواز پر مسئلہ میں خلاف تحریر فرمایا ہے لہذا بعد از ملاحظہ تصحیح فرمادیں وھی ھذہ.

م: لا یقنت بغیره الا لنازلة ش: فیقنت الامام فی الجھریة وقیل فی الکل. درالمختار فتکون شرعیة مستمرة وھو محمل القنوت من قنت من الصحابة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم بعد وفاته علیه السلام وھو مذھبنا وعلیه الجمھور قال الحافظ ابو جعفر طحاوی انما لا یقنت عند نا فی الصلوة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم. الکبیری، واللہ اعلم.

یعنی قنوت نہیں پڑھی جائے گی مگر نازلہ کے وقت تو امام قنوت پڑھے گا جہری نمازوں میں اور یہ بھی کہا گیا کہ تمام نمازوں میں تو اس کی مشروعیت مستمر ہوئی اور یہی قنوت کا محمل ہے جس کو پڑھا صحابہ نے حضور ﷺ کے وصال کے

فثبت بما ذکرناانه لاینبغی القنوت فی الفجر فی حال الحرب ولاغیرہ قیاساونظراعلی ماذکرنامن ذالك وھو قول ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالیٰ انتھی یعنی تو ثابت ہوااس سے جس کو ہم نے ذکر کیا کہ ''حالت جنگ اور غیر جنگ میں قنوت پڑھنا مناسب نہیں قیاسا اور نظر کرتے ہوئے اس کی طرف جس کو ہم نے ذکر کیا اور یہی قول امام اعظم، امام ابو یوسف امام محمد رحمھم اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔ (فاروقی)

یہ تو تصریح امام طحاوی کی تھی جس کی وجہ سے صاحب ''کبیری'' اور شامی کا حوالہ طحاوی سے غلط ثابت ہوا۔

جب امام طحاوی جیسے رئیس الحنفیہ قنوت فی الفجر کے عدم جواز کا فتوی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند مشہور سے اس کے راوی ہیں اور اخیر میں یہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ یہی مذہب ہمارے علماء اور ائمہ ثلثہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کوئی حنفی المذہب اس سے سرتابی کرے۔

بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور ابو جعفر طحاوی نے کہا کہ ''قنوت نہیں ہمارے نزدیک نماز فجر میں مگر کسی بلا میں تو جب کوئی مصیبت نازل ہو تو فجر میں قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ایسا ہی عمل فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے''۔ (فاروقی)

حافظ غلام نبی احمد امام مسجد صندل خانہ

جواب اعتراض

اس سے پہلے جواب میں ''ارکان اربعہ'' مصنفہ حضرت ملک العلماء، بحر العلوم مولانا عبدالعلی قدس سرہ سے سند لکھی گئی تھی لیکن چونکہ اردو خواں مولوی صاحبان و نیز کم علم حضرات علامۂ ممدوح کی وسیع النظری نہ جاننے سے بعض متون کو دیکھ کر معترض ہوئے لہٰذا ہم اس کتاب کا حوالہ درج کرتے ہیں جس سے اہل متون کو دھوکا ہوا اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں خلاف مسئلہ کتاب درج کر کے اس کا حوالہ دیا۔

معترض نے ''کبیری'' کی عبارت نقل کی ہے جس میں بحوالۂ طحاوی صاحب ''کبیری'' نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک نازلہ کے وقت فجر میں دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے حالانکہ علامہ ابو جعفر طحاوی نے بہت روایات و آثار صحیحہ کے نقل کرنے کے بعد اخیر میں یہ تحقیق مقام لکھی ہے:

منجملہ اصحاب کے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انھوں نے بھی یہی کہا ہے کہ قنوت سے غرض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین پر بددعا کرنا مقصود تھی اور وہ آیۂ مذکورہ سے منسوخ ہوئی۔

یہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا خلاصہ ہے جس کو علامۂ عینی نے شرح ''صحیح بخاری'' میں نقل کیا ہے اور ''عینی'' میں عبارت اس طرح ہے:

وقال الطحاوی حدثنا ابن ابی داؤد حدثنا مقدمی حدثنا ابو معشر حدثنا ابو حمزة عن ابراهیم عن علقمة عن ابن مسعود وقال قنت رسول اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم شهرا یدعو علی عصیة وذکوان فلما ظهر علیهم ترك القنوت وکان ابن مسعود لا یقنت فی صلاته ثم قال فهذا ابن مسعود یخبران قنوت رسول اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الذی کان یقنته انما کان من اجل من کان یدعو علیه وانه قد کان ترك ذالك فصار القنوت منسوخا فلم یکن هو من بعد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقنت وکان احد من روی

''کبیری'' کے حوالہ کے مقابلہ میں علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ زیادہ معتبر ہونا چاہیے جس کو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں اور یہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جنھوں نے مذہب حنفی کے دلائل اس قدر کثرت سے پیش کیے ہیں کہ یہ کام انھیں کا تھا اور یہ کسی سے نہ ہوسکا۔

وہ شرح ''بخاری'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرکے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود اس امر کی خبر دیتے ہیں کہ قنوت صرف اس وجہ سے تھی کہ بعض قبیلۂ عرب پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بددعا فرمایا کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک کردیا پس قنوت منسوخ ٹھہرا۔

اسی وجہ سے بعد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنوت کبھی نہیں پڑھا ماسوا اس کے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ترک قنوت نقل فرماتے ہیں اور اس کے بعد خبر دیتے ہیں کہ آیۂ پاک ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ'' سے قنوت فی الفجر منسوخ ہوگیا پس عبداللہ بن عمر بھی ان اصحاب سے ہیں کہ جو قنوت فی الفجر کو منسوخ کہنے والے ہیں چنانچہ ان کا بھی عمل درآمد یہی رہا ہے کہ وہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے اور جو قنوت پڑھتا تھا اس کو منع فرماتے تھے۔

ایضاً عن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبداللّٰہ بن
عمر رضی اللّٰہ عنہ ثم اخبرھم ان اللہ عزوجل
نسخ ذالک حین انزل علی رسولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ
علیہ وسلم(لَیْسَ لَکَ مِنَ الاَمْرِشَیْئٌ اَوْیَتُوْ بَ عَلَیْهِمْ
اَوْیُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ الآیۃ) فصار ذالک عند ابن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منسو خا ایضاً فلم یکن
ھو یقنت بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ
وسلم وکان ینکرعلی من یقنت وکان احد من
روی عنہ القنوت عن صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
فاخبر نی حدیثہ بان ما کان یقنت بہ رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم دعاعلی من کان
یدعو علیہ وان اللّٰہ عز وجل نسخ ذالک بقولہ
(لَیْسَ لَکَ مِنَ الاَمْرِشَیْئٌ اَوْیَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْیُعَذِّبَهُمْ
فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ.الآیۃ)ففی ذالک ایضاًوجوب ترک
القنوت فی الفجر انتھی.فان قلت قد ثبت عن

ابی ھریرۃ انہ کان یقنت فی الصبح بعد النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف تکون الآیۃ ناسخۃ لجملۃ القنوت قلت یحتمل ان ابا ھریرۃ علم لم یکن نزول ھذہ الآیۃ فکان یعمل علی ماعلم فعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وقنوتہ الی ان مات لان الحجۃ لم تثبت عندہ بخلاف ذالک الاتری الی ان عبد اللّٰہ بن عمر و عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم لماعلمابنزول ھذہ الآیۃ وعلماکو نھاناسخۃ لما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یفعلہ ترک القنوت انتھیٰ یعنی امام طحاوی نے فرمایا کہ ''ہم سے حدیث بیان کی ابو معشر نے ان سے حدیث بیان کی ابو حمزہ نے وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے وہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابن مسعود سے وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی عصیہ اور ذکوان پر تو جب ان پر

غالب ہوگئے تو اسے ترک فرمادیا اور ابن مسعود قنوت نہیں
پڑھتے تھے اپنی نماز میں پھر فرمایا کہ ابن مسعود اس امر کی
خبر دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قنوت پڑھنا
مشرکین پر آپکے دعائے ہلاکت فرمانے کی وجہ سے تھا اس
کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک فرمادیا
پس قنوت منسوخ ٹھہرا! تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور ﷺ
کے بعد انھوں نے قنوت پڑھی ہو اور ان میں سے ایک
عبداللہ ابن عمر ہیں۔جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے پھر اس امر کی خبر دی کہ اللہ
تعالیٰ نے قنوت منسوخ فرمادیا جب حضور ﷺ پر آیہ کریمہ
"لیس لک من الامر شیء" نازل ہوئی تو فجر میں قنوت
پڑھنا حضرت ابن عمر سے بھی منسوخ ہوا تو رسول اللہ ﷺ
بعد کے انھوں نے کبھی قنوت نہیں پڑھی اور قنوت پڑھنے
والوں کو منع فرماتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے قنوت نقل کرنے والوں میں سے ایک عبدالرحمن ابن
ابوبکر ہیں وہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ قنوت تھے پڑھتے

مشرکین پر بددعا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرما
دیا اپنے قول "لیس لک من الامر شیٔ" سے تو اس میں
بھی ترک قنوت فی الفجر کا وجوب ہے، اگر تو یہ اعتراض
کرے کہ ابو ہریرہ سے ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قنوت پڑھتے تھے تو یہ آیت کیوں کر
ناسخ ہوگی؟ میں کہوں گا کہ احتمال ہے کہ حضرت ابو ہریرہ
کو اس آیت کے نزول کا علم نہ ہوا ہو تو وہ عمل کرتے رہے
اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انھیں معلوم
تھا اور پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال فرمایا اس لئے کہ
حجت ان کے نزدیک ثابت نہیں بخلاف اس کے، کیا تو
نہیں دیکھتا کہ عبد اللہ ابن عمر اور عبد الرحمن ابن ابو بکر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما نے جب اس آیت کے نزول کو جان لیا اور جان
لیا کہ یہ آیت ناسخ ہے اس کی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کرتے تھے تو انھوں نے قنوت ترک فرما دیا انتہی (فاروقی)

اور اسی باب میں دوسری جگہ علامہ عینی تحریر فرماتے ہیں کہ: جس کا حاصل یہ ہے
کہ ترک قنوت پر وہ روایت دلالت کرتی ہے کہ جو ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انس

بن مالک سے نقل کی ہے کہ:

"ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر ترک فرمایا۔ (فاروقی)

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جملہ "ثم ترکہ" اس پر دال ہے کہ قنوت فرائض میں تھا پھر منسوخ ہوگیا۔

اس کے بعد وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے "ثم ترکہ" کا یہ مطلب ہے کہ چار نمازوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت ترک کردیا ولیکن نماز فجر میں نہیں ترک کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام تعصب سے بھرا ہوا ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ "ترکہ" میں ضمیر قنوت کی طرف لوٹتی ہے جس پر لفظ "قنت" کا دلالت کرتا ہے اور وہ جمیع قنوت کو شامل ہے خواہ کسی نماز فرض میں ہو۔ اس میں سے فجر کی تخصیص بلا دلیل ہے علامہ عینی کی عبارت یہ ہے کہ:

"اعلم ان عبارۃ کلام انس یدل علی ان القنوت کان فی الصلوٰۃ المغرب والفجر ثم ترکہ ویدل علیہ ما رواہ ابو داؤد حدثنا حماد بن سلمۃ عن انس بن سیرین عن انس بن مالک ان النبی صلی

اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شھر اثم ترکہ انتھی و

قولہ ثم ترکہ یدل علی ان القنوت کان فی

الفرائض ثم نسخ فان قلت قال الخطابی معنی

قولہ ثم ترکہ ای ترك الدعاء علی ھؤلاء القبائل

المذکورۃ فی حدیث ابن عباس اوترك القنوت

فی الصلوۃ الاربع ولم تیرکہ فی صلوۃ الفجر

قلت ھذا کلام متحکم متعصب بلادلیل فان

الضمیر فی ترکہ یرجع الی القنوت الذی یدل

علیہ لفظ قنت وھو عام یتناول جمیع القنوت

الذی کان فی الصلوۃ وتخصیص الفجر من

بینھا بلادلیل یدل علیہ باطل انتھی **یعنی جان لو کہ کلام**

انس کی عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قنوت مغرب

اور فجر کی نماز میں تھا پھر اسے ترک فرما دیا اور اس پر وہ حدیث

دلالت کرتی ہے جس کو ابوداؤد نے روایت کیا فرماتے

ہیں ہم حدیث بیان کی حماد ابن سلمہ نے وہ روایت کرتے

ہیں انس ابن سیرین سے وہ روایت کرتے ہیں انس ابن

مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی ایک مہینہ تک پھر اسے ترک فرمادیا: اور راوی کا قول "ثم ترکہ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قنوت فرائض میں تھا پھر منسوخ ہوگیا تو اگر تو کہے کہ خطابی نے کہا 'ثم ترکہ' کا معنی یہ ہے کہ ان قبائل پر بددعا فرمانا ترک کردیا جو حدیث ابن عباس میں مذکور ہیں یا قنوت کو ترک فرمادیا چاروں نمازوں میں اور فجر میں ترک نہیں کیا تو میں کہوں گا یہ دعویٰ بلادلیل ہے جو تعصب سے پُر ہے اس لئے کہ "ترکہ" کی ضمیر قنوت کی طرف راجع ہے جس پر لفظ "قنت" دلالت کرتا ہے اور وہ عام ہے شامل ہے ان تمام قنوت کو جو نمازوں میں تھیں اور اس میں صرف فجر کی تخصیص بلادلیل ہے جو اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔ (فاروقی)

اب یہ دو حضرات کہ جو رئیس الاحناف میں سے ہیں وہ مطلقاً قنوت فی الفجر کو منسوخ لکھ رہے ہیں اور علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت یہ بھی تحریر کررہے ہیں کہ وہ بھی نسخ کے قائل ہیں اور لطف یہ کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت بھی نقل کردی ہے اور وہ اس میں پائی بھی گئی برخلاف صاحب

''کبیری'' کہ اس نے حوالہ تو دیا لیکن وہ حوالہ نہیں پایا گیا بلکہ اس کے خلاف موجود پایا اور اگر ایک آدھ فقرہ ہوتا تو بھی صبر کر لیتے لیکن امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو پورے تین ورق میں اس کو ثابت کیا ہے کہ نماز فجر میں بھی قنوت منسوخ ہے خواہ حرب میں ہو یا غیر حرب میں یعنی نازلہ اور غیر نازلہ دونوں میں ناجائز ہے پھر بڑی ناانصافی کی بات ہے کہ حنفی ہو کر ایسے دو بزرگوار رئیس الاحناف کے قول کو نہ مانا جائے کہ جو احادیث اور آثار سے بھی کام لے رہے ہیں۔

اور ان کے اقوال کو مانا جائے کہ جو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیتے ہیں لیکن بعد تفتیش معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود نہیں ہے اور اگر ذرا تامل کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے بڑے شخص ہیں کہ صاحب ''کبیری'' اور شامی کو اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ اپنی رائے دیتے امام طحاوی کی طرف ان کو رجوع کرنا پڑا اور امام طحاوی نے تین ورق اسباب میں لکھ دیئے ہیں کہ قنوت ہر صورت میں منسوخ ہے۔

ان کو اعتماد تھا تو طحاوی پر اور طحاوی میں یہ عبارتیں نکلیں جو اوپر نقل کی گئیں ہیں اب منصف شخص کو کیا تامل ہے کہ صاحب ''کبیری'' کے حوالہ کو غلط مانے اور امام طحاوی کی تحقیق پر سر تسلیم خم کرے۔

اگر اس مسئلہ کی کوئی تفصیل چاہے تو ''عینی شرح بخاری'' اور ''شرح معانی الآثار'' طحاوی کی طرف رجوع کرے حنفی المذہب اور منصف کے لئے تو ان دونوں کتابوں

کا مطالعہ کافی ہے لیکن لامذہب اور ہٹ دھرم کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے بہت سے لامذہب اس زمانہ میں ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ اپنے کو حنفی کہتے ہیں لیکن درحقیقت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد نہیں ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب.

المجیب العبد المسکین معین الدین الاجمیری کان اللہ

الجواب:- وقت نزول نوازل وحلول مصائب ان کے دفع کے لئے نماز فجر میں قنوت پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت اور جمہور شراح محققین کے نزدیک اس کی شرعیت مستمر غیر منسوخ!

فتح القدیر میں ہے:

"مشروعية القنوت لنازلة مستمرة لم تنسخ قال وبه جماعة من اهل الحديث وحملوعليه حديث ابی جعفر عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه مازال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم يقنت حتى فارق الدنيا ای عند النوازل وماذكر من اخبار الخلفاء يفيد تقرره لفعلهم ذلك بعده صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم وقد قنت الصديق فی محاربة الصحابة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم مسيلمة

الکذاب وعند محاربة اهل الکتاب وکذلك قنت عمرو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فالقنوت عند نافی النازلة ثابت وذکرفی السراج الوهاج قال الطحاوی ولایقنت فی الفجر عند نامن غیر بلیة فان وقعت بلیة فلاباس به کمافعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فانه قنت شهرافیهایدعوعلی رعل وذکوان وبنی الحیان ثم ترکه کذافی الملتقط انتہی "یعنی مصیبتوں کے وقت قنوت پڑھنے کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوااوراسی پر محدثین کی ایک جماعت کااجماع ہے اوراسی پر محمول ہے ابوجعفر کی وہ حدیث جوحضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے یعنی مصیبتوں کے نزول کے وقت اوروہ حدیث جواخبارخلفاء میں مذکور ہے ثبوت قنوت کاافادہ کرتی ہے رسول اللہ ﷺ کے بعداس پرعمل کرنے کی وجہ سے اورحضرت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ ابن کذاب کی جنگ میں قنوت پڑھی اور کتابیوں سے جنگ کے وقت اور ایسے ہی حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قنوت پڑھی تو قنوت پڑھنا ہمارے نزدیک مصیبتوں کے نزول وقت ثابت ہے ''سراج الوہاج'' میں ہے کہ علامہ طحاوی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک فجر میں قنوت نہیں بغیر کسی مصیبت کے اور اگر کوئی مصیبت کا نزول ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ عمل کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ انھوں نے رعل وذکوان اور بنی حیان پر بددعا کے لئے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر اسے ترک فرمادی ایسے ہی ملتقط میں ہے۔ (فاروقی)

غنیہ شرح منیۃ میں ہے:

"قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لایقنت عندنا فی صلاۃ الفجر من غیر بلیۃ فاذا وقعت فتنۃ او بلیۃ فلاباس بہ" یعنی حافظ ابوجعفر طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے نزدیک نماز صبح میں

سوائے کسی مصیبت کے تو جب کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فاروقی)

شرح نقایہ برجندی میں ہے:

"قال الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی صلاۃ الفجر من غیر بلیة فاذا وقعت فتنة او بلیة فلا باس به" یعنی امام طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے نزدیک نماز صبح میں سوائے کسی مصیبت کے تو اگر کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہو تو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فاروقی)

بحرالرائق میں ہے:

"وفی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل بالمؤمنین نازلة قنت الامام الخ." یعنی شرح نقایہ میں غایہ سے ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام قنوت پڑھے۔ (فاروقی)

منحۃ الخالق میں بحوالہ شرح شیخ اسمٰعیل بنایہ امام عینی سے ہے:

"اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلاۃ الجهریة

قال الطحاوی لایقنت عند نافی صلاۃ الفجر من غیر بلیۃ اما اذا وقعت فلا باس به ؀۶۱'' یعنی جب کوئی مصیبت نازل ہوتو امام قنوت پڑھے. جہری نمازوں میں امام طحاوی نے فرمایا کہ نہیں پڑھی جائے گی قنوت ہمارے نزدیک نماز صبح میں سوائے کسی مصیبت کے تو جب کوئی فتنہ یا کوئی مصیبت نازل ہوتو قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

"قوله ولهما انه منسوخ قال العلامة النوح آفندی هذا علی اطلاقه مسلم فی غیر النوازل واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعه عند الکل لان القنوت فیها عند النوازل لیس بمنسوخ علی ماهو التحقیق کمامر الخ" یعنی ان کا قول: ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے، علامہ نوح آفندی نے فرمایا کہ اس کا اطلاق مسلم ہے غیر نوازل میں، رہا نوازل کے وقت تو قنوت فی الفجر

جائز ہے تمام کے نزدیک اس لئے کہ قنوت فی الفجر نوازل کے وقت منسوخ نہیں ہے اور یہی تحقیق ہے جیسا کہ گزرا۔ (فاروقی)

اشباہ والنظائر میں ہے:

"فی فتح القدیر ان مشروعیة القنوت للنازلة مستمرة لم تنسخ" یعنی فتح القدیر میں ہے کہ نازلہ کے وقت قنوت کی مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہوئی۔ (فاروقی)

مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں غایہ سروجی کا کلام نقل کر کے فرمایا:

"فتکون مشروعیة مستمرة هو محمل قنوت من قنت من الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم بعد وفاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهو مذهبنا و علیه الجمهور وقال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمه الله تعالیٰ الخ" یعنی قنوت اس کی مشروعیت مستمر ہوئی قنوت کا محمل وہی ہے جس کو بڑھا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں اور امام ابو جعفر

طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا۔ (فاروقی)

درمختار میں ہے:

"لایقنت لغیرہ الاالنازلة" قنوت نہیں پڑھی جائے گی سوائے وتر کے مگرنازلہ کے وقت۔ (فاروقی)

طحطاوی حاشیۂ دُرمیں ہے:

"قال العلامة نوح آفندی بعد کلام قدمه فعلی هذا لایکون القنوت فی صلاة الفجر عندو قوع النوازل منسوخا بل یکون امرامستمراثابت اویدل علیه قنوت من قنت من الصحابة بعده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیکون المراد بالنسخ نسخ عموم الحکم لا نسخ نفس الحکم قال فی الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال) قال بعض الفضلاء هومذهبنا و علیه الجمهور" یعنی علامہ نوح آفندی نے فرمایابعداس کلام کے جوگزراتواس بناءً پرقنوت نماز فجر میں نوازل کے وقوع کے وقت منسوخ نہ ہوگا بلکہ امرمستمراورثابت ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے بعد قنوت پڑھنا اس پر دلالت کرتا ہے تو نسخ
سے مراد عموم حکم کا نسخ ہے نہ کہ نفس حکم کا نسخ اس کو ملتقط
میں طحاوی سے ذکر کیا پھر کہا کہ بعض فضلاء نے فرمایا کہ
یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔ (فاروقی)

اقول امام طحاوی کی تصنیف صرف ایک ''شرح معانی الآثار'' ہی نہیں بلکہ یہ کتاب وہ ہے جس میں وہ ذکر احادیث فرماتے اور مجتہدانہ بحث کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کی اور کتابیں بھی ہیں ازاں جملہ مختصر طحاوی ہے جس میں انھوں نے نقل مذہب حنفی کیا اور وہ متون مذہب سے ایک متن ہے تو ''شرح معانی الآثار'' کی جو عبارت مجیب نے نقل کی اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ علماء نے جو ان سے جواز قنوت فی الفجر نقل فرمایا یہ نقل غلط ہے ان اکابر نے ''شرح معانی الآثار'' کا کام نہ لیا بلکہ ''قال الطحاوی'' فرمایا تو یوں کر جان لیا گیا کہ اکابر نے ''شرح معانی الآثار'' سے ہی اسے نقل کیا، نہ ان کی اور کتب مثلاً ''مختصر'' سے جو نقل مذہب کے لئے ہے یہ مجیب کی ہمت و جرأت ہے کہ اتنی سی نظر و علم پر علامہ محقق ابرہیم حلبی صاحب ''کبیری'' کے حوالہ کی تغلیط کر دی۔

حالانکہ وہ اس نقل میں متفرد نہیں بلکہ امام طحاوی سے یہ ناقل امام ناصر الدین محمد بن یوسف سمر قندی متوفی ۵۵۶ میں ملتقط اور ان سے ''سراج الوہاج'' اور اس سے علامہ برجندی نے ''شرح نقایہ'' اور محقق زین بن نجیم مصری نے ''اشباہ والنظائر'' میں نیز بحوالہ

''ملتقط'' علامہ نوح آفندی اوران سے علامہ سید طحطاوی نیز امام طحاوی سے امام محمود عینی نے ''بنایہ'' اور علامہ شرنبلالی نے ''مراقی الفلاح'' اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے ''فتح اللہ المعین'' میں اوران کے سوااورا کابر نے نقل فرمایا، صرف ایک کتاب دیکھ کراتنے اکابر علماء کے نقول کو غلط و باطل ٹھہرا دینا کس قدر عقل کے خلاف ہے اور یہیں سے ''شرح صحیح بخاری'' میں عبارت امام عینی سے استدلال کا جواب واضح ہو گیا۔

شروح حدیث اور چیز ہیں اور کتب فقہ اور علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ شروح حدیث میں جو بات کتب فقہ کے مخالف ہو وہ مذہب نہیں، مذہب وہ ہے جو کتب فقہ میں ہے امام طحاوی و امام عینی دونوں اکابر نے کتب فقہ میں یہی لکھا کہ نازلہ میں قنوت جائز ہے اورا کابر اجلۂ محققین شراح نے اس پر اتفاق کیا تو حنفی کو چاہیۓ کہ امام طحاوی و امام عینی و جماہیر شراح محققین ہی کی تحقیق پر سر تسلیم خم کرے اور یہاں سے اس کی بھی کیسی پوری نظیر واضح ہوگئی دیکھو یہی امام عینی کہ کتاب شرح حدیث میں وہ کچھ لکھ آئے جو مجیب نے نقل کیا اور کتاب فقہ میں صاف صاف اس کا جواز لکھا۔

یونہی اگر امام طحاوی نے ''شرح معانی الآثار'' میں وہ لکھا اور ''مختصر فقہ'' میں حکم جواز دیا کیا مستبعد ہے اور کیوں کر اس بناپر ان تمام اکابر علماء کی نقول کی تکذیب ہوسکتی ہے طرفہ یہ کہ یہی امام عینی جو کتاب شرح حدیث میں امام طحاوی سے عدم جواز کے ناقل وہی امام عینی انھیں امام طحاوی سے کتاب فقہ میں جواز کے ناقل۔

تو کھل گیا کہ وہ ایک بحث حدیثی ہے اور یہ مذہب فقہی مجیب صاحب شاید امام عینی کی تکذیب کرتے تو ڈریں گے جن کی خود اتنی تعریف لکھ چکے اور فرما آئے ہیں کہ ان کے حوالہ کو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں۔

یہ معلوم تھا کہ وہی عینی کتاب فقہ میں تصریح جواز فرمارہے ہیں اور نہ خود بلکہ انھیں امام طحاوی سے نقل فرماتے ہیں تو اب کیوں کر سرتابی کیجئے گا کہ ان کا حوالہ تو تمام فقہائے احناف مانتے چلے آئے ہیں۔

باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام سیدی واستاذی ومرجعی وملاذی اعلیٰ حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس کے صاجزادہ والا جاہ جناب مولینا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کے رسالہ " اجتناب العمال عن فتاوی الجہال " میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبید النبی نواب مرزا عفی عنہ



بجاہ المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



رسالہ

اجتناب العمال عن فتاوی الجہال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

مسئلہ: از شہر دمن عملداری پرتگیز مرسلہ ضیاء الدین صاحب ۲۶ / جمادی الاخری ۱۳۱۶ھ

زید وہابی نے اوّل چند رسائل عقائد وہابیت و گستاخیٔ شان معظمان دین پر مشتمل طبع کیے جس پر علمائے بمبئی وغیرہ نے ۱۳۱۳ھ میں اس کی وہابیت پر فتوی دیا اس نے باصرار جماعت اہل سنت مجبور ہو کر اپنے تحفظ کے لئے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ میں ایک پرچہ باظہار توبہ چھاپ کر شائع کر دیا، جب اہل سنت اس کی طرف سے مطمئن ہوگئے تو اس نے اپنے اسی زمانہ سابق وہابیت کے تحریرات میں سے ایک تحریر حال کی بتا کر ظاہر کی جس کا تاریخی نام ''ضروری سوال'' لکھا ہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ پیدا ہے اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیا ہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث لکھے ہیں وہ تحریر خاص اس کے قلم کی لکھی ہوئی مع توبہ نامہ و شرائط مباحثہ حضرات علمائے اہل سنت کے ملاحظے میں حاضر کر کے چند امور کا استفسار ہے!

(۱)...... اس تحریر میں جو حکم اس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا وقت فتنہ و فساد و غلبہ کفار جائز و باقی و غیر منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون و وبا وغیرہ کے وقت جائز نہیں، یہ حکم تفصیلی ہمارے ائمہ کا ہے یا اس شخص کا اپنا اختراع ہے؟

(۲)...... طاعون یا وباء کیلئے قنوت ماننے کو کذب و بہتان بتانا علمائے کرام و فقہائے اعلام کی شان میں گستاخی ہے یا نہیں؟

(۳)......اس تحریر کے مضامین والفاظ وطرز بیان وا[illegible] وانشا سے اس شخص کا بے علم وجاہل اور منصب فتوی کے نا قابل ہونا ظاہر ہے یا نہیں؟

(۴)......اگر ظاہر ہے تو نا اہل کو مفتی بننا حلال ہے یا حرام اور اس کے کسی فتوے پر عوام کو اعتماد چاہئے یا نہیں؟

(۵)......اس نے اس تحریر میں جو سندیں تقریں لکھی ہیں اگر ان سے اس کا مطلب ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اس کی جہالت و بے علمی سے ہے یا کہیں بد دیانتی اور عوام کو فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے؟

(۶)......جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح و درست بتائے وہ جاہل و نا فہم ہے یا نہیں؟

(۷)......شرائط مباحثہ جو اس نے لکھے ہیں وہ اس کے اگلے اشتہار توبہ کے خلاف ہیں یا نہیں؟ اور ان سے اس کی قدیم وہابیت کی بو پیدا ہوتی ہے یا نہیں بینوا توجروا.

الجواب اللھم لک الحمد: - تحریرات مذکورہ نظر سے گذریں ''ضروری سوال'' میں جو حکم اختیار کیا ہے محض خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمۂ کرام کی تصریحات کتب متون دیکھئے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں ان میں وقت غلبۂ کفار کا بھی کہیں استثنا نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شارحین کرام پر نظر ڈالیئے تو مطلقا نازلہ کے لئے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ وغلبۂ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے۔

''غنیہ شرح منیہ'' میں ہے:

''قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عندنا

فی صلاة الفجر من غیر بلیة فاذا وقعت فتنة او بلیة فلا

باس بہ یعنی امام ابوجعفر طحاوی نے فرمایا نمازِ فجر میں ہمارے

یہاں قنوت نہ ہونا اس وقت ہے کہ کوئی بلا و مصیبت نہ ہو

جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نمازِ صبح میں قنوت

پڑھنا کچھ مضائقہ نہیں''

''شرح نقایہ برجندی'' میں ہے:

''فی الملتقط قال الطحاوی فذکر نحوہ یعنی امام

ناصر الدین محمد سمرقندی نے ''ملتقط'' میں امام طحاوی کا

قول مذکور نقل فرمایا''

''بحر الرائق'' میں ہے:

''وفی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل بالمسلمین

نازلة قنت الامام الخ یعنی علامہ شمنی نے شرح نقایہ میں بحوالہ

غایہ امام سروجی بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر (معاذ اللہ) کوئی

سختی آئے تو امام قنوت پڑھے''

''منحۃ الخالق'' میں ہے:

''كذا فی شرح الشیخ اسمٰعیل لکنه عزاه الی غایة البیان و لم اجد المسئلة فیها فعله اشتبه علیه غایة السروجی بغایة البیان لکنه نقل عن البنایة مانصه اذاوقعت نازلة قنت الامام فی الصلاة الجهریة و قال الطحاوی لا یقنت عندنا فی صلوٰة الفجر فمن غیر بلیة اما اذا وقعت فلا باس به یعنی اسی طرح یہ مسئلہ شرح شیخ اسمٰعیل ''للدرر والغرر'' میں ہے انہوں نے اسے غایۃ البیان علامہ اتقانی کی طرف نسبت کیا مگر مجھے ''غایۃ البیان'' میں نہ ملا شاید ''غایہ سروجی'' سے اشتباہ ہوا۔

اورانہوں نے بنایہ امام عینی سے نقل کیا کہ جب کوئی سختی واقع ہوا امام قنوت پڑھے اورامام طحاوی کا وہی ارشاد ذکر فرمایا''

اسی میں ہے:

" قوله و لهما انه منسوخ قال العلامة نوح آفندی هذا علی اطلاقه مسلم فی غیر النوازل واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعه عند الکل لان القنوت فیها عند النوازل لیس بمنسوخ علی ماهو التحقیق کما مر الخ یعنی علامہ نوح آفندی نے فرمایا جب

حنفی کسی شافعی کے پیچھے نماز فجر پڑھے تو بغیر کسی نازلہ کے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ ہے اور بلاؤں کے وقت صبح میں ہمارے سب اماموں کے طور پر مقتدی کو باتباع امام قنوت پڑھنا چاہئے کہ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح میں قنوت منسوخ نہیں"

"اشباہ والنظائر" میں ہے:

"فی فتح القدیر ان مشروعیة القنوت للنازلة مستمرة لم تنسخ یعنی فتح القدیر میں ہے کہ دفع سختی کی لئے قنوت پڑھنے کی شرعاً اجازت برابر چلی آئی ہے منسوخ نہ ہوئی"

اسی میں ہے:

"ذکر فی السراج الوهاج قال الطحاوی الخ یعنی سراج وہاج' میں امام طحاوی کا وہ ارشاد ذکر کیا کہ کوئی بلا آئے تو قنوت فجر میں حرج نہیں"

"مراقی الفلاح شرح نورالایضاح" میں غایہ سروجی کا کلام نقل کر کے مثل علامہ ابراہیم حلبی شارح "منیہ" نے فرمایا:

"فتکون مشروعیته مستمرة وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم بعد وفاته

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو مذھبنا وعلیہ الجمھور وقال الامام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ الخ یعنی تو سختیوں کے وقت قنوت کا مشروع ہونا باقی ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعد وفات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اس کا موقع یہی ہے یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے ہمارا اور جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے ''امام طحاوی'' فرماتے ہیں کوئی فتنہ یا بلا ہو تو قنوت میں مضائقہ نہیں''

''حاشیہ مراقی للسید الطحطاوی'' میں ہے:

"قولہ وھو محمل الخ ای حصول نازلۃ قولہ وھو مذھبنا ای القنوت للحادثۃ" یعنی کسی سختی کے وقت ''قنوت'' پڑھنا ہمارا مذہب ہے۔ (فاروقی)

''درمختار'' میں ہے:

"لا یقنت لغیرہ الا النازلۃ یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے مگر کسی سختی کے لئے"

''فتح اللہ المعین'' حاشیہ کنز للعلامۃ السید ابی السعود الازہری میں امام طحاوی کا ارشاد مذکور کہ ''کسی بلا کے وقت قنوت فجر میں حرج نہیں'' نقل کر کے فرمایا:

"وظاهره انه لو قنت فی الفجر لبلیة انه یقنت قبل الرکوع حموی یعنی علامہ سید احمد حموی نے فرمایا امام طحاوی کے اس ارشاد سے ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی بلا کے سبب نماز فجر میں قنوت پڑھے تو رکوع سے پہلے پڑھے"

"طحطاوی حاشیہ در" میں ہے:

"قال العلامة نوح بعد کلام قدمه فعلی هذا لایکون القنوت فی صلاة الفجر عند وقوع النوازل منسوخا بل یکون امرا مستمرا ثابتا و یدل علیه قنوت من قنت من الصحابة بعده صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فیکون المراد بالنسخ نسخ عموم الحکم لا نسخ نفس الحکم قال فی الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال) قال بعض الفضلاء هو مذهبنا وعلیه الجمهور یعنی علامہ نوح نے ایک کلام ذکر کر کے فرمایا تو اس تقدیر پر بلائیں اترتے وقت نماز فجر میں قنوت منسوخ نہ ہوگی بلکہ باقی وثابت ہوگی اور اس کی دلیل صحابہ کا بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قنوت پڑھنا ہے تو ہمارے علما جو قنوت فجر کو منسوخ بتاتے ہیں

اس کی مراد یہ ہے کہ سختی وغیر سختی ہر صورت میں[1] قنوت کا عموم منسوخ ہوگیا نہ یہ کہ قنوت رہا ہی نہیں ''ملتقط'' میں ہے امام طحاوی نے فرمایا کوئی فتنہ یا بلا ہو تو فجر میں قنوت پڑھ سکتے ہیں بعض علماء نے فرمایا یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے''

''ردالمحتار'' میں عبارات ''بحر و شرنبلالی[1] و شرح شیخ اسمٰعیل و بنایہ و اشباہ و غایہ و غنیہ'' ذکر کے فرمایا:

''قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر سختی کے لیے قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے۔''

''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف'' میں ہے:

''قال الخطابی فیه دلیل علی جواز القنوت فی غیر الوتر قلت لکن یقید بما اذا نزلت نازلة و حینئذ لا خلاف فیه یعنی نماز فرض میں قنوت خاص اس صورت میں ہے جب کوئی سختی اترے اور اس وقت اس میں خلاف نہیں''

میں یہاں مسئلہ قنوت نوازل اور اس کے اجماعی یا خلافی ہونے کی بحث میں نہیں۔

---

[1] عدل عن قول الشامی الشرنبلالیة الیٰ هذا الانها فی اصطلاح الدرر حواشیه تطلق علی غنیة ذوی الاحکام حاشیة الشرنبلالی علی الدرر و الغرر و لم اره فیها نعم ذکره الشرنبلالی فی شرح منیة نور الایضاح ۱۲ منه

وقد تقدم عن الشر نبلالی والحلبی ونوح آفندی و الطحطاوی نسبته الی الجمهور المشعرة بحصول خلاف و افاد الامام ابن الهمام فی الفتح و تبعه الحلبی فی الغنية ان قنوت النوازل امر مجتهد فيه و ذكر كلا النظرين.	پہلے کلام علامہ شرنبلالی وحلبی اور نوح آفندی و علامہ طحطاوی سے جمہور کی نسبت گزرا جو اختلاف کی طرف مشعر ہے، امام ابن ہمام نے ''فتح'' میں افادہ فرمایا اور حلبی نے ان کی اتباع کرتے ہوئے ''غنیہ'' میں کہا کہ قنوت نازلہ اجتہادی معاملہ ہے اور دونوں کے دلائل ذکر کیے گئے۔ (فاروقی)

کلام اس میں ہے کہ:

اولاً:- ان سب عبارات میں نازلہ بلیہ حادثہ سب لفظ مطلق ہیں کسی میں فتنہ و غلبۂ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو۔

''اشباہ'' میں ہے:

"قال فی المصباح النازلة المصيبة الشديدة تنزل بالناس انتهی وفی القاموس النازلة الشديدة انتهی و فی الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر تنزل بالناس انتهی" یعنی مصباح میں کہا کہ ''نازلہ'' وہ مصیبت شدیدہ ہے

جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے اور قاموس میں فرمایا کہ "نازلہ" ہر سختی ہے اور صحاح میں فرمایا کہ "نازلہ" زمانے کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے جو لوگوں پر نازل ہوتی ہے۔ (فاروقی)

خود مصنف "ضروری سوال" کو اقرار ہے کہ:

"عند النازلہ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے"

بایں ہمہ برخلاف اطلاقات علماء اپنی طرف سے خاص فتنہ وفساد وغلبۂ کفار کی قید لگانا اور کہنا کہ "ہر ایک نازلہ نہیں" کلام علماء میں تصرف بیجا ہے۔

ثانیاً:- میں اطلاق سے احتجاج کرتا ہوں کلمات علما میں صاف تعمیم موجود ہے عامہ عبارات مذکورہ دیکھئے لفظ "نازلہ" یا "بلیہ" نکرہ موضع شرط میں واقع ہوا کہ گر کوئی سختی یا کسی قسم کی بلا آئے تو نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ صراحۃً ہر مصیبت ناس کو عام ہے: لما نصوا علیه ان النکرة فی حیز الشرط تعم تو زید کا ان کے معنی میں وہ حکم لگا دینا کلمات علماء کا بگاڑنا بدلنا ہے۔

ثالثاً:- ابن حبان نے اپنی صحیح مسمّی "بالتقاسیم والانواع" میں بطریق ابراہیم بن سعد عن الزہری عن سعید وابی سلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

"قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یقنت فی صلاة الصبح الاان یدعو لقوم او علی قوم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے

مگر جب کسی قوم کے لئے ان کے فائدے کی دعا فرماتے یا
کسی قوم پر ان کے نقصان کی دعا کرتے"

"فتح القدیر وغنیہ ومرقاۃ شرح مشکوۃ" میں فرمایا:

"وھو سند صحیح یہ سند صحیح ہے"

خطیب بغدادی نے "کتاب القنوت" میں بطریق محمد بن عبد اللہ الانصاری حدثنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

"ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یقنت الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لئے یا کسی قوم پر دعا فرمانی ہوتی"

کتب ثلثہ مذکورہ میں ہے:

"ھذا سند صحیح قالہ صاحب تنقیح التحقیق یہ سند صحیح ہے، صاحب تنقیح التحقیق نے اس کی تصریح کی"

امام زیلعی "نصب الرایہ" میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"قال صاحب التنقیح وسند ھذین الحدیثین صحیح وھما نص فی ان القنوت مختص بالنازلۃ یعنی صاحب تنقیح نے کہا ان دونوں حدیثوں کی سند صحیح ہے اور ان میں

صاف تصریح ہے کہ قنوت وقت مصیبت کے ساتھ خاص ہے"

یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیص فتنہ وغلبۂ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ مثلاً رفع طاعون دفع وبا زوال قحط کے لئے دعا بھی "دعا لقوم" کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے تو صحیح حدیثوں سے اس کا جواز ثابت ہوا۔

فان اعتل بحمل المطلق على المقيد قلنا ليس هذا محله فان ذكر واقعة عين داخلة في اجمال بيان لا يحصره فيها عند احد على انه انما هو مسلك الشافعية وانت تظهر من نفسك الاعتماد على مذهب الحنفية و قد انبأت في غضون كلامك انك ههنا بصدد اثبات مذهبهم و صرحت في آخر الرسالة انها على

اگر کوئی یہ علت بیان کرے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا گیا ہے تو ہم کہیں گے: یہ اس کا محل ہے ہی نہیں اگر کوئی مخصوص واقعہ ایسا ذکر کرے جو بیان اجمال میں داخل ہو تو اس بات کا حصر مخصوص واقعہ میں کسی کے یہاں درست نہیں، علاوہ ازیں یہ تو شوافع کا مسلک ہے حالانکہ آپ مذہب حنفیہ پر اپنے اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں، آپ کی یہ گفتگو اس امر کی غمازی کر رہی ہے کہ آپ ان کا مذہب ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں اور آخر رسالہ میں آپ نے یہ واضح بھی کر دیا ہے کہ "یہ رسالہ

اصول مذهب امامنا	ہمارے امام ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ
الاعظم ابوحنیفة النعمان	عنہ کے اوران کے مقلدین کے اصولوں
رضی اللّٰه عنه وعن	پر ہے"او یہ آپ کے اپنے الفاظ ہیں
مقلديهم او بلفظک مع	حالانکہ صحیح مسئلہ اصول میں ہمارا قول
ان الصحيح فی المسألة	ہے ہمارے ائمہ کرام نے اس پر
الاصولية قولنا فقد اقام	ایسے دلائل قائم فرمائے ہیں کہ کوئی
ائمتنا عليها براهين لاقبل	ان پر قیل وقال نہیں کرسکتا، پس الزام
لاحد بها فيتم الالزام	تام ہوااوراس کے بعداس میں کسی
ولايبقى لاحد مجال كلام.	کوکلام کی مجال نہیں۔ (فاروقی)

رابعاً:- "مرقاۃ شرح مشکوۃ" میں ہے:

"قال ابن حجر اخذ منه الشافعی انه يسن القنوت فی اخيرة سائرالمكتوبات للنازلة التی تنزل بالمسلمين عامة كوباء و قحط و طاعون او خاصة ببعضهم كاسرالعالم اوالشجاع ممن تعدى نفعه وقول الطحاوی لم يقل به فيها غير الشافعیؒ غلط منه بل قنت علی رضی الله تعالیٰ عنه فی المغرب بصفين اه و نسبة هذا القول الى الطحاوی على هذا المنوال

غلط اذ أطبق علماء نا علی جواز القنوت عند النازلة"

یعنی علامہ ابن حجر مکی نے فرمایا کہ اسی حدیث سے حضرت امام شافعی نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ قنوت مسنون ہے تمام فرض نمازوں کی آخری رکعت میں، جب عام مصیبت کے مسلمانوں پر نازل ہو جیسے وباء، قحط اور طاعون یا کوئی خاص مصیبت جو ان میں سے بعض لوگوں پر نازل ہو مثلاً کسی عالم کا یا بہادر (جنگجو) کا گرفتار کیا جانا، جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے، اور امام طحاوی کا قول کہ اسے کسی غیر شافعی نے نہیں کہا یہ ان کی طرف سے غلطی ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنگ) صفین کے موقع پر نماز مغرب میں قنوت پڑھی اور اس قول کی نسبت امام طحاوی کی طرف اس طور پر غلط ہے کہ قنوت عند النازلہ کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں۔ (فاروقی)

اسی میں ہے:

"قال الامام النووی القنوت مسنون فی صلاة الصبح دائما واما فی غیرها ففیه ثلثة اقوال و الصحیح المشهور انه اذا نزلت نازلة کعدواو قحط

او وبـاء او عطش او ضرر ظاهر فی المسلمین و نحو ذلك قنتوا فی جمیع الصلوات المکتوبة والافلا ذکره الطیبی و فیه ان مسنونیته فی الصبح غیر مستفادة من هذا الحدیث" یعنی حضرت امام نووی نے فرمایا کہ قنوت پڑھنا ہمیشہ مسنون ہے نماز صبح میں اور رہی بات فجر کے علاوہ نمازوں کی تو اس میں تین اقوال ہیں اور صحیح مشہور یہ ہے کہ جب کوئی سختی نازل ہو جیسے دشمن کا غلبہ یا قحط یا وباء یا تشنگی یا مسلمانوں کو کوئی (جانی یا مالی) مضرت ہو اور ایسی ہی دوسری مصیبتیں تو قنوت پڑھی جائے گی تمام فرض نمازوں میں اور اگر مذکورہ صورتیں نہیں تو جائز نہیں، اسے علامہ طیبی نے ذکر کیا اور اسی میں ہے کہ قنوت کی مسنونیت صلاۃ صبح میں اس حدیث سے مستفاد نہیں۔ (فاروقی)

دیکھو مولانا علی قاری نے امام ابن حجر مکی سے تصریح صریح نقل فرمائی کہ جس نازلہ کے لیے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ وباء قحط و طاعون وغیرہا سب کو شامل ہے اور امام طیبی سے انہوں نے امام اجل ابوزکریا نووی سے نقل کیا کہ نازلہ میں قحط و وباء و تشنگی وغیرہا سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم و مقرر رکھا اور بعض بیان کے خلاف مذہب سمجھے ان پر اعتراض کر دیا اسے برقرار رکھا بلکہ نازلہ کے معنیٔ مذکور نقل کر کے صاف

فرمادیا کہ امام طحاوی کی طرف قنوت نازلہ کا انکار اس طرح نسبت کردینا ٹھیک نہیں کہ اس کے جواز پر تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے۔

اس سے صاف مفہوم کہ وہی نازلہ جس کے معنی ابھی بیان ہو چکے کہ قحط وباء و طاعون سب اس میں داخل ہیں اسی کے لئے ہمارے علماء جواز قنوت کے قائل ہیں۔

خامساً: کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود دیجئے کلمات علماء سے صاف صریح تصریحیں لیجئے۔

اسی ''مرقاۃ شریف'' میں ہے:

"قال ابن الملك وهذا يدل على ان القنوت في الفرض ليس في جميع الاوقات بل اذا نزلت بالمسلمين نازلة من قحط وغلبة عدو وغيره ذلك یعنی علامہ ابن فرشتہ نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرض میں قنوت ہمیشہ نہیں بلکہ خاص اس وقت ہے جب معاذ اللہ مسلمانوں پر کوئی سختی آئے جیسے قحط اور دشمن کا غلبہ وغیرہ"

علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد مصری نے ''کتاب الاشباہ'' میں ''غایہ و شمنی و فتح'' کے عبارات کہ ''نوازل میں قنوت روا ہے'' نقل کر کے فرمایا:

"فالقنوت عندنا في النازلة ثابت وهو الدعاء برفعها ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل یعنی ان عبارات

علماء سے ثابت ہوا کہ ہمارے نزدیک بلا کے وقت قنوت
پڑھنا ثابت ہے اور وہ یہی ہے کہ اس بلا کے دفع کی دعا کی
جائے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے"

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ "نور الایضاح" اور علامہ سید محمد دمشقی نے حاشیہ "شرح تنویر" میں دفع طاعون کے لیے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انہیں بحر محقق صاحب "بحر" کا حوالہ دیا اول کی عبارت انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتی ہے اور ثانی نے زیر قول شارح مدقق نے "لایقنت لغیره الالنازلة" فرمایا:

"قال فی الصحاح النازلة الشديدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل" اشباه

یعنی صحاح میں فرمایا کہ "نازلہ" زمانے کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون شدید تر بلاؤں میں سے ہے۔ (فاروقی)

تنبیہ :- ان بیانوں سے چند امر روشن ہوئے!

اوّل :- یہ کہ طاعون و وبا اور ان کے مثل ہر بلیہ عامہ کے لئے قنوت صحیح حدیثوں کے اطلاقات سے ثابت ہے تو زید یعنی مصنف "ضروری سوال" کا قنوت نوازل کو جائز و ثابت مان کر اسے بعض نازلہ سے خاص کرنا اور باقی کی نسبت کہنا کہ:

”جب تک شریعت میں کسی کام کی اصل نہ ملے وہ
کام یا تو بدعت ہوگا یا گناہ؟“

محض بے معنی ہے کیا اطلاق احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اس کے حکم کو بے اصل و گناہ مانتا ہے؟۔

دوم:۔ قنوت طاعون و وبا کو نہ صرف اطلاقات کلام علما بلکہ ان کی صاف تعمیمیں شامل جن میں خود امام اجل ابو جعفر طحاوی بھی داخل تو اس کی نسبت زید کا ادعا کہ:

”نہ اقوال خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ثابت اور نہ ہمارے
امام صاحب کے توابعین[1] کے اقوال سے وہ ایک زائد بات ہے“

صریح نافہمی ہے۔

سوم:۔ اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص:

کما بینہ خاتمۃ المحققین	جیسا کہ ہمارے جد امجد خاتم المحققین
سیدنا الجد قدس سرہ الامجد	قدس سرہ نے اپنی کتاب مبارک
فی کتابہ المستطاب ”اصول	”اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد“
الرشاد لقمع مبانی الفساد“	میں بیان فرمایا۔ (فاروقی)

---

[1] آج تک جمع سالم مذکر یا مؤنث سنی تھی یہ مصنف ”ضروری سوال“ کی جمع مخنث ہے اول تو منتہی الجموع کی پھر جمع مذکر سالم بنائی دوسرے تبع وصف مذکر عاقل کو توابع پر جمع کیا حالانکہ صفت ذوی العقول میں وہ جمع تابعۃ مؤنث کی ہے جیسے ضوارب جمع ضاربۃ پھر اس جمع مؤنث کو یا و نون سے جمع بنا کر مذکر بنایا تذکیر و تانیث جمع فرما کر جمع مخنث کا رنگ جمایا زہے ملائی ۱۲ محمد ضیاء الدین الکنی بابی المسکین۔

مثلاً اس اخیر زمانہ فتن میں طرح طرح کے نئے قسم قسم کے باجے ایسے پیدا ہوئے جن کی حرمت کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ اقوال ائمہ میں مگر انہیں حرام ہی کہا جائے گا کہ وہ:

"کل مسکر حرام" یعنی ہر نشہ آور شئے حرام ہے۔ (فاروقی)

کے عموم اور حدیث:

"یستحلون الحر والحریر والخمر و المعازف" یعنی وہ لوگ ریشم، شراب اور مزامیر کو حلال سمجھیں گے (فاروقی)

وآیۂ کریمہ

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ" اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتیں ہیں۔ (کنزالایمان)

کے شمول واطلاق میں داخل!

اب اگر کوئی جاہل کہہ اٹھے کہ یہ تو تم قیاس کرتے ہو احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین سے ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے تو اس سے یہی کہنا چاہیئے کہ اے ذی ہوش یہ قیاس نہیں بلکہ جب ایک حکم مطلق یا عام احادیث وکلمات علمائے کرام میں وارد ہے تو اس کے دائرے میں جو کچھ داخل سب کو وہ حکم محیط وشامل تو ثابت ہوا کہ زید کا "ضروری سوال" میں خود ہی یہ سوال قائم کرنا کہ:

''جب قنوت عند النازلہ ثابت اور جائز ہوئی تو ہر قسم
کی بلا اور مصیبت پر جائز ہونی چاہئے'' اور اس کا یہ
مہمل جواب دینا کہ ''ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ
میں بیکار ہے احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی
نہ ہمارے امام صاحب کے تو ابعین کے اقوال سے''

صریح نادانی ہے۔

چہارم:- اگر صرف یہی اطلاق وعموم احادیث واقوال ائمہ ہوتے تو ثابت کہنے کے لیے کافی تھے ایسے مسئلے کو ہرگز کذب و بہتان نہیں کہہ سکتے دوسرے دلائل کی نظر سے راجح وارجح کا اختلاف دوسری بات ہے مگر آپ اوپر سن چکے کہ طاعون و وبا وقحط وغیرہا کے لیے قنوت کی صاف صریح تصریحیں امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم شریف (جن کی جلالت شان پر علمائے جمیع مذاہب حقہ کا اجماع ہے) اور امام جلیل شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح ''مشکوۃ'' امام شہاب الحق والدین احمد بن حجر مکی ہیتمی وعلامہ عبداللطیف بن عبدالعزیز شہیر بن فرشتہ از اجلہ علمائے حنفیہ ومحقق فقیہ زین بن نجیم مصری عمدۂ حنفیہ ومولانا علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی وفاضل جلیل سید احمد مصری طحطاوی حنفی وعالم نبیل سید محمد آفندی شامی حنفی نے فرمائیں اور امام ابن حجر مکی نے اسے امام مجتہد عالم قریش سیدنا امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا تو مصنف ''ضروری سوال'' کا قول کہ:

"طاعون یا وباء کے لیے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا
کذب اور بہتان ہے اگر خطاءً ایسا کلمہ بے موقع کسی سے
سرزد ہو جائے جناب الٰہی میں توبہ و استغفار جلد کر لے"

محض کذب و بہتان اور ان ائمۂ کرام و علمائے اعلام کی جناب میں گستاخی و توہین شان ہے، زید پر لازم ہے کہ اپنی اس خطا اور بے موقع کلمے سے جلد جناب الٰہی میں توبہ و استغفار کرے۔

اگر بفرض باطل یہ قنوت نوازل صرف امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہوتا اور ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالاتفاق اس سے انکار فرماتے تو غایت یہ کہ مسئلہ ائمہ مجتہدین اختلافیہ اور ہمارے مذہب کے خلاف ہوتا اسے کذب و بہتان کہنا اس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ و علماء کے بھی اطلاق و عموم و نصوص سب کچھ موجود اور اگر اسے خصوص نقل فعل کا منکر ٹھہرائے تو اولاً تو یہاں اس کا محل نہیں کہ اس خصوص کا مدعی کون تھا جس کے رد میں زید یہ الفاظ لکھتا ثانیاً اوپر واضح ہو چکا کہ عدم نقل فعل نہ زید کو مفید نہ اس کے مخالف کو مضر تو اس کا ذکر محض فضول و نادانی ہے۔

بالجملہ آفتاب کی طرح واضح ہوا کہ زید نے اس تحریر "ضروری سوال" میں نہ ہمارے متون مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شارحین اعلام کا قول لیا بلکہ اپنی طرف سے ایک نیا فتویٰ گڑھ دیا:

بلیٰ قد وقع مایوهمه فی کلام بعض ائمة الحدیث فی تقریر مذهب الا مام احمد بن حنبل رضی الله تعالیٰ عنه و فی کلام بعض ائمتنا فی توجیه مذهب بعض الصحابة رضوان الله تعالیٰ علیهم ثم لم یعتمده ولا جعله مذهب علمائنا و لا ذکره فی تقریر کلامهم مع انه قد اثر عنه التعمیم صریحاً فیتحمل ان یکون القصر ههنا وقع وفاقاً لاحصرا وایاما کان فجعلُ هذا مذهباً لنالا سلف لزید فیه فیما اعلم والله سبحانه وتعالیٰ اعلم.

ہاں مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل کرتے ہوئے بعض ائمۂ حدیث کے کلام میں اور بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مذہب کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے بعض ائمہ کے کلام میں ایسی گفتگو واقع ہوئی ہے جو وہم کو راستہ دیتی ہے پھر بھی اس پر کسی نے اعتماد نہیں کیا نہ یہ ہمارے علماء کا مذہب ہے نہ ہی یہ ان کے کلام میں مذکور ہے باوجودیکہ ان کے عموم پر تصریح منقول ہے لہٰذا یہاں یہ ممکن ہے کہ یہاں قصر اتفاق واقع ہوگیا ہو اور حصر مقصود نہ ہو جو بھی ہوا ہوا سے ہمارا مذہب بنادیا گیا، جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس میں زید کے لئے کوئی فائدہ نہیں۔ (فاروقی)

''ضروری سوال'' کے اظہار خطا کو اسی قدر بس تھا بے حاجت شرعیہ ناقصوں قاصروں کی جہالتوں سفاہتوں کا شمار اپنا شیوہ نہیں لقولہ تعالیٰ:

''وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ'' یعنی اور جاہلوں سے منہ پھیرو۔

(کنزالایمان)

مگر امور متعلقہ بہ دین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری اور یہاں مصلحت دینی اس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا بے علم و کم فہم و مشکوک و متہم شخص اپنے آپ کو مفتی و مصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اسے عالم و قابل اعتماد سمجھے ہیں تو اس کے پُر جہل و نااہل ہونے کا آشکارا کرنا انشاء اللہ تعالیٰ دین عوام کو نافع اور ضلالت و جہالت میں پڑنے کا دافع ہوگا وباللہ التوفیق۔

زید کی ترکیب و بندش الفاظ و انشاء و املا اگر چہ سب میں خطاہائے فاحشہ موجود ہیں مگر ان سے تعرض داب محصلین نہیں لہذا انہیں چھوڑ کر اس کے باقی کثیر و بسیار اغلاط و جہالات سے صرف بعض کا اظہار کیا جاتا ہے۔

جہالت ۱:- حدیث مذکورہ ابن حبان کہ زید کے دعوے تخصیص کا صاف رد تھی براہ نادانی اپنی دلیل بنا کر لکھی اور اس پر فائدہ جما دیا کہ:

''یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نصرت چاہے طاعون کے لئے قنوت ثابت نہیں''

عقلمند سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے سوا ضرر کے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

جہالت ۲: -قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں: کہ منسوخ ہے ولہذا حکم دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پیروی نہیں اس قدر پر تو کلمات علما متفق ہیں ہاں محل نظر یہ ہے کہ یہاں ''عموم نسخ'' ہے یا ''نسخ عموم'' عموم نسخ یہ کہ نازلہ و بے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہو گیا اور ''نسخ عموم'' یہ کہ نازلہ بے نازلہ ہر حال میں عموماً قنوت کا پڑھا جانا یہ منسوخ ہوا صرف بحالت نازلہ باقی رہا۔

''نسخ عموم'' پر تو بہت احادیث صحیحہ دلیل ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے ''فتح القدیر'' میں افادہ فرمائی اور ''مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی ابن ماجہ'' میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے:

"ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قنت شهرا يدعو على احياء من احياء العرب ثم تركه

(یعنی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز صبح میں قنوت پڑھی عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے ہلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑ دی"

"زاد ابن ماجة فی صلاۃ الصبح وھو عند البخاری فی المغازی بزیادة بعد الرکوع و ترک ثم ترکه" یعنی ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ "نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے" اور بخاری کے کتاب المغازی میں یہ اضافہ ہے کہ "قنوت رکوع کے بعد تھی" اور "پھر اسے ترک فرمادیا" کے الفاظ کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ (فاروقی)

اور صحاح ستہ میں بضمن[1] حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب نزول آیۂ کریمہ:

"لَیۡسَ لَکَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡھِمۡ اَوۡ یُعَذِّبَھُمۡ فَاِنَّھُمۡ ظٰلِمُوۡنَ" یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انھیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔ (کنز الایمان)

یہاں نظر دو طرف جاتی ہے اگر معنیٰ آیت مطلقاً ممانعت اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک فرمانا بر بنائے ارتفاع شرعیت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلاً

---

[1] زاد کلمة ضمن لان بیان نزول الآیة فی ھذا الباب لیس من قول ابی ھریرة رضی اللہ تعالی عنه وانما ھو مدرج فی الحدیث من قول الزھری ذکرہ بلاغا والاصح نزولھا فی واقعة احد حین دعا النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم علی الذین ادموا وجھه صلی اللہ تعالی علیه وسلم کما ثبت فی صحیح مسلم کذا حققه الحافظ فی الفتح و کذلک قال الشیخ المحقق فی شرح المشکوۃ ان الاکثرین علی نزولھا یوم احد واللہ تعالی اعلم ۱۲ منه

مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھہرے گی اور اگر معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاک سے ممانعت ہو کہ ان میں بعض علم الٰہی میں مشرف باسلام ہونے والے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انہیں کے بارے میں ہو نہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی۔

یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر پھر ان کی تبعیت سے علامہ محقق حلبی نے ''شرح کبیر'' میں افادہ فرمائیں، ان دونوں کتابوں اور ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں ہے:

"واذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن انس من روایة ابی جعفر (هوالرازی) ونحو (کدینار بن عبد الله خادم انس رضی اللّٰه عنہ، ما زال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا) اماعلیٰ الغلط (لان الرازی کثیرالوهم قاله ابوزرعة ودینارقدقیل فیه ماقیل) اوعلی طول القیام فانه یقال علیه ایضا اویحمل علی قنوت النوازل ویکون قوله (ای قول انس رضی الله تعالیٰ عنه) ثم ترکه فی الحدیث الأخر(المروی فی الصحاح)یعنی الدعاء علی اولٰئك القوم لا مطلقاً اه مختصراًمزیداًمنّی مابین هلالین" یعنی جب نسخ ثابت ہوتو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت حضرت ابو جعفر (رازی) اور اس کی مثل دیگر روایات (جیسے دینار بن عبداللہ خادم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے) کو یا تو غلطی پر محمول کیا جائے گا (کیونکہ بقول رازی ابوزرعہ کثیر الوہم ہیں اور دینار کے بارے میں جو کچھ کہا گیا وہی کچھ ہے) یا طول قیام پر محمول کیا جائے گا کیونکہ "قنوت" کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے یا اسے "قنوت نازلہ" پر محمول کیا جائے گا اور ان (یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول دوسری حدیث (جو صحاح میں موجود ہے) میں کہ "پھر اسے ترک کر دیا گیا" یعنی قوم کے خلاف دعا ترک کردی نہ کہ ہر دعا؟ اھ مختصراً۔

اور میری (یعنی حجۃ الاسلام کی) طرف سے وہ اضافہ ہے جو قوسین میں ہے۔ (فاروقی)

نیز کتابیں مذکورین میں ہے:

"فیجب کون بقاء القنوت فی النوازل مجتهدافیه و ذالك ان هذا الحديث (ای حدیث ابن مسعود

رضی الله تعالی عنه بطریقی حماد بن ابی سلیمن و
ابی حمزة العقاب عن ابراهیم عن علقمة عنه قال لم
یقنت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فی
الصبح الا شهرا ثم ترکه لم یقنت قبله ولا بعده و
لفظ حمادلم یرقبل ذالك ولا بعد) لم یؤثرعنه صلی
الله تعالی علیه وسلم من قوله ان لا قنوت فی نازلة
بعدهذه بل مجرد العدم بعدها فیتجه الا جتهاد بان
یظن ان ذلك انما هو لعدم وقوع نازلة بعد ها
تستدعی القنوت فتکون شرعیة مستمرة وهو
محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته صلی
الله تعالیٰ علیه وسلم اوان یظن رفع الشرعیة نظر
الی سبب ترکه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهوا نه
لما نزل قوله تعالی لَیۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ ترك والله
سبحانه وتعالی اعلم اھ بزیادۃ "یعنی نازلہ کے وقت "قنوت"
باقی رکھنے کو اجتہادی قرار دیناواجب ہے کیونکہ یہ حدیث (یعنی
حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوطریقوں سے مروی ہے
حماد بن ابوسلیمان اورابوحمزہ قصاب سے انھوں نے ابراہیم

سے انھوں نے علقمہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت نہیں پڑھی سوائے ایک مہینے کے پھر اسے ترک فرمادی اس سے پہلے کبھی آپ نے قنوت نہیں پڑھی اور نہ اس کے بعد میں اور حماد کے الفاظ یہ ہیں کہ نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں) اور نہ ہی حضور ﷺ سے یہ قول منقول ہے کہ اس کے بعد سخت مصیبت میں بھی قنوت نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اس کے بعد عدم بھی منقول نہیں تو اس مسئلے میں اجتہاد کی ضرورت ہوئی بایں طور کہ غالب گمان ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی شدید مصیبت نازل نہیں ہوئی جو ''قنوت'' کا تقاضا کرتی لہٰذا ''قنوت'' دائماً جائز ہوگی اور یہی محل ہے اس ''قنوت'' کا جو حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے یا اس طور پر کہ غالب گمان ہے کہ جواز ''قنوت'' کا ختم ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترک کے باعث ہوا اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قول ''لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ'' نازل ہوا آپ نے اسے ترک فرمادیا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

روش علم تو یہ ہے مگر مصنف ''ضروری سوال'' کی سخت نافہمی کہ دو متنافی باتوں کو ایک کر دیا اور کچھ نہ سمجھا کہ خود اسی کا ایک کلام دوسرے کو رد کر دے گا۔

مسلک تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازلہ باقی ہے منسوخ نہیں اگرچہ نازلہ معنیٔ خاص فتنہ وفساد غلبۂ کفار کے لئے!

ایک جگہ لکھا:

''عند النازلہ بدعت نہیں مداومت بدعت اور دین میں نیا کام ہے''

پھر لکھا:

''دلیل او پر نسخ قنوت کے مداومت کے طور پر اور دلیل واسطے جواز قنوت کے عند النازلہ''

پھر لکھا:

''مداومت کے طور پر منسوخ اور عند النازلہ غیر منسوخ''

اور مزے سے وہی آیۂ کریمہ اور وہی حدیث بحوالۂ صحیحین ذکر کر کے کہہ دیا:

''اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسخ قنوت عموماً ثابت ہوا سوائے قنوت وتر کے''

ذی ہوش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں کس چیز پر قنوت مذکور تھی نازلہ پر اور نزول آیت کس قنوت کے بارے میں ہوا قنوت نازلہ میں اگر آیت وحدیث سے

اس کا نسخ ثابت مانتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی وہی تو صراحۃ ان سے منسوخ ہوئی یہ طرفہ تماشا ہے کہ وہی منسوخ وہی باقی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جہالت ۳: ۔ حدیث طارق اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارۂ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ:

''میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے''

اور ''ترمذی وابن ماجہ'' نے یوں کہ:

''ان کے صاحبزادے سعد ابو مالک نے ان سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ فجر میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا نئی نکالی ہوئی ہے''

ایک ہی حدیث ایک ہی مضمون ایک ہی صحابی ایک ہی مخرج اور مصنف ''ضروری سوال'' نے اسے بلفظ ''اول'' ذکر کر کے ''نسائی وابن ماجہ وترمذی'' سب کی طرف نسبت کیا اور لفظ ''دوم'' کو بے نسبت چھوڑ کر کہہ دیا:

''ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کا وارد ہے''

ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہاء درکنار اصطلاح محدثین پر بھی ٹھیک نہیں آسکتا یہ زید کی بے خبری وغفلت ہے۔

جہالت ۴:- قنوت مذکور ائمہ شافعیہ ائمہ مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حدیث مذکور سے بدعت بتا کر آگے حاشیہ جمایا:

"اور حکم بدعت کا یہ ہے کہ کل محدث بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار" یعنی ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہ ناری ہے۔

قطع نظر اس سے کہ جملہ اولیٰ حکم بدعت نہیں حکم بہ بدعت ہے، اجتہادیات ائمہ دین کو ایسے احکام کا مورد قرار دینا کیسی بے باکی وجرأت ہے، حاشا ائمہ کرام اہل سنت کا کوئی مسئلہ ضلالت وفی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق وہدایت وسبیل جنت ہے۔

جہالت ۵ تا ۸:- حدیث عاصم بن سلیمان ذکر کی:

"قلنا لانس بن مالك أن قوما يزعمون ان النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لم یزل یقنت فی الفجر فقال کذبوا انما قنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم شهرا واحدا یدعو علی احیاء من احیاء المشرکین"

اور اس کا ترجمہ کیا:

''ہم نے پوچھا انس بیٹے مالک سے یہ کہ مقرر ایک
قوم گمان کرتی ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ
قنوت پڑھتے تھے نماز فجر میں سو جواب دیا مالک نے
کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں سوائے اس
کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے مہینہ ایک سو بھی
بددعا کرنے کو اوپر قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے''

اوّلاً:۔ محاورہ عرب میں زعم بمعنی مطلق قول بھی شائع یہاں تک کہ صحیح حدیث میں '' زعم جبریل '' تک واقع۔

ثانیاً:۔ کلام نا محقق یا خلاف تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کی نزدیک ہوتا ہے جو اسے بلفظ ''زعم'' تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں کہ وہ زاعم خود بھی اسے مشکوک یا مظنون سمجھتا ہے زید نے زبردستی '' یزعمون '' کے معنی یہ بنالئے کہ جو قنوت فجر کی بقا کے قائل ہیں خود ہی اسے شک و گمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بنا پر ''کذبوا'' کا ترجمہ کیا کہ:

''وہ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں''

ثالثاً:۔ یہ نیو جما کر اب اس پر فائدہ جڑا:

'' اس حدیث سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ زمانہ
تابعین میں قنوت کا فقط گمان ہی گمان تھا یقینی امر

نہ تھا پس جتنی روایات ان روایات کے مخالف ہیں وہ
سب ظنیات ہونی چاہئے واللہ اعلم بالصواب"

افسوس کہ جو کہنا چاہا تھا وہ بھی کہ نہ جانا عقلمند سے پوچھا جائے کہ قائلان قنوت مالکیہ وشافعیہ نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فجر یقینی ہے یا مانعان قنوت حنفیہ وحنبلیہ کب کہہ سکتے ہیں کہ عدم قنوت قطعی ہے مسائل اجتہادیہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر یہ کون سا فائدہ آپ نے نکالا اور اس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہوا۔

رابعاً:- اس سب سے قطع نظر کیجیے تو "ان قوما یزعمون" لفظ قوم نکرہ حیز اثبات میں ہے جس کا مفاد صرف اس قدر ہوگا کہ کچھ لوگ بطور وہم بقائے قنوت مانتے ہیں اس سے کب لازم ہوا کہ زمانہ تابعین میں سب قائلان قنوت اسے اسی درجے میں جانتے۔

جہالت ۹:- حدیث ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

"نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه
وسلم عن القنوت فی الفجر نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا"

جس میں تین راوی ضعیف وشدید الضعف ہیں ذکر کر کے تضعیف رواۃ کا جواب دیا کہ:

"امام صاحب کی تحقیق کو وہ مانع نہیں دوم یہ کہ انس بن مالک

نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہوسکتا ہے کہ آپ
کو اس ”نہی“ کی ضرور خبر ہوگی اگر چہ بدعت اور
محدث کی جگہ لفظ ”نہی“ کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کیا“

قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے قائل حضرت طارق اشجعی ہیں نہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو پیدا کہنے سے اس گمان کی راہ کدھر سے ملی کہ ضرور انہیں اس ”نہی“ کی خبر ہوگی انہوں نے صراحۃً نو پیدا ہونے کی وجہ ارشاد فرمادی تھی کہ:

”میں نے سید عالم وخلفائے کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم و
سلم سب کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی“

اے فرزند وہ نئی نکلی ہے اس میں ”نہی“ پر اطلاع کی بو بھی نہیں نکلتی نہ کہ اس سے گمان ہو کہ ضرور نہیں معلوم ہوگی بلکہ انصافاً اس سے یہی متبادر کہ ”نہی“ یا تو واقع ہی نہ ہوئی یا ہوئی تو انہیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب دیتے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے منع فرما چکے ہیں“ جواب مسئلہ میں دلیل اقوی کا ترک کیوں کیا جاتا۔

جہالت ۱۰:- ایک حدیث کی سند ذکر کی:

”عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہما“

اور ترجمے میں بھی لکھا:

”اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے“

عالم صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ ''صحابیت'' درکنار مسعود سرے سے مسلمان ہی نہ ہوا جاہلیت میں مرا اسے رضی اللہ عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت اور دانستہ ہو تو سخت تر آفت!

جہالت ۱۱:- آگے لکھا:

''فتح القدیر میں تحت حدیث عبداللہ بن مسعود کے بیان کیا ہے چنانچہ لم یکن انس نفسه یقنت فی الصبح کما رواه الطبرانی و اذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن انس من روایة ابی جعفر اما علی الغلط او علی طول القیام فانه یقال علیه ایضًا فی الصحیح عنه علیه الصلوة والسلام افضل الصلوة طول القنوت ای القیام'' یعنی خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر میں ''قنوت'' نہیں پڑھتے تھے اسے طبرانی نے روایت کی اور جب نسخ ثابت ہوگیا تو وہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابو جعفر سے مروی ہے یا تو اس غلطی پر محمول کیا جائے گا یا طول قیام پر کیونکہ حدیث صحیح میں اس پر بھی ''قنوت'' کا اطلاق ہوتا ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز میں افضل ترین عمل

''طول قنوت''یعنی طول قیام ہے۔ (فاروقی)

قطع نظر اس سے کہ تحت حدیث فلاں یا زیر آیت ا چناں اہل علم کے محاورے میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ اس آیت و حدیث کی تفسیر و شرح یا اس کی بحث میں ایسا کہا یہاں مبحوث عنہ حدیث ابی جعفر رازی ہے اسی کی تحت اسی کی بحث میں حدیث ابن مسعود و حدیث طبرانی وغیرہما مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کی تحت ہیں عبارت فتح کا صاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے، یہ ہے کہ حدیث ابی جعفر میں جو دوام قنوت مذکور ہوا ممکن کہ وہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ ''قنوت'' اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے۔

دیکھو حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ ''بہتر نماز طول قنوت ہے''یعنی جس میں قیام دیر تک ہو!

مصنف ''ضروری سوال'' ایسی سلیس عبارت کے واضح معنی کو خاک نہ سمجھا لفظ ''ایضاً'' کو کہ صراحۃً ''یقال'' کی طرف ناظر تھا اس سے قطع کر کے مابعد سے ملایا اور ''ایضاً فی الصحیح'' کو سند جداگانہ ٹھہرایا ولہٰذا لفظ ''ایضاً'' پر نشان (-) کہ علامت فصل ہے لگایا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا:

''کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرر بولا گیا ہے اوپر طول
قیام کے اور بھی بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت
کا آیا ہے جو مروی ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے کہ افضل ترین نمازوں کی وہ نماز ہے جس میں قنوت یعنی قیام دراز ہو"

اس جہالت کی کچھ حد ہے؟ اور ذرا یہ حسن ادا بھی قابل لحاظ کہ:

"بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے"

گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کہیں لفظ قنوت آیا ہے یا نہیں۔

جہالت ۱۲:- اسی عبارت "فتح" کے آخر میں تھا:

"والاشكال نشأ من اشتراك لفظ القنوت بين ماذكرو بين الخضوع والسكوت والدعاء وغيرها"

یعنی یہاں لفظ "قنوت" کے طول قیام اور خضوع وسکوت اور دعاء وغیرہ کے درمیان معانی میں مشترک ہونے کی وجہ سے اشکال پیدا ہوا ہے۔ (فاروقی)

یہاں "ماذکر" سے مراد وہی طول قیام تھا اور اس کے معطوفات خضوع وسکوت ودعا وغیرہا یعنی قنوت کا لفظ جب کہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے حدیث ابی جعفر میں قائلان قنوت فجر کو اشتباہ پیش آیا اس سے دعا سمجھ لئے حالانکہ مراد طول قیام تھا کہ "ہمیشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طویل فرمایا" یہ ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کا ہر مبتدی بے تامل سمجھ لے۔

اب مصنف صاحب کا علم دیکھئے عبارت صرف "ماذکر" تک نقل کی اور ترجمہ فرمادیا:

''اور وہ جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک[1]
المعنی کے سبب اور وجہ سے درمیان اس چیز کے جو مذکور ہوئی
یعنی اپنے محل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدیر کی عبارت کا''

گویا آپ کے نزدیک ''بین'' صرف شیٔ واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی حاجت ہی نہیں ماذکر کے معنی یہ کہ اپنے محل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہوگیا۔

جہالت ۱۳۱:۔۔سوال قائم کیا جب نسخ قنوت ثابت ہوا تو عند النازلہ جواز کہاں رہا اور اس کے جواب میں لکھا:

''جواب بصورت اجمالیہ اجماعیہ یہ ہے فی فتح القدیر
وتر و نوافل کی بحث میں قولہ ان مشروعية القنوت
فی النازلة مستمرة لم ينسخ الخ تحقیق[2] کے
جائز ہونا قنوت کا بیچ وقت سختی کی؟ منسوخ نہیں''

''فتح القدیر'' سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا ''بکف چراغ دارد'' کا تماشا ہے ''فتح القدیر'' کی اسی عبارت میں صراحۃً فرمایا کہ نازلہ میں بقائے قنوت مجتہد فیہ ہے منسوخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے۔

---

[1] یہ ''مشترک المعنی'' بھی نئی گڑھت ہے علما لفظ کو مشترک کہا کرتے ہیں ان صاحب کے نزدیک اس کے معنی دو معنی یا شاید دو لفظوں میں مشترک ہوتے ہوں گے ۱۲ منہ

[2] کاف بیانیہ کو یونہی لکھا ہے اس نادانی کا کچھ ٹھکانا ہے ایسی غلطی کبھی نومشق اطفال سے بھی سرزد نہ ہوگی ۱۲ ابوالمسکین

وقد تقدم نصه فی بیان الجہالة الثانیة. اس کی دلیل جہالت نمبر ۲ر کے بیان میں گزر چکی ہے۔ (فاروقی)

اسی عبارت منقولہ زید کے بعد بلافصل فرمایا تھا:

"وبه قال جماعة من اهل الحديث" یعنی محدثین کی ایک جماعت نے یہی فرمایا ہے۔ (فاروقی)

کہاں ایک گروہ محدثین کا قول ہونا اور کہاں اجماع!

جہالت ۱۴:-

"جو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ دربارۂ اصلاح ذات البین کے تھی نہ بددعا"

بددعا نہیں مگر دعائے وصول مکروہ اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی مغلوبی مکروہ ہوتی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ مانگتی تھیں۔

مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہے:

"انه لما قنت فی الصبح انکر الناس علیه فقال استنصرنا علی عدونا" یعنی انھوں نے (حضرت علی نے) نماز صبح میں "قنوت" پڑھی تو لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا: ہم نے دشمن پر مدد مانگی ہے۔ (فاروقی)

محررِ مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''کتاب الآثار'' میں فرماتے ہیں :

"قال ابراھیم (ھو النخعی) وان اھل الکوفة انما اخذو القنوت عن علی قنت یدعو علی معویة حین حاربه واما اھل الشام فانما اخذوا القنوت عن معاویة قنت یدعو علی علی حین حاربه قال محمد و بقول ابراھیم ناخذ وھو قول ابی حنفیة" یعنی حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ: اہل کوفہ نے ''قنوت'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ کی ہے کیوں کہ انھوں نے اس وقت ''قنوت'' پڑھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی جنگ ہوئی اور اہل شام نے حضرت معاویہ سے ''قنوت'' اخذ کی کیوں کہ وہ بھی حضرت علی سے جنگ کے وقت ''قنوت'' پڑھتے تھے، حضرت امام محمد نے فرمایا کہ: حضرت ابراہیم کے قول پر ہمارا عمل ہے اور یہی قول حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔ (فاروقی)

جہالت ۱۵:- بعید نہیں کہ ان حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو کہ:

"اللّٰھم اصلح بیننا و بین قومنا فانھم اخواننا بغواعلینا"

یعنی اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان صلح

فرمادے کیوں کہ وہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے
ہمارے خلاف بغاوت کردی ہے۔ (فاروقی)

امیر المؤمنین کی طرف سے یہ قنوت محتمل کیا امیر معاویہ بھی معاذ اللہ امیر المؤمنین کو باغی سمجھتے تھے یہ نرا جاہلانہ افتراء ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا ہمسر سمجھتا ہوں:

"وانی لاعلم انه افضل منی واحق بالامر ولکن الستم تعلمون ان عثمن قتل ظلما وانا ابن عمه وولیه اطلب بدمه میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مجھ سے افضل اور احق بہ امامت ہیں مگر کیا تمہیں خبر نہیں امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً شہید ہوئے میں ان کا ولی اور ابن عم ہوں ان کا قصاص مانگتا ہوں رواہ یحییٰ بن سلیمن الجعفی استاذ الامام البخاری فی کتاب صفین بسند جید عن ابی مسلم الخولانی "یعنی اسے امام بخاری کے استاذ یحییٰ بن سلیمان الجعفی نے "کتاب صفین" میں سند جید کے ساتھ ابو مسلم خولانی سے روایت کیا ہے۔ (فاروقی)

جہالت ۱۶۱: -خود ہی سوال میں لکھا:

''جب قنوت عند النازلہ جائز ہوئی تو ہر مصیبت پر جائز ہونی چاہیے جس طرح قلت باراں یا کثرت باران وسیلاب زلزلہ آندھی امراض مختلفہ خاص کر وبا اور طاعون کہ وہ اشد النازلۃ ہے''

اور جواب دیا:

''ہمارا تمہارا قیاس بیکار ہے ان مصیبتوں کے لئے شارع علیہ السلام نے جدا جدا طریقہ بتادیا اور ان کا حکم بھی سنادیا چنانچہ کتب فقہ ان سے مملو ہیں الخ''

اسے قیاس بتانے کی جہالت اوپر مذکور ہو چکی مگر طاعون کو خود ''اشد النازلہ'' لکھنے نے رہا سہا اور بھی جہل کا پردہ کھول دیا جب ''قنوت نازلہ'' ثابت اور طاعون سب سے سخت تر نازلہ ہے تو اس کے لئے ''بدلالۃ النص'' ثابت اور ''دلالۃ النص'' سے اثبات کو قیاس بتانا سخت جہالت۔

اب مصنف ''ضروری سوال'' کی مثال اس ذی ہوش کی طرح ہے جس سے کہا جائے والدین کو مارنا حرام ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

''لَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ ماں باپ سے ہوں نہ کہہ''

جب ہوں کہنے سے ممانعت ہے تو مارنا اس سے سخت تر ہے بدرجۂ اولیٰ منع ہے! وہ کہے:

''ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے''

قرآن میں تو کہیں والدین کو مارنے کی ممانعت نہیں ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

جہالت ۱۷:- قطع نظر اس سے کہ قلت وکثرت باران وسیلاب وزلازل و ریاح وامراض مختلفہ سب کے لئے جدا جدا طریقہ شارع ﷺ نے کہاں بتایا اگر اس بیان پر مصنف سے مطالبہ کیا جائے تو خود ہی اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑے بالفرض جدا جدا طریقے ارشاد بھی ہوئے ہوں تو سب کے لئے ایک طریقہ عامہ ہونے کے کیا منافی ہے پھر اس مہمل بات سے سوا اپنے اظہار علم کے اور کیا حاصل ہوا۔

جہالت ۱۸:-

''اشباہ والنظائر'' والے صاحب نے فرمایا ہے کہ ۹۹۹ھ نوسو ننانوے میں مصر القاہرہ میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا تھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح کہیں نہیں۔ میں حکم کرنہیں سکتا چنانچہ قولہ سئلت عنہ فی

الطاعون سنة تسع و تسعين و تسع مائة

بالقاهرة فاجبت بانی لم اره صریحا"

صاحب "اشباہ" رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہشتم رجب ۹۷۰ھ نوسوستر کو ہوا، علامہ حموی "شرح اشباہ" فن ثانی "کتاب الوقف" میں نقل فرماتے ہیں:

"قد توفی المصنف رحمه الله لثمان مضين من رجب سنة سبعين و تسعمائة" یعنی مصنف رحمہ اللہ کا وصال آٹھ رجب ۹۷۰ھ کو ہوا۔ (فاروقی)

آپ ۹۹۹ھ کا واقعہ ان سے لکھوا رہے ہیں حقیقۃً "اشباہ" میں یہاں "سنة تسع و ستين و تسع مائة" ہے یعنی ۹۶۹ھ نوسوانہتر جسے آپ ۹۹۹ھ بنا رہے ہیں۔

جہالت ۱۹:-

اور پھر بیان کیا (یعنی صاحب اشباہ نے) کہ اگر کوئی قنوت پڑھنا چاہے تو اکیلا دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پڑھے چنانچہ یقنت للطاعون لانه اشد النوازل[1] بل ذکره[2] انه یصلی رکعتین فرادی و ینوی رکعتی[3]

---

[1] ضروری سوال میں یونہی لکھا اور اسی غلطی کی بنا پر طاعون کو خود بھی اشد النوازل کہا حالانکہ اشباہ میں من اشد النوازل ہے ۱۲/ [2] هکذا بخطه وصوابه بل بذکر ۱۲/ [3] هکذا بخطه و صوابه رکعتین ۱۲۔

لدفع الطاعون ترجمہ قنوت پڑھے واسطے دفع
طاعون کے کیونکہ مقرر وہ بڑی سخت ہے سختیوں سے
مگر جماعت سے نہ پڑھے بلکہ پڑھے دو دو رکعتیں
اکیلے اکیلے اور نیت کرے دو رکعت نفل کی واسطے دفع
طاعون کے پورا ہوا حاصل مطلب اشباہ والے کا"

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت اشباہ کی نہیں بلکہ صاحب اشباہ سے[1] ناقل کی ہے اور اس میں "بل ذکر" کی ضمیر خود صاحب "اشباہ" ہی کی طرف ہے جسے آپ نے "چنانچہ" کہہ کر عبارت اشباہ ہونے کا اشعار کیا اور "بل ذکر" کا مطلب کچھ نہ بنا لہذا اسے ترجمے سے خارج کر دیا۔

طرفہ سخت جہالت فاحشہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے مسئلے کو مسئلہ قنوت کا تتمہ بنا دیا کہ:

"قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت
کر کے پڑھے"

---

[1] ظاہر کہیں طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح دیکھنے کو مل گئی اس میں انہوں نے فرمایا تھا "فی الاشباہ یقنت للطاعون لانہ من اشد النوازل بل ذکر انہ یصلی لہ رکعتان فرادی وینوی رکعتا رفع الطاعون" یہ صاحب اپنی خوش فہمی سے سمجھے کہ یہ سب عبارتیں "فی الاشباہ" کی تحت میں داخل ہے ۱۲ منہ

اور اسی لئے ترجمے میں اپنی طرف سے ''مگر'' تراش لیا کہ ''مگر جماعت سے نہ پڑھے'' حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارت ''اشباہ'' خواہ عبارت مذکورہ ناقل عن الاشباہ دیکھ کر کسی طرح اس جہالت کا گمان بھی نہ کرے گا۔

''اشباہ'' میں تو قنوت طاعون ثابت فرما کر نماز طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور جداگانہ دلیلوں سے اس کا ثبوت دیا:

حیث قال صرح فی الغایة بانه اذا نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلاة الفجر فالقنوت عندنا فی النازلة ثابت ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل و فی السراج الوهاج قال الطحاوی لا یقنت فی الفجر عندنا من غیر بلیة فان وقعت بلیة فلا باس به کذا فی الملتقط انتهی فان قلت هل له صلاة قلت هي کالخسوف لما فی منیة المفتی فی الخسوف والظلمة فی النهار و اشتداد الریح و المطر و الثلج و الافزاع وعموم المرض یصلی و حدانا انتهی و لا شك ان الطاعون من قبیل عموم المرض فتسن له رکعتان فرادی مختصراً یعنی یوں فرمایا ''غایہ'' میں تصریح ہے کہ: جب مسلمانوں پر کوئی بڑی مصیبت نازل ہو تو امام نماز فجر میں ''قنوت'' پڑھے پس

''قنوت'' ہمارے یہاں ثابت شدہ امر ہے اور بے شک طاعون بڑی مصیبتوں میں سے ہے ''سراج الوھاج'' میں ہے کہ: طحاوی نے فرمایا کہ بغیر کسی مصیبت کے ہمارے یہاں فجر میں ''قنوت'' نہ پڑھی جائے اور اگر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ''ملتقط'' میں ہے انتہیٰ اگر آپ پوچھیں کہ اس کے لئے نماز ہے تو میں کہتا ہوں کہ طاعون کا معاملہ خسوف ہی کی طرح ہے ''منیۃ المفتی'' کے باب الخسوف میں ہے کہ: سخت تاریکی، شدید طوفان، شدید بارش، شدید گولہ باری، شدید خوف یا مرض عام لاحق ہو جائے تو تنہا نماز ادا کریں انتہیٰ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون ایسا مرض ہے کہ جو عام لوگوں کو لاحق ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے رفع کے لئے بھی دو رکعات تنہا ادا کرنا سنت ہوگا اھ مختصراً۔ (فاروقی)

اور ناقل نے بھی '' بل ذکر'' لکھ کر اسے جدا کر دیا تھا مگر جب آدمی کو سہل سہل عبارات کا ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہ ہو تو مجبور ہے۔

جہالت ۲۰:- اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحب اشباہ کا مطلب وہ ٹھہرایا کہ:

''طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں میں حکم نہیں کرسکتا''

اور عبارت یہ نقل کی کہ '' یقنت للطاعون'' جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ:

''قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے''

کیوں حضرت کیا یہ حکم نہ ہوا؟

واقعی جو بزرگوار اپنا لکھا آپ نہ سمجھ سکے پورا معذور ہے یہ سردست بیس جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں اولاً سے خامساً اور اس کے بعد تنبیہ میں اوّل سے چہارم تک جو سخت وجوہ قاہرہ سے ''ضروری سوال'' کی بطالتین جہالتیں ثابت کی گئیں انہیں شامل کیجئے تو یہاں تک ۲۹؍ جہالات شدیدہ بیان ہوئیں۔

اب تیسویں جہالت سب سے بڑھ کر ''سفاہت'' ملاحظہ ہو۔

''ضروری سوال'' کی ساری محنت و جانکاہی اپنے اس ادعائے باطل کے اثبات کو تھی کہ فتنہ وغلبۂ کفار کے سوا طاعون وغیرہ نوازل کی قنوت کذب، باطل و بہتان، بے ثبوت و گناہ و بدعت و ضلالت و فی النار ہے جو اسے ثابت مانے اس پر حکم تعجیل توبہ و استغفار ہے ''ساڑھے پانچ ورق'' کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کیے یہ سب کچھ لکھ لکھا کر اب چلتے وقت حاشیے پر ایک فائدہ کا نشان دیا:

''ف: زمانۂ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب''

اور متن میں لکھا:

"هذه الكيفية لصلوة الطاعون پہلے دل میں نیت کرکے زبان سے کہے: نويت ان اصلى لله تعالىٰ ركعتين صلوة النفل لدفع الطاعون متوجها الى جهة الكعبة الشريفة الله اكبر پھر دوسری رکعت کے آخر رکوع[1] میں جو قنوت ماثورہ[2] ہو پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار پڑھے یہ آیہ وافی ہدایہ جامع جمیع ادعیہ کی ہے اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب جانتا ہے"

چلئے وہ اگلا پچھلا لکھ لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ "ضروری سوال" کی تحریر کس غرض کے لئے تھی، کس بات کا دعویٰ، کاہے سے انکار تھا اپنے زعم میں کیا جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت و فی النار کی ترکیبیں بتانے لگے یارب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کہیے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا:

"بارادۂ دفع طاعون یا وبا کون سی قنوت ہے؟"

اور جواب دیا تھا "کہیں پتا نہیں" اب حکم ہوتا ہے کہ:

---

[1] یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں علماء مختلف ہیں کہ قبل رکوع ہے یا بعد آپ فرماتے ہیں خود رکوع میں پڑھے ۱۲ / [2] تحریر زید میں یونہی ہے جیسے کچہریوں میں پیچ کو پیچ مقبولہ لکھتے ہیں ۱۲ منہ۔

''قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو اوپر طاعون کے''

اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا۔

اغلاط تصحیف: - یعنی عبارت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ، یوں تو زیادت ونقص و تبدیل ہر قسم کی خطا اس ''ضروری سوال'' میں موجود! یہیں "قنا ربنا عذاب النار" کو آیت بتا دیا حالانکہ قرآن عظیم میں "قنا" کے بعد لفظ "ربنا" کہیں نہیں۔

"من اشد النوازل" سے "من" اڑا کر طاعون کو "اشد النازلة" کہا اور اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارا۔

عبارت ''اشباہ'' میں "سبعین" کو "تسعین" بنایا مگر زیادہ اظہار علم کی تصحیفیں یہ ہیں ''شیبان بن فروخ'' کو اصل عبارت سند اور ترجمہ دونوں میں ''شیبان بن فرخ[1]'' لکھا یہ نام صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی میں خدا جانے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں پڑھی ہوتیں تو ایسی غلطی شاید نہ ہوتی۔

''اللّٰهم اشدد وطأتک علی مضر'' دو جگہ آیا دونوں جگہ ''وطائک'' بہمزہ[2] بجائے ''تا'' بنایا اور قبیلہ ''قارہ'' کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف ''فارہ[3]'' بحرف فا بجائے قاف تحریر کیا اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجات مروی ہے:

---

[1] یعنی چوزہ ۱۲ منہ / [2] یعنی نشیب ۱۲ منہ / [3] یعنی چوہا ۱۲ منہ۔

"اللّٰھم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت ولا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ھادی لمن اضللت ولا مضل لمن ھدیت ولا مقرب لما باعدت ولا مباعد لما قربت" یعنی اے اللہ! جس چیز کو تو نے کشادہ فرمایا اسے کوئی سمیٹنے والا نہیں اور جسے تو نے بند فرما دیا اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور جسے تو نے ہدایت دی ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے تو نے گمراہ کیا اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے تو نے عطا کیا اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک نے لیا اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور جسے تو نے دور کر دیا اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جسے تو نے قریب فرمالیا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ (فاروقی)

آپ اسے لکھتے ہیں:

"اللھم یا قابض لما بسطت و یا باسط لما قبضت"

اہل علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی اتنا بھی نہ سمجھا کی یوں ہوتا تو:

" یا قابضاً لما بسطت و یا باسطا لما قبضت"

نصب کے ساتھ ہوتا نہ بالضم کہ بوجہ حصول معمول کلمۂ شبہ مضاف ہو کر مفرد نہ رہا اور نصب واجب ہوا" کقولک یا طالعا جبلا و یا خیرا من زید" اور یہ تو تم سے کیا کہا جائے کہ یہ حدیث جو آپ نے نقل کی جس میں یہ مناجات مذکور ہوئی علمائے ناقدین اسے سخت منکر بتاتے ہیں یہاں تک کہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

"اخاف ان لا یکون موضوعا میں ڈرتا ہوں کہیں موضوع نہ ہو"

خاتم الحفاظ امام جلیل سیوطی "جمع الجوامع" میں اسے نقل کر کے مقرر رکھتے ہیں۔

اغلاط ترجمہ:۔ گزری جہالتوں کے بیان میں متعدد جگہ واضح ہوا کہ زید کو سیدھی سادی عبارت عربی سمجھنے اور اس کا ٹھیک ترجمہ کر لینے کی استعداد نہیں اور میں ایسے ترجموں کا شاکی بھی نہیں کہ "ان یدعو لقوم او علی قوم" کے ترجمے میں لکھا:

"واسطے دعا کرنے کے کسی قوم کے لئے یا اوپر بد دعا کرنے کے کسی قوم پر"

یا "سندہ صحیح" کا ترجمہ "سند اس حدیث کی بہت صحیح ہے" یا "عن ابی مالک سعد بن طارق الاشجعی" کا ترجمہ "روایت کی مالک سعید بیٹے طارق اشجعی نے" لطیف خوش فہمیوں کے ترجمے وہ ہیں جن کا بیان ذکر جہالات ۵/و۶/و۸/و ۱۱/و۱۲/و۱۹/ میں گزرا علی الخصوص ثلثۂ اخیرہ اور اسی قبیل سے ہے حدیث:

"اللھم انج الولید بن الولید وسلمة بن ھشام
وعیاش بن ابی ربیعة والمستضعفین من
المؤمنین وغفار غفر اللّٰه لھا واسلم سالمھا اللّٰه"

کا ترجمہ:

"اے پروردگار خلاصی بخش ولید اور سلمہ اور عیاش کو
اور ناتواں مومنوں کو اور قبیلۂ غفار کو مغفرت کرے
اللہ ان کی اور قبیلۂ اسلم کو سلامت[1] رکھے اللہ ان کو
یعنی شر سے اعداء کے"

"غفار غفر اللّٰه لھا واسلم سالمھا اللّٰه" دو مستقل جملے جداگانہ خبریہ یا دعائیہ ہیں۔

اقول والاوّل عندی اولی لقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم اسلم سالمھا اللّٰه وغفار غفر اللّٰه لھا اما واللّٰه ما انا قلته ولکن

یعنی میں کہوں گا میرے نزدیک پہلا احتمال اولیٰ ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلم ہے اللہ تعالیٰ نے مصالحت فرمائی اور غفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت

---

[1] "سالمھا اللّٰه" کا ظاہر ترجمہ اللہ نے ان سے صلح کی علیه درج فی اشعة اللمعات وفی الصراح مسالمة مصالحة وفی القاموس سالما مصالحا وفی تاج العروس ومنه الحدیث اسلم سالمھا اللّٰه وھو من المسالمة وترک الحرب وفی مجمع البحار اسلم سالمھا اللّٰه ھو المسالمة وترک الحرب ۱۲ منه

الله قاله رواه مسلم عن ابی هريرة واحمد و الطبرانی فی الکبير و الحاکم عن سلمة بن الاکوع وابو بکر بن ابی شيبة عن خفاف بن ايماء الغفاری وابو يعلی الموصلی عن ابی برزة الاسلمی رضی الله تعالیٰ عنهم.	فرمائی، خبردار! خدا کی قسم میں نے یہ بات خودنہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمائی ہے، اسے امام مسلم نے ابوہریرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اورامام احمداور طبرانی نے ''کبیر'' میں اورامام حاکم نے سلمہ بن اکوع اورابوبکربن شیبہ نے خفاف ابن ایماء غفاری سے اورابویعلٰی موصلی نے ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔ (فاروقی)

مصنف ''ضروری سوال'' نے اپنی نادانی سے ''غفار واسلم'' کو ''ولید'' پر معطوف اور ''انج'' کے نیچے داخل سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید وسلمہ وعیاش و ضعفائے مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دست کفار میں گرفتار تھے ان سب کی نجات کے لئے دعافرمائی جاتی تھی حالانکہ یہ حدیث اس حدیث سے جدا ہے۔

''صحیح بخاری شریف'' صفة الصلاة میں بے ذکر ''غفار واسلم'' صرف حدیث اوّل روایت فرمائی اور استسقاء میں کہ اسے اس کے ساتھ روایت کیا صاف فصل بتادیا:

"حیث قال عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کان لمظلّ وقع رأسہ من الرکعۃ الأخرۃ یقول اللّٰہم انج عیاش بن ابیٰ ربیعۃ اللّٰہم انج سلمۃ بن ہشام اللّٰہم انج الولید بن الولید اللّٰہم انج المستضعفین من المؤمنین اللّٰہم اشدد وطأتک علی مضر اللّٰہم اجعلہا سنین کسنی یوسف وان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال غفار غفر اللّٰہ لہا و اسلم سالمہا اللّٰہ تعالیٰ" یعنی بایں طور فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ فرماتے "اے اللہ! نجات دے عیاش ابن ابو ربیعہ کو، اے اللہ! نجات دے سلمہ ابن ہشام کو، اے اللہ! نجات دے ولید ابن ولید کو، اے اللہ! نجات دے ضعیف مؤمنوں کو، اے اللہ! تو اپنی گرفت سخت فرما مضر پر، اے اللہ! ان پر قحط مسلط فرما جیسا قحط یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہوا تھا" اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غفار کی مغفرت فرمائی اور اسلم سے اللہ تعالیٰ نے صلح فرمائی۔ (فاروقی)

''فتح الباری وعمدۃ القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری'' میں ہے:

"قولہ وان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ حدیث اٰخر وھو عند البخاری بالاسناد المذکور فکانہ سمعہ ھکذا فاوردہ کما سمعہ زاد العینی وقد اخرجہ احمد کما اخرجہ البخاری" یعنی ان کا قول "ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم" الخ یہ دوسری حدیث ہے اور یہ امام بخاری کے یہاں مذکورہ سند کے ساتھ ہی مروی ہے گویا انھوں نے اسی طرح سن کر شامل کرلیا اور ''عینی'' نے یہ بات زیادہ کی کہ: اسے امام احمد نے بھی تخریج کی جس طرح امام بخاری نے تخریج کی ہے۔ (فاروقی)

ذی ہوش نے یہ بھی نہ دیکھا کہ روایت میں ''غفار'' مرفوع ہے نہ منصوب تو ''ولید'' پر عطف کیوں کر ممکن۔

اغلاط روایت:۔ ''ضروری سوال'' میں واقعۂ بیر معونہ بطور خود ذکر کیا جسے بے اصل اغلاط سے بھر دیا خلاصۂ عبارت یہ ہے:

''ایک عامر بیٹا مالک کا دو گھوڑے دو اونٹ پیمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا حضور نے فرمایا ہم کافر کا ہدیہ قبول نہیں کرتے وہ اسلام تو نہ لایا مگر انکار بھی نہ کیا اور بولا اے

حبیب خدا میرے پیچھے ایک قوم ہے آپ چند اصحاب ہمراہ دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستر یا چالیس جوان انصار[1] سے جو سب کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کر دیئے اور ایک راہبر بھی ہمراہ ہو لیا ان پر منذر کو سردار کیا اور بنام عامر بن طفیل ایک خط لکھوا کر حوالہ منذر کے کر دیا یہ صحابہ بیر معونہ کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط عامر بن طفیل کے پاس بھجوا دیا جب وہ خط عامر بیٹے طفیل نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پہنچانے والے کو قتل کر ڈالا پھر اپنے تمام حلیفوں اور قبیلوں کی کمک ان صحابہ کو قتل کر ڈالا اور منذر کو زندہ قید کر لیا"

قطع نظر اس سے کہ:

اولاً:- عامر بن مالک ابو براء نے "اے حبیب خدا" ہر گز نہ کہا کہ یہ خاص کلمۂ اسلامی تھا۔

---

[1] سب انصاری نہ تھے بعض مہاجر تھے "خمیس" میں ہے: کان اکثرھم من الانصار و اربعۃ من المہاجرین "مدارج" میں ہے اکثر ایشان از انصار بودند و بعضے از مہاجران، نیز "خمیس" میں ہے: لم یکن القراء المذکورون کلہم من الانصار بل کان بعضہم من المہاجرین مثل عامر بن فہیرۃ مولٰی ابی بکر الصدیق و نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی و غیرہما رضی اللہ تعالٰی عنہم ۱۲۔

ثانیاً:۔ ہمراہ ہولیا سے ظاہر یہ کہ بطور خود ساتھ ہولیا حالاں کہ حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہبری کے لئے ہمراہ فرمادیا تھا:

"فقد اخرج الطبرانی من طریق عبد اللہ بن لهیعة عن ابی الاسود عن عروة قال ثم بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم المنذر بن عمرو الساعدی وبعث معه المطلب السلمی لیدلهم علی الطریق الحدیث ذکره فی الاصابة فی ترجمة المطلب" یعنی طبرانی نے عبداللہ بن لہیعہ کے طریق سے تخریج کی انھوں نے ابوالاسود سے انھوں نے عروہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ: پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو ساعدی کو (رؤسائے نجد و بنی عامر کے پاس) بھیجا اور ان کے ساتھ مطلب سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا تا کہ وہ ان کی رہنمائی کریں الحدیث، اس حدیث کو "الاصابة فی تمیز الصحابة" میں مطلب کے عنوان کے تحت ذکر کیا۔ (فاروقی)

"یتدارسون القرآن باللیل ویصلون" یعنی وہ راتوں کو درس قرآن اور نمازوں مشغول رہتے تھے (فاروقی)

''عمدالقاری'' کتاب الجہاد باب العون بالمدد میں ہے:

"سموا به لکثرة قرائتهم" یعنی تلاوت قرآن کریم کی کثرت کے سبب انھیں ''قراء'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (فاروقی)

خامساً:- عامر بن طفیل کے خاص اپنے قبیلۂ بنی عامر نے ہرگز کمک نہ دی بلکہ صاف انکار کر دیا کہ تیرا چچا عامر بن مالک انہیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے۔

''مواہب لدنیہ'' میں ہے:

''استصرخ علیهم بنی عامر فلم یجیبوه وقالوا لن نخفر ابابراء وقد عقد لهم عقدا وجوارا" یعنی عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف قبیلۂ بنو عامر کو مدد کے لئے پکارا تو انھوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ہم ابو براء کے معاہدے کو ہرگز نہ توڑیں گے کہ اس نے مسلمانوں کو پناہ دینے کا عہد کر رکھا ہے۔ (فاروقی)

''سیرت ابن ہشام'' میں ہے:

ثالثاً:- فرمان اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ رؤسائے نجد و بنی عامر کے نام تھا۔

''خمیس''میں ہے:

''وکتب کتابا الی رؤساء نجد وبنی عامر''یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رؤسائے نجد و بنی عامر کے نام خط لکھا۔ (فاروقی)

''مدارج''میں ہے:

''مکتوبے بروسائے نجد و بنی عامر نوشت''یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خط رؤسائے بنی عامر کو تحریر فرمایا۔ (فاروقی)

رابعاً:- حافظ قرآن کے اگر یہ معنی کہ قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں ان صحابہ کی کیا خصوصیت انہیں قراء نام رکھنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی اور اگر یہ مراد کہ جس قدر قرآن مجید اس وقت تک اترا وہ سب ان سب کو یاد تھا تو اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ انہیں قراء کہنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں بکثرت مشغول رہتے۔

''صحیح بخاری''میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

کما رواہ الطبرانی عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ.	یعنی جیسا کہ طبرانی نے اس حدیث کو ثابت بنانی سے انھوں نے اسے، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا (فاروقی)

اور عدو اللہ عامر بن طفیل کفر پر مرا۔

کما فی صحیح البخاری عن اسحق بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ.	یعنی جیسا کہ بخاری میں یہ حدیث اسحاق ابن ابوطلحہ سے مروی ہے انھوں نے انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ (فاروقی)

"صحیح بخاری شریف" میں ہے:

"جعل یحدثھم فاومأوا الی رجل فاتاہ من خلفہ فطعنہ یعنی حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کافروں کو پیام اقدس پہونچاتے اور ان سے باتیں فرمارہے تھے کہ انہوں نے کسی کو اشارہ کیا اس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا"

امام حافظ الشان عسقلانی نے "فتح الباری" میں فرمایا:

"لم اعرف اسم الرجل الذی طعنہ مجھے اس نیزہ مارنے والے کا نام نہ معلوم ہوا"

"استصرخ علیهم بنی عامر فابوان یجیبوہ الی مادعا هم الیه وقال لن نخفر الیٰ اخرمامر" یعنی عامر بن طفیل نے مسلمانوں سے مقاتلہ کے لئے بنو عامر کو پکارا تو انھوں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا ہم تیرے چچا ابو براء کے معاہدے کو ہرگز نہ توڑیں گے۔ (فاروقی)

"خمیس" میں ہے:

"استصرخ عامر بن الطفیل بنی عامر علی المسلمین فامتنعو ا وقالو الا نخفر ذمة ابی براء عمك الخ" یعنی عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف قبیلہ بنو عامر کو قتال کے لئے پکارا تو انھوں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا ہم تیرے چچا ابو براء کے ذمہ کو ہرگز نہ توڑیں گے۔ (فاروقی)

"مدارج" میں ہے:

"تمامہ بنی عامر از جنگ مسلمانان ابا آوردند" یعنی تمام بنو عامر نے مسلمانوں سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ (فاروقی)

سادساً:- عامر بن طفیل کا حامل فرمان اقدس حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ ان کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کو اسلام لے آیا۔

''زرقانی شرح مواہب'' میں ہے:

"فی الطبرانی من طریق ثابت عن انس ان قاتل حرام بن ملحان اسلم وعامر بن الطفیل مات کافرا کما تقدم انتہی من الفتح" یعنی طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل اسلام لے آیا اور عامر بن طفیل کافر مرا جیسا کہ ''فتح'' سے گزرا۔ (فاروقی)

سابعاً:- ان سب سے قطع نظر کے بعد اس میں ایک غلطی یہ ہے کہ:

''جب وہ خط عامر نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا''

کتب سیر میں تصریح ہے کہ اس خبیث نے فرمان اقدس دیکھا تک نہیں ''سیرت ابن اسحاق وسیرت ابن ہشام ومواہب لدنیہ'' میں ہے:

''لما اتاہ لم ینظر فی کتابہ'' یعنی جب نبی اکرم ﷺ کا نامۂ مبارکہ عامر بن طفیل کو پہنچا تو اس نے اس پر نظر بھی نہیں ڈالی۔ (فاروقی)

''خمیس'' میں ہے:

''لم ینظر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' یعنی عامر بن طفیل نے رسول اللہ

ﷺ کے فرمان عالی شان کو دیکھا تک نہیں۔ (فاروقی)

''کامل''میں ہے:

''لما اتاه لم ینظر الی الکتاب'' یعنی جب عامر بن طفیل کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامۂ مقدسہ لایا گیا تو اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ (فاروقی)

ثامناً:- سخت غلطیٔ فاحش یہ ہے کہ منذر کو زندہ قید کر لیا حالانکہ منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین معرکہ میں شہید ہوئے ہیں۔

''معالم التنزیل''میں ہے:

''قتل المنذر بن عمرو واصحابه الا ثلثة نفر کانوا فی طلب ضالة لهم الخ'' یعنی منذر ابن عمرو اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے سوائے تین افراد کے جو کسی گم شدہ کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ (فاروقی)

''مدارج''میں ہے:

''تمامۂ اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو با او گفتند اگر خواہی ترا امان دہیم او امان ایشان را قبول نکرد و با ایشان را مقاتلہ کرد تا شہید شد'' یعنی تمام ساتھی شہید ہو گئے سوائے حضرت منذر ابن عمرو کے، بنو عامر نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو

امان دیدیں؟ آپ نے ان کی یہ پیش کش قبول نہ فرمائی اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (فاروقی)

''سیرتین ابنائے اسحاق وہشام'' میں ہے:

"لما راؤهم اخذوا سيوفهم ثم قاتلوهم حتى قتلوا من عند اخرهم يرحمهم الله الا كعب بن زيد اخا بنى دينار بن النجار فانهم تركوه وبه رمق فارتث من بين القتلى فعاش حتى قتل يوم الخندق شهيدا يرحمه الله" یعنی جب کفار نے مسلمانوں کو دیکھا تو اپنی تلواریں تان لیں پھر ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان سب کو شہید کر دیا اللہ ان پر رحمت فرمائے سوائے کعب ابن زید دینار ابن نجار کے بھائی کے کہ ان کو انھوں نے زخمی حالت میں چھوڑ دیا اور ان کی آخری سانسیں چل رہی تھی تو انھیں مقتولین میں سے اٹھایا گیا پھر وہ زندہ رہے یہاں تک کہ جنگ خندق میں شہید ہوئے، اللہ ان پر رحمت فرمائے۔ (فاروقی)

''مواہب'' میں ہے:

"قتلوا الیٰ اخرھم الا کعب بن زید الخ"یعنی انھوں نے سارے مسلمانوں کوشہید کردیا سوائے کعب ابن زید کے۔ (فاروقی)

"خمیس"میں ہے:

"قتلوا من عنداخرھم الا کعب بن زید الخ"یعنی کافروں نے سارے مسلمانوں کوشہید کردیا سوائے کعب ابن زید کے۔ (فاروقی)

خودحدیث میں ہے حضورسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی:

"ان اخوانکم لقوا المشرکین فاقتطعوھم فلم یبق منھم احد و انھم قالوا ربنا بلغ قومنا انا قد رضینا و رضی عنا ربنا فانا رسولھم الیکم قد رضوا اورضی عنھم رواہ الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

یعنی تمہارے بھائی کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوں گے،توان میں سے کوئی نہ بچااورانھوں نے کہا:اے ہمارے رب!ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادے کہ ہم اللہ سے راضی ہوئے اوراللہ ہم سے راضی ہوا،حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:میں ان کا پیغام تمہیں پہنچارہاہوں

کہ وہ اللہ سے اور اللہ ان سے راضی ہوا، اس حدیث کو حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فاروقی)

فریب دہی عوام:- جہالات واغلاط کثیرہ کے ساتھ فریب دہی عوام بھی ''ضروری سوال'' میں ضرور ہے۔

فریب ۱:- حدیث مذکور ابن حبان ذکر کی جو صراحۃً مطلق تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعاء فرمانی ہوتی، مصنف ''ضروری سوال'' نے اس کا ترجمہ لکھ کر معاً جوڑ لگا دیا:

''یعنی سوا اس کے پیمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے تھے''

جس سے عوام سمجھیں حدیث میں کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اسی کے لئے قنوت پڑھنے کا ثبوت ہے باقی بے ثبوت۔

اس مغالطے سے جو فائدہ اٹھانا چاہا اسے یہیں ظاہر بھی کر دیا کہ:

''اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نماز فجر میں نصرت چاہے طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں''

حالانکہ ہر ابجد خواں عربی بتا سکتا ہے کہ یہ محض دھوکہ دیا ہے حدیث میں اصلاً کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر نفی قنوت ہو۔

فریب ۲:- قنوت نازلہ خود بھی تو غیر منسوخ مانی ہے اگر چہ خاص ایک نازلے میں، اب جو اس پر سند پیش کرنی ہوئی تو علامہ طحطاوی وعلامہ شامی ومحقق سامی بحر طامی صاحب اشباہ نامی کا دامن پکڑا کہ:

"چنانچہ حاشیہ درمختار طحطاوی وشامی واشباہ والنظائر وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے"

حالاں کہ اوپر واضح ہو چکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نوازل بلکہ خاص طاعون ہی کے لئے قنوت ثابت کرتے ہیں جس کے سبب معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک کذب و بہتان میں پڑے ہیں، ان کے کلام پورے نقل نہ کرنا درکنار جو عبارت ان کے نام سے نقل کی اسی میں دو کاروائیاں کیں۔

ایک یہ کہ خود ان کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ ملا دیئے جو اپنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے۔

دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اس کلام سے ملادی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کر دیا جس سے ناواقف کو دھوکہ ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کرام کا ہے وہ نقل وترجمہ ملخصاً یہ ہے:

"وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وقد قنت ابو بکر الصدیق وعمر و علی و معٰویۃ

فالقنوت فی النازلة ثابت فافهم واغتنم قلت والمراد بالنازلة هناك هوالذی مذکور فی الاحادیث ولا یقاس علی غیرہ و اللّٰہ اعلم

ترجمہ: اور مقرر قنوت پڑھی ابوبکر الصدیق اور عمر فاروق اور علی اور حضرت معٰویہ نے پس قنوت بیچ واقع ہونے سختی اور فتنہ اور فساد اور غلبۂ کفار اشرار کے ثابت ہے سو سمجھ اور غنیمت جان اب کہتا ہوں میں کہ مراد نازلہ سے اس جگہ وہی نازلہ مراد ہے جو مذکور ہوا ہے حدیثوں میں اور نہیں قیاس کیا جائے گا اوپر غیر اس نازلہ کے اعنی ہر ایک نازلہ نہیں"[1]

ترجمۂ اصل میں فتنہ و فساد و غلبۂ کفار اشرار کے لفظ بڑھا دئے کہ نرے بے علم کہیں دیکھو جو بات مولوی صاحب نے کہی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل عبارت علماء میں نہ ان لفظوں کا اصلاً پتہ نہ اس غرض فاسد کے سوا ترجمے میں اس پیوند کا کوئی منشا پھر "قلت" سے آخر تک ایک عبارت عربی گڑھ کر عبارت سے ملا دی اور

---

[1] اس خوبی علم کو دیکھئے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ غیرہ اور نازلہ اس پر قیاس نہ کیا جائے گا اور کہا یہ کہ "لایقاس علی غیرہ نہ قیاس کیا جائے اوپر غیر اس نازلہ کے" ۱۲ منہ ۔

اس کا ترجمہ ترجمے سے کہ ناواقف کم علم جانیں یہ "قلت" انھیں علماء نے فرمایا ہے ورنہ یہ کہیں کا ادب نہیں کہ اردو رسالے میں جو بات اردو ہی زبان میں ظاہر کرنی ہوا سے پہلے عربی میں بولیں پھر اپنی عربی کی اردو کریں اور کلام علماء میں "قلت" ہزار جگہ ہوتا ہے تو صاف اسی طرف ذہن جائے گا کہ یہ کلام بھی انھیں کا ہے۔

فریب ۳:- اشباہ میں فرمایا تھا:

"فائدة فی الدعاء برفع الطاعون سئلت عنه فاجبت بانی لم اره صریحاً **یعنی فائدہ طاعون دور ہونے کی دعاء میں مجھ سے اس کا سوال ہوا تھا میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح میں نے نہ دیکھی**"

پھر "غایہ وشمنی وفتح القدیر" کی وہ عبارتیں نقل فرمائیں کہ "نازلہ کے لئے قنوت پڑھے" پھر فرمایا:

"فالقنوت عندنا فی النازلة ثابت ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل **یعنی ان عبارات سے واضح کہ ہمارے نزدیک بلا میں قنوت ثابت ہے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے**"

پھر اس دعوے کے ثبوت کو کہ نازلہ ہر سختی وشدت کو عام ہے "مصباح وقاموس و

صحاح" کی عبارات مذکورہ سابق نقل فرمائیں پھر عبارت "سراج وہاج وملتقط" وکلام امام طحاوی سے ثبوت مؤکد قائم فرمایا کہ جو کوئی بلا ہو اس کے لئے قنوت پڑھنے میں حرج نہیں کسی عاقل غیر مجنون کے نزدیک اس کلام کے معنی سوا اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے جانے کو فرما رہے ہیں۔

لاجرم علامہ سید شریف طحطاوی نے "حاشیہ مراقی الفلاح" میں فرمایا:

"فی الاشباہ یقنت للطاعون لانہ من اشدا لنوازل" یعنی اشباہ میں ہے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھے اس لئے کہ وہ سخت تر بلاؤں میں سے ہے"

اب مصنف "ضروری سوال" کی سنئے:

"اشباہ والنظائر والے صاحب نے فرمایا ہے لوگوں نے مجھ سے پوچھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو میں نے جواب دیا کہ صریح مسئلہ اس کا کہیں نہیں دیکھا میں حکم کر نہیں سکتا"

اوّل تو سوال خاص قنوت طاعون سے ہونا بنایا کہ جو جواب گڑھا جائے گا وہ بالتخصیص صراحۃً اسی پر وارد ہو پھر جواب میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھا دئے کہ "میں حکم کر نہیں سکتا" حالانکہ عبارت اشباہ میں اس کا وجود مفقود بلکہ بالتصریح اس میں قنوت کا

حکم دینا موجود اسے کس درجے کی تحریف و بددیانتی و مغالطہ و فریب دہی کہا چاہیئے
والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

مخالفت توبہ نامہ:- خود اس ''ضروری سوال'' سے بھی پیدا!

اوّلاً:- اس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ:

''اس میں سادات کرام وعلمائے عظام کی شان و عظمت کے خلاف الفاظ رکیکہ برتے گئے ہیں واقعی یہ کمال درجے کی بے ادبی میرے طرفداروں سے تو گویا مجھی سے ہوئی میں للہ ان کل حضرات بابرکات سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات وعلمائے اہل سورت خواہ اہل بمبئی خواہ آفاقی''

وہاں تو آج کل کے علماء کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ رکیکہ لکھے اس سے معافی چاہی اور ''ضروری سوال' میں خود آپ اکابر سابقین علمائے عظام وفقہائے کرام وسادات فخام مثل امام نووی وامام ابن حجر وامام طیبی وعلامہ ابن ملک ومحقق زین العابدین بن نجیم ومولانا علی قاری مکی وسید علامہ طحطاوی وسید علامہ شامی وامثالھم کو معاذ اللہ کذب وبہتان کی طرف نسبت فرمارہے ہیں شاید یہ الفاظ رکیکہ نہ ہوں گے۔

ثانیاً:- اس میں لکھا تھا:

''واللہ باللہ میں مذاہب اربعہ حقہ کو سچے دل سے حق جانتا ہوں''

یہاں صراحۃ قنوت فجر کو کہ مذہب امام مالک و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے بدعت وضلالت وفی النار بتایا، ادھر قنوت وطاعون وبا کو کذب و بہتان ٹھہرایا۔

شراح حنفیہ سے قطع نظر بھی کیجئے تو ائمہ شافعیہ کے یہاں اس کی صریح تصریحیں موجود اور امام ابن حجر مکی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان مذہب میں اسے ذکر فرمایا۔

ثالثاً:-اس میں لکھا تھا:

''جمہور علماء کا اتباع اختیار کیا اولیائے کرام کی نذر ونیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کرام نے تصفیہ کر دیا ہے اور مستحسن رکھا ہے تو ہم انھیں کی پیروی کریں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پرانے خیالات سے باز آ کر اولیاء کی نذر ونیاز عرفی جو فی زمانا خاص وعوام میں مروج ہے اس کو مستحسن جانتا ہوں سوا اس کے میری تصانیف میں جو بات خلاف اقوال جمہور علماء ہو اس کو واپس لیتا ہوں اور عہد کرتا

ہوں کہ آئندہ علمائے کرام کے مخالف کوئی مسئلہ
نہیں لکھوں گا''

اور یہاں نہ ظاہر ارشاد جمیع متون پر اقتصار لیا نہ طریقۂ مصرحۂ جمہور شارحین اختیار کیا سب کے مخالف مسئلہ لکھ دیا یہ ''ضروری سوال'' کی مخالفتیں تھیں۔

رابعاً:- شرائط بحث میں تو صراحۃً اس توبہ کو توڑ دیا، نذر و نیاز عرفی اولیائے کرام قدست اسرارہم جو فی زماننا مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانۂ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہیں ہوئی نہ اس کا کوئی تصفیہ اس وقت کے فقہائے کرام نے کیا تو لاجرم توبہ نامے میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور ان کی مخالفت کا عہد کیا تھا اب شرائط بحث میں قرون ثلثہ کے سوا متاخرین متقدمین سب کو بالائے طاق رکھ کر صاف لکھ دیا کہ:

''سند دین میں اصول و فروع مسائل میں زمانۂ
خیر القرون کی ہونی چاہیئے یعنی صحابہ و تابعین و تبع
تابعین اور اس پر عمل بھی جاری ہوا ہو''

بوئے وہابیت پیدا ہونے کو اولاً و ثانیاً ''ضروری سوال'' ہی کی وہ تقریریں کہ یہ ارشاد فقہاء کذب و بہتان ہے اور وہ مذہب ائمہ بدعت و ضلالت و فی النار ہی کافی تھیں۔

ثالثاً: مگر شرائط بحث میں تو صاف صاف وہی معمولی تقریر وہابیہ کہ قرون ثلٰثہ کی سند معتبر ہے باقی سب باطل صراحۃً لکھ دی اور اس کے ساتھ اور تنگی بڑھا دی کہ صحابہ وتابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اس پر عمل نہ جاری ہوا ہو یہ باتیں ضرور وہابیت کی ہیں۔

رابعاً: اور شرط لگائی کہ:

"کوئی مسئلہ کسی کتاب میں بے سند لکھا ہو وہ بغیر اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا"

ہر شخص جانتا ہے کہ کتب فقہیہ متون وشروح وفتاویٰ کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو اس شرط میں صاف بتا دیا کہ کتب فقہ مہمل ونا قابل عمل ہیں ان کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے گا یہ اول نمبر کی وہابیت غیر مقلدی ہے۔

ان وجوہ سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ زید اپنی قدیم وہابیت پر باقی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بالجملہ

ان تمام بیانات جلیلہ سے واضح ہوا کہ "ضروری سوال" کی تحریر ہمارے علمائے کرام کے خلاف ہے وہ سراسر غلطیوں سے بھری ہے جو اسے صحیح ودرست بتائے سخت جاہل ونافہم ہے "ضروری سوال" کا مصنف علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا وہ نہ عبارت سمجھ

سکتا ہے نہ ترجمے کی لیاقت رکھتا ہے پھر مطلب سمجھنا تو بڑا درجہ ہے وہ خود اپنا لکھا نہیں سمجھتا نہ نافع ومضر میں تمیز کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلمات علماء کو بدلنا گھٹانا بڑھانا مغالطہ عوام کو کچھ کا کچھ مطلب بنانا علاوہ ہے ایسا بے علم و کج فہم ہرگز فتویٰ دینے کی قابلیت نہیں رکھتا نہ اس کے فتوے پر اعتماد ہو سکتا ہے۔

''صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتو بغير علم فضلوا و اضلوا لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بنائیں گے"

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کرے گا گمراہ ہو جائے گا نیز اس کے اقوال و کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان میں گستاخ ہے ارشاداتِ علماء کو کذب و بہتان بتاتا اور مذہب ائمہ اہل حق کو ضلالت و فی النار بتاتا اور تمام کتب فقہ کو مہمل و بے کار ٹھہراتا ہے اس نے اپنی توبہ توڑی اور قدیمی وہابیت اب تک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اس کی صحبت سے احتراز چاہیے کہ بحکم حدیث صحیح گمراہی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔

ایسی حالت میں جواس کی اعانت کرے گمراہی کی بنیاد قائم کرتا ہے ہاں اگر وہ پھراز سر نوان تمام حرکات سے تائب ہواور ایک زمانہ ممتد گزرے جس میں اس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبۂ دوم کا برخلاف توبۂ اول سچا ہونا ظاہر ہوتو اس وقت اس سے تعرض نہ کیا جائے مگر اس کے فتوے پر اعتماد پھر بھی نہیں ہوسکتا کہ اس قدر سے اس کا جہل زائل ہوکر عالم نہ ہوجائے گا۔

لاکھوں عوام سنی المذہب بحمد اللہ تعالیٰ ایسے ہیں جس سے تمام عمر میں کبھی کوئی بات بد مذہبی یا گستاخی شان ائمہ وفقہاء وکتب فقہیہ کی صادر ہی نہ ہوئی مگر جب کہ وہ بے علم ہیں مفتی نہیں بن سکتے۔

اللہ عزوجل خذلان سے بچائے اور بطفیل خاکپائے بندگان بارگاہ بیکس پناہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توفیق علم وعمل عطا فرمائے آمین آمین آمین!

والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم احکم۔

کتبہ
محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمد ن النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تصدیق: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی

فی الواقع یہ تفصیل کہ قنوت نازلہ جائز ہے مگر اس کا جواز صرف ایک نازلہ سے خاص باقی سب میں ناجائز ہمارے ائمۂ کرام کا مذہب نہیں، مصنف ''ضروری سوال'' کی تحریروں سے اس کی جہالت و بطالت صاف ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی بننا حلال نہیں نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز مجیب سلمہ القریب المجیب نے جو امور بالجملہ میں لکھے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں مسلمانوں کو ان کی پابندی چاہیے کہ باذنہ تعالیٰ مضرت دینی سے محفوظ رہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

تصدیق: حضرت علامہ محمد وصی احمد قادری محدث سورتی

الحمد للہ و الصلاۃ و السلام علی حبیب الالہ میں نے ''ضروری سوال'' کو حرفاً حرفاً دیکھا اس کو فاحش غلطیوں سے بھرا ہوا اور اس کے لکھنے والے کو علم سے بے بہرہ اور غایت گستاخ اور جہالت سے مالا مال پایا ایسے مغوی غبی وہابی خفی کے فتوے پر عمل کرنا ناجائز، اور اس کا حکم احکام شرعیہ میں غیر نافذ، اس کی تحریروں پر اہل سنت و الجماعت کو اعتماد کرنا ناروا، خصوصاً ''ضروری سوال'' جیسی اس کی پوچ تحریر کو درست سمجھنا اور اس کے مطابق کاربند ہونا تو نہایت ہی نادرست اور برا ہے ایسے شخص کو جگہ دینا

اپنے پاس رکھنا حرام اور اس کی مدد اور اس کی تائید اور اعانت کرنا اور اس کے اقوال بدعت وضلالت مآل کو رواج دینا موجب ناخوشی حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام اور پوری مخالفت صحابۂ کرام وعلمائے فخام کی ہے۔

الغرض علامہ مجیب دام ظلہ نے جو تفصیل جواب میں افادہ فرمایا وہ اس میں مصیب ہیں اور امور جو کہ انھوں نے بالجملہ کے ذیل میں ثبت فرمائے ہیں وہ سب قرین صواب اور واجب العمل ہیں:

واللّٰہ الھادی العزیز	یعنی اللہ ہادی عزیز علیم وہ جسے
العلیم یھدی من یشاء	چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے صراط
الی صراط مستقیم و	مستقیم کی اور اللہ درود بھیجے ان
صلی اللّٰہ تعالیٰ علی من	پر جن کو شرافت وبلندی سے
وصفہ الشریف ونعتہ	متصف کیا، وہی اوّل اور وہی
المنیف ھو الاول والآخر	آخر ہے اور وہی ظاہر وہی باطن
والظاھر و الباطن وھو	ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا
بکل شئی علیم فقط.	ہے۔ (فاروقی)

حررہ العبد المسکین المتشبث بذیل سید المرسلین

وصی احمد الحنیفی الحنفی السنی حماہ اللّٰہ تعالیٰ

عن شر کل غبی وغوی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد سلامۃ اللہ صاحب

اقول وباللہ سبحانہ احول وبحولہ وقوتہ اصول جو شخص ذکی مصنف بنظر انصاف اصل معانی تحریر جواب فاضل محقق مولوی حامد رضا خان صاحب کو ملاحظہ کرے گا میری طرح اس کے منہ سے بے ساختہ یہی جملۂ جمیلہ نکلے گا کہ:

"نعم الجواب وحبذ التحقیق" یعنی کیا ہی اچھا جواب ہے اور کیا ہی عمدہ تحقیق ہے۔ (فاروقی)

اور جو ادنیٰ فہم والا بھی رسالہ موسومہ "ضروری سوال" کو دیکھے گا بے تامل وبے تحاشا اس مصرع کا مضمون اس کے ذہن میں مخطور ہوگا کہ: ؎

صغری خندد وکبری فروگرید بہ برہانش

اس واسطے کہ اول سے آخر تک ہر دعویٰ بے ضبط، ہر دلیل بے ربط، مطلب خبط مقصود حبط، اگر کوئی منصف مصنِّف ومصنَّف دونوں کی شان میں یہ داد دے خود غلط، املا غلط، انشاء غلط، تو صحیح اور بجا ہے اور مطابق مثل مشہور کے:

ہر جیسے کو تیسا جیسی روح ویسا فرشتہ

ہر چند کہ مجھ کو فرصت تفصیلاً دیکھنے کی ہاتھ نہ آئی مگر نظر اجمالی میں جس قدر خدشات ظاہر ہوئے اگر میں ان کو قلم بند کرنا چاہوں تو ان کے لئے بھی دفاتر درکار ہیں حق تعالیٰ فاضل جلیل وعالم بے عدیل فخر بیت الاماثل مجیب مصیب کو اس جواب باصواب کا اجر عظیم عطا فرمائے کہ نصرت اہل سنت کی اس مسئلے میں پوری فرمائی ورنہ

''ضروری سوال'' کے مغالطوں سے بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا، خصوصاً عوام کو جو نظر علمی سے عاری ہیں وہ بے شبہ اس سے گمراہی میں پڑتے اور بعضے مخالف کج فہم اس کو اپنی سند مستند جان کر اس پر اڑتے۔

فاضل مجیب نے دھجیاں اڑا کر مخالفین کے پرکاٹ دیئے میں اپنی نظر سرسری کے خدشوں میں سے ایک دو بطور مشتے نمونہ پیش کر کے اس تصور کی تصدیق چاہتا ہوں مصنف ''ضروری سوال'' اپنی جان کو آخر رسالہ میں حنفی نقشبندی لکھتا ہے اور مدعی ہے اس امر کا کہ یہ رسالہ موافق اصول مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہے اور اس مضمون کے اظہار کے واسطے عربی عبارت میں قابلیت جھاڑی ہے:

"علی اصول مذهب امامنا الاعظم ابوحنيفة رضی اللّٰه عنه"

یعنی یہ رسالہ اصول مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے موافق ہے۔ (فاروقی)

حالانکہ رسالۂ مذبور اوّل سے آخر تک سراسر مخالف ہے اصول حنفیہ کے اس واسطے کہ اصول حنفیہ سے ہے۔

''رسم المفتی'' میں ہے:

"الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع ولا يجوز العمل عندنا بالمرجوح حتی

لنفسہ" یعنی قول مرجوح پر حکم اور فتویٰ دینا جہالت اور اجماع
کو توڑنا ہے اور ہمارے یہاں قول مرجوح پر عمل جائز نہیں حتی
کہ اپنے نفس کے لئے بھی نہیں۔ (فاروقی)

اور مصنف رسالہ نے قول استمرار شریعت قنوت فی النوازل علی الاطلاق کو جو مذہب
جمہور اور راجح تھا چھوڑ کر اس کے خلاف کو جو مرجوح تھا اختیار کیا اور اس کا فتویٰ دیا۔

''شرح منیہ'' وغیرہا میں مصرح موجود ہے:

"فیکون شرعیته ای شرعیة القنوت فی النوازل
مستمرة و هو محل قنوت من قنت من الصحابة بعد
وفاته علیه الصلاة والسلام وهو مذهبنا وعلیه
الجمهور" یعنی مشروعیت قنوت نوازل میں جاری ہے اور محل
قنوت وہ ہے جسے پڑھی صحابۂ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے وصال مبارک کے بعد اور یہی ہمارا مذہب ہے
اور اسی پر جمہور کا عمل ہے۔ (فاروقی)

اور ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں ہے:

"اطبق علماؤنا علی جواز القنوت عند النازلة" یعنی
ہمارے علماء قنوت عند النازلہ کے جواز پر متفق ہیں۔ (فاروقی)

اس سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

اوّل:- عدم لیاقت افتاء مصنف رسالہ کی کہ اس کو رسم المفتی تک کی خبر نہیں۔

دوسری:- مصنف رسالہ کو جب لیاقت سمجھنے جواز اور عدم جواز کی نہ ہوئی تو ایسے شخص کو فتویٰ دینا کیوں کر جائز ہوگا؟

تیسری:- ایسے شخص عدیم اللیاقت کے فتوے پر جو عمل کرے گا وہ عمل اس کا مردود ہوگا۔

چوتھی:- اصول حنفیۂ مذکورہ کی شہادت سے ثابت ہوا کہ مصنف رسالہ اور اس کے متبعین مسئلہ متنازع فیہا میں جاہل و نادان اور خارق اجماع یعنی مخالفت کرنے والے اجماع کے ہیں۔

پانچویں:- اس اصل سے مبرہن ہوا کہ ایسے شخص بلکہ اس کے متبعین کو بھی جاہل کہنا درست اور اس کی باتوں غلط وبیہودہ کو جہالت کے ساتھ تعبیر کرنا جائز ہے۔

چھٹی:- اس سے مدلل ہوا کہ مصنف رسالہ کو فقہ میں اتنی مہارت اور نظر نہیں ہے کہ منیہ اور شرح منیہ کے مسائل واقوال پر احاطہ ہو اور جس کو فقہ میں اس قدر بھی پونجی نہ ہو اس کا مسئلہ فقہیہ میں بحث کرنا فی المثل سونٹھ کی گرہ کی پنساری کا مصداق ہے۔

ساتویں:- یہ دعوے کہ رسالہ مذکور موافق اصول حنفیہ کے ہے اس کے کذب صادق کا مصدق ہے۔

آٹھویں:- مصنف رسالہ اور اس کے سب متبعین جو اس مسئلے میں اس کے لکھنے کے موافق عمل کرتے والے ہیں یا مثل اس تحریر کے جو اور کوئی اس کی تحریر اسی قسم کی ہو اس پر چلنے والے سب گنہگار ہیں اس واسطے کہ جب اس کا قول اور اس کی تحقیق مخالف اجماع ہوئی اور مخالفت اجماع کی معصیت ہے اس واسطے کہ موافقت اجماع اور اطاعت اجماع واجب ہے تو مصنف اور سارے تابعدار اس کے تارک واجب ٹھہرے اور تارک واجب قطعاً گنہگار ہے۔

نویں:- جب مصنف رسالہ اور اس کے متبعین کا قول وعمل معصیت ٹھہرا اور مصنف مع اپنے چیلوں کے اس معصیت کا مرتکب ہوا تو دو حال سے خالی نہیں اس معصیت کو بعد مطلع ہونے کے خواہ میری تحریر سے ہو یا کسی اور کی تحریر یا تقریر سے معصیت جانیں گے یا نہیں؟ اگر معصیت جان کر اس پر مصر ہیں تو ادنیٰ اس معصیت کا صغیرہ ہے تنزلاً، اور اصرار سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے تو اس تقدیر پر سب کے سب مرتکب کبیرہ ہوئے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر اس طور سے کہیں بلا تنزل کہ اس میں ترک واجب ہے اور ترک واجب حرام ہے تو حرام کو حلال جاننے والے کا حال مسلمانوں کو معلوم ہے اور اگر معصیت نہ جانا اور اس کو طاعت قرار دیا تو اس کے طاعت ہونے پر دلیل شرعی کے ذمہ دار ہیں:

ولم یجدوا الن یجدوا ابداالدھر — یعنی نہیں پائیں گے اور ہرگز کبھی نہیں پائیں گے۔ (فاروقی)

بہر حال یا تو حنفیت سے استعفیٰ دینا پڑے گا یا فسق وغیرہ لزومی کا الزام لینا پڑے گا۔

دسویں:۔ مصنف رسالہ عند التحقیق نہ مذہب حنفی کے موافق رہا نہ مذہب اہل حدیث کے اس واسطے کہ نسخ اور تخصیص کا قول مخترع اس کا صریح مخالف ہے دونوں کے مذہب حنفی کی مخالفت واضح ہو چکی مذہب اہل حدیث کی مخالفت سنئے!

"بحر الرائق" میں ہے:

"قال جمهور اهل الحديث القنوت عند النوازل مشروع في الصلوات كلها انتهى" یعنی جمہور محدثین نے کہا کہ قنوت عند النوازل تمام نمازوں میں مشروع ہے۔ (فاروقی)

گیارہویں:۔ اس مسئلے میں جس طرح مسلک مصنف رسالہ نہ موافق مذہب حنفی کے ہے نہ مطابق مذہب ارباب حدیث اسی طرح مخالف ہے اقوال وافعال جمہور صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین کے اس تقدیر پر یہ شخص مع تبعین جس طرح تارک ہوا اجماع کا تارک ہوا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا:

"عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ" یعنی تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی پیروی واجب ہے اس پر سختی کے ساتھ قائم رہو۔ (فاروقی)

دومخالفتوں کا حال معلوم ہو چکا، مخالفت صحابہ کی سند لو۔

''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاؤہ اذا نابھم امر دعو اللمسلمین وعلی الکافرین بعد الرکوع او قبلہ و لم یترکوہ" یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کے خلفاء جب ان پر کوئی سختی آتی تو مسلمانوں کے لئے دعاء خیر اور کافروں پر دعائے ہلاکت فرماتے رکوع کے بعد یا اس سے پہلے اور اسے نہیں ترک فرمایا۔ (فاروقی)

بارہویں:- جب مصنف رسالہ مع اپنے اتباع کے مخالف ہوا مذہب حنفی اور مذاہب اہلحدیث اور مذہب صحابہ کا تو مخالف ہوا سواد اعظم کا اور اتباع سواد اعظم واجب تھا، موافق فرمان واجب الاذعان رسول انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے:

"اتبعوا السواد الاعظم" یعنی سواد اعظم کی اتباع کرو۔ (فاروقی)

پس تارک واجب ہوا اور تارک واجب حال معلوم ہو چکا۔

تیرھویں:- جب مصنف اور اتباع اس کے مخالف ہوئے اہل حدیث اور صحابہ کے بلکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تارک سنت ہوئے اور تارک سنت خصوصاً جو ناپسند رکھ کر ترک کرے سنت کو وہ ملعون ہے لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"ستة لعنهم الله ولعنتهم الزائد فی کتاب اللّٰہ الی

قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والتارك لسنتی" یعنی حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: چھ لوگوں پر اللہ

لعنت فرماتا ہے ان میں سے ایک وہ جو کتاب اللہ پر زیادتی

کرے اور ایک وہ جس نے میری سنت چھوڑ دی (فاروقی)

چودھویں:- جب بوجہ مخالفت محققین احناف اور مخالفت محدثین اور مخالفت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مصنف رسالہ اور اس کے تابعدار تارک اتباع سواد اعظم ہوئے تو مستحق ہوئے اس وعید شدید کے:

"فانہ من شذشذ فی النار" یعنی جو سواد اعظم سے الگ

ہوا وہ جہنمی ہوا۔ (فاروقی)

اس واسطے کہ یہ جملہ حدیث اتبعوا کا تتمہ ہے۔

پندرہویں:- جب مصنف نہ حنفی ٹھہرا نہ محدثین میں سے اور اپنے منہ سے میاں مٹھو یعنی دعویٰ حنفیت سے معلوم ہوا کہ شافعی مالکی حنبلی بھی نہیں تو اس وقت میں لا مذہب ہونا اس کا قطعاً مبرہن ہو گیا اور جب مصنف کا لا مذہب ہونا ثابت ہو گیا تو اس کے تابعداروں کا لا مذہب ہونا علی ہذا القیاس مدلل اور واضح ہو گیا۔

سولھویں:- اپنے محل میں یہ بات ثابت اور محقق ہے کہ موافق "اتبعوا السواد الاعظم" کے مومنین کا رستہ وہی ہے جو جمہور اور عامۂ مومنین کا رستہ ہے

اور جو مخالف ہوا اس رستے کے جو رستہ ہے جمہور اور عامۂ مومنین کا وہ مستحق دوزخ ہے موافق فرمان حق تعالیٰ کے:

"وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَسَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا" یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان)

اور جب مصنف رسالہ "ضروری سوال" مع اتباع اپنے تارک ہوا مذہب جمہور کا تو متبع ہوا غیر سبیل المؤمنین کا اور جو متبع ہو غیر سبیل المومنین کا وہ لائق دخول جہنم ہے پس مصنف اور متبعین سب مستحق ہوئے اس عتاب اور عذاب الٰہی کے نعوذ باللہ منھا۔

سترہویں:- جب مصنف اور اس کے تابعدار بوجہ مخالفت مذاہب مجتہدین اور مذاہب محدثین اور صحابۂ کرام اور احادیث رسول اللہ اور آیت کتاب اللہ مستحق ٹھہرے عذاب اخروی کے تو ایسے گمراہوں کا اتباع کس طرح جائز ہوگا؟۔

اٹھارہویں:- اس تنقیح سے واضح ولائح ہوا کہ مصنف رسالۂ مسطور اپنے ائمہ کا جن کا نام لیوا ہے متبع بھی نہیں اس واسطے کہ اقوال اس کے اوّلاً اپنے اقوال سے

معارض ومتناقض ثانیاً جمہور حنفیہ سے مخالف ثالثاً حدیث سے غیر مطابق رابعاً آیت سے غیر موافق پس جب اس میں تابع ہونے کا مضمون متحقق نہ ہوا تو اس کو متبوع بنانا کس طرح صحیح اور درست ہوگا؟ اس لئے کہ شرع میں متبوع ہونے کے واسطے اولاً تابع ہونا شرط ہے:

واذا فات الشرط فات المشروط . یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔(فاروقی)

انیسویں:- بعد احاطہ ان سب امور کے بنظر امور مسطورہ اور دیگر وجوہ مبقیہ ومبنیۂ مجیب اگر کہیں کہ تحریر اس کی فاحش غلطیوں سے پر ہے تو بجا ہے اور اگر لکھیں کہ لکھنے والا اس کا علوم دین سے خصوصاً علم فقہ واصول وحدیث سے اندھا بہرا یعنی بے بہرہ ہے تو روا ہے اور با ایں ہمہ اس کے استدلال کی نسبت جو نقل احادیث سے کیا ہے جن کے تراجم غلط پر اس کی جرأت اور کمال بے باکی باعث ہے کہا جائے کہ "غایت گستاخ ہے" تو ہرگز گستاخی نہیں اور اگر موافق عبارت اصول "رسم المفتی" کے حکم کریں کہ "جہالت سے مالا مال ہے" تو واقعی اس کو اس کے مال سے مالا مال کر دینا ہے اور اس خیال سے کہ جب وہ مصنف ہے تو مطلب اس کا اس سے بمقتضائے غایت غباوت اشاعت اپنے مخترعات کا ہے جو موجب ہے اغوائے عوام اور ضلالت خاص و عام کا بجہت اخفائے تو ہب کے اپنے تسمیۂ حنفی میں کہ "اس کام میں صرف نام ہے" اور اس نام میں سارا اپنا کام ہے ایسے شخص کو مغوی غبی چھپا وہابی کہیں تو کھلی ہدایت اہل

سنت و جماعت ہے اور اگر فتوی دیں کہ ایسے شخص کے فتوے پر عمل اور اعتماد ناجائز ہے تو جائز ہے اور اس کا ہر حکم جملہ احکام شرعیہ میں بر تقدیر نافذ غیر نافذ اور عامل غیر فائز۔

عموماً اس کی کسی تحریر پر اہل سنت کو اعتماد کرنا بدعت خصوصاً ''ضروری سوال'' کی پوچ ولچر تقریر کا پرتال فاضل مجیب کے جواب سے سوال ضروری، اگر کوئی ناسمجھ اس نا سمجھ کی تحریر کو درست سمجھے تو نادرست اور جو اس کے مطابق کاربند ہو تو حکم شرع سے اس کا کاربند ایسے شخص کو جگہ دینا اپنی تشخیص اس کے لئے تشخص لاکلام ہے، اپنے پاس رکھنا کوئی حلال جانے تو حرام مد داس کی بد، تائید اس کی رد، اعانت اس کی معاونت ''عَلَی الاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ'' مخالف حکم قرآن خلاف مرضی رحمٰن اس کے اقوال بدعت نشان ضلالت تو اُن کی ترویج اور اعلان سراسر خسران دو جہان سربسر موجب ناخوشی حضرت رسول انس و جان علیہ صلوات الرحمٰن مادام الملوان اور بالکل مضادت صحابۂ کرام کے ساتھ اور پوری محادت علمائے اعلام کے ساتھ خصوصاً حضرات احناف تبعین امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی مخالفت تو گویا مبناء ہے تصنیف کا اور منشاء ہے تالیف کا اور مقصود اصلی اور غرض مخفی اور قوی اشاعت لامذہبی اور ہدایت غیر مقلدی ہے جیسا کہ طور تحریر اور طرز تقریر سے روشن اور ظاہر ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

حاصل کلام وخلاصۂ مرام یہ ہے کہ علامۂ علیم وفہامۂ حکیم مجیب مظفر ومصیب مفخر جن کی صور تقریر سے مخالفین قیامت زاد ہائے آہ در بر، جن کا رعد تحریر اعدائے دین کے ہوش وحواس کے لئے برق انداز محشر ادام اللہ ظلالہ وعم العلمین نوالہ و خص العلمین با فضالہ و متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ وافاضاتہ نے مقدمات جواب کی تنقیح وتحقیق میں جس توضیح وتفصیل سے فیصلہ لکھا اس میں ان کی رائے صائب اور اصابت رائے کا مرافعہ عند العلماء الربانیین بحال اور جو تلویح با لجملہ کے جملے میں تصریح افادہ فرمائی جملہ قرین صواب بلکہ ایجاب عمل زر آبد کا فرمان شاہی بے قیل وقال:

واللہ سبحانہ ولی الهداية بارسال حبيبه الهادى لجميع الخلق الى جميع المعاد و المبادى نشأة و كما لاً على حسب مراتب الاستعداد ما ضيا و مستقبلا و حالاً و من كان بهذا الشان و رفعة المكان عند اللہ العزيز فلا عزيز اعز منه بل لا عزة	یعنی اللہ پاک ہے جس نے مجھے ہدایت فرمائی اپنے حبیب کو بھیج کر جو تمام مخلوق کے نشاۃ وکمال کے ہادی ہیں دنیا وآخرت میں ان کے استعداد کے مطابق خواہ وہ ماضی میں ہو یا مستقبل میں یا حال میں اور جو اللہ عزیز کے نزدیک ایسا بلند رتبہ اور شان والا ہو تو کوئی عزیز ان سے عزیز تر نہیں بلکہ کسی کے لئے کوئی عزت نہیں مگر

لاحد الامن جنابه المقدس
فهو العزيز الكامل المطلق
الغالب المتصرف فی ملكوت
جزئيات الكائنات و كليا تها
ايجادًا واعدا ما يعلم مابين
ايديهم و ما خلفهم فيفيض
الوجود علی من يستحقه
من المعدومات و يعطی منافع
الوجود لمن يستعده من
الموجودات فارباب السعادة
رضوا ما اٰتاهم الله و رسوله
من فضله و ارضوهما فقالوا
حسبنا الله و رسوله واصحاب
الشقاوة ما نقموا الا ان اغناهم
الله و رسوله من فضله فسخطوا
اسخطو هما وماهم بضارين
به الاانفسهم فيعز صلی الله

اسی کی بارگاہ اقدس سے تو وہ عزیز کامل
مطلق ہیں غالب ہیں وہ ساری کائنات
کے جزئیات وکلیات کی سلطنت کے
وجود وعدم میں تصرف کرنے والے
ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ ان کے آگے
ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے معدومات
میں سے جو وجود کے مستحق ہیں ان کو
وجود بخشتے ہیں اور موجودات میں سے
مستحقین کو وجود کی منفعتیں عطا فرماتے
ہیں تو اہل سعادت اللہ اور اس کے
رسول کی عطا پر راضی ہوئے جو اپنے
فضل سے عطا فرمایا اور انھوں نے اللہ
ورسول کو راضی کیا اور بولے: اللہ اور اس
کے رسول ہمیں کافی ہیں اور اہل شقاوت
کو یہی برا لگا کہ اللہ ورسول نے اپنے
فضل سے ان کو غنی کر دیا تو وہ خود ناراض
ہوئے اور اللہ ورسول کو بھی ناراض کیا

عليه وسلم من يشاء وهو يعلم
ما في اعزازه من المصالح
والحكم و يذل من يشاء وهو
اعلم بماله و ما عليه من وجوه
الاذلال والعدم فهو العليم
بعلم الله والقادر بقدرة الله
فالله ورسوله اقدروا علم
فيهدى صلوات الله وسلامه
عليه بقدرته و علمه من
يشاء من اهل الجمال الى
صراط العرفان و المشاهدة
المستقيم وهو صراط الذين
انعم عليهم في الازل من غير
علة بتجلى ذاته و صفاته
فرش عليهم من نورامانة
العشق و المحبة فصاروا
حاملين لهذه الامانة التي لما

اور اس سے وہ خود کو ہی نقصان پہنچاتے
ہیں تو رسول اللہ ﷺ جسے چاہتے ہیں
عزت عطا فرماتے ہیں اور اعزاز کی
مصلحتوں اور حکمتوں کو بھی جانتے ہیں
اور جسے چاہتے ہیں ذلت دیتے ہیں
اور خوب جانتے ہیں اسباب ذلت کو
اور اس کے نفع و نقصان کو تو وہ جانتے
ہیں اللہ کے سکھانے سے اور قادر ہیں
اللہ کی قدرت دینے سے تو اللہ و رسول
زیادہ قدرت والے اور زیادہ علم والے
ہیں رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ
تو اہل جمال میں سے جسے چاہتے ہیں
اپنی قدرت و علم سے راہ عرفان و مشاہدہ
مستقیم کی طرف راہنمائی فرماتے
ہیں ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ تعالیٰ
نے انعام فرمایا ازل میں بلا کسی کمی
کے اپنی ذاتی وصفاتی تجلی کے ذریعہ تو

عرضت على السماوات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها و حملها الانسان الكامل الخليفة الجامع الجميل المكرم الاحسن تقويما و تشريفا ويهدى صلى الله عليه وسلم بقدرته و علمه من يشاء من اهل الجلال الى صراط الجهالة والحجاب وهو صراط الذين غضب عليهم فاضلهم عن ذلك وابعدهم بحكمته ومصلحته فيربى صلى الله عليه وسلم كلا من الفريقين بما يناسب كل فرد فرد منهم غذاءً ودواءً باذن ربه تربية جمالية او

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر امانت عشق ومحبت کی نور باری فرمائی تو یہ لوگ اس امانت کے حامل ہو گئے جو آسمانوں و زمین پر پیش کی گئی تو انھوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور ایک انسان کامل نے اسے اٹھالیا جو خلیفہ ہے، جامع ہے، جمیل ہے، مکرم ہے، عز وشرف اور شکل وصورت میں احسن ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قدرت وعلم سے اہل جلال میں سے جسے چاہتے ہیں راہ جہالت دکھاتے اور حق سے دور فرماتے ہیں اور یہ ان لوگوں کا راستہ ہے، جن پر غضب فرمایا تو انھیں اس سے دور کر دیا اپنی حکمت و مصلحت سے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں فریقوں میں سے ہر ایک ایک فرد کو

جلالية فمامن دابة الا هو اخذبناصيتها ان ربي على صراط مستقيم فهورب العلمين صلى الله عليه وسلم صلاة دائمة مقبولة تؤدى بها عنا حقه قدر حسنه و جماله و كماله و جلاله من اسمه الشريف من اسماء الله و وصفه المنيف من اوصاف الله تعالىٰ سماه محمدا بالفتح لتحميده اولا فى بدء الخلق مع انه محمد بالكسر وانما محمد بالفتح حقيقة هو الله الحق جل مجده لم يرض لكمال غيرة المحبة بكون اسم حبيبه

اپنے رب کے حکم سے مناسب غذا اور دوا کے ذریعہ نشو ونما فرماتے ہیں خواہ وہ تربیت جمالی ہو یا جلالی، کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہو، بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ملتا ہے، وہ نبی کریم سارے عالم کی پرورش کرتے ہیں اللہ کے دائمی درود وسلام ہوں ان پر ایسا مقبول درود کہ جس سے ان کے حسن وکمال اور جمال وجلال کے مقدار ان کا حق ہماری طرف سے ادا ہو جائے، آپ کا اسم گرامی اسمائے باری تعالیٰ سے ہے آپ کا وصف عالی اللہ کے اوصاف سے ہے آپ کا نام مُحَمَّدْ (میم کے فتحہ کے ساتھ) رکھا آپ کی تعریف کئے

غیر اسمه تعالیٰ شانه فهو مُحَمِّدٌ و مُحَمَّدٌ بكل تحميد من كل حامدٍ ازلًا وابدًا فهو صلى الله عليه وسلم محمد بمحامد الله و محامد الانبياء و محامد الملائكة و محامد الجن و البشر و محامد كل ذرة من سكونات جميع العوالم فمحمد فی کتاب الله و محمد علی لسان الانبياء و محمد على السنة الملائكة اجمعين وان من شيٍ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تحميد هم و تسبيحهم فهو الاول السابق في الخلق والوجود على جميع الخلق والموجودات

جانے کے سبب مخلوق میں سب سے پہلے جبکہ آپ مُحَمِّدُ (میم کے کسرہ کے ساتھ) بھی ہیں اور محمد بالفتح حقیقت میں اللہ جل مجدہ ہے خدا نے کمال غیرت محبت کے سبب اپنے حبیب کے نام کا اپنے نام کے علاوہ ہونا پسند نہیں فرمایا تو وہ مُحَمَّدُ ومُحَمِّدُ ہیں ہر حامد کی تحمید کے ساتھ ازلاً وابداً تو آپ ﷺ محمد ہیں اللہ کی تعریفات اور تمام انبیاء وملائکہ، جن وبشر اور عالم کے ہر ذرے کی تعریفات کے ساتھ تو وہ محمد ہیں کتاب اللہ میں، محمد ہیں تمام انبیاء کی زبانوں میں، محمد ہیں تمام ملائکہ کی زبانوں میں اور کوئی ایسی چیز نہیں جو انہیں سراہتی نہ ہو اور ان

وھو السابق فی العرفان و
التحمیدو جمیع الصفات
الکمالیة لقوله تعلیٰ وَمَآ
اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
فھو صلی الله علیه وسلم و
اسطة مطلقة لجمیع العوالم
و جوداً وعد ماً وضرا و نفعًا
ولقوله صلی الله علیه وسلم
اول ما خلق الله نوری
الذی ھو المظھر الجامع
لجمیع الصفات الحقیقیة
الذاتیة والاضافیة و الثبوتیة
والسلبیة وھو الاخر الخاتم
الذی ختم به النبیون و ختم
به جملة الکمال المنتظر
ظھوره من الازل الی الابد

کی پاکی نہ بولتی ہو ہاں تم ان کی تسبیح
وتحمید نہیں سمجھ سکتے تو وہی اوّل و
سابق ہیں تمام مخلوقات وموجودات
کے خلق و وجود میں وہ سابق ہیں
عرفان اور تحمید میں اور تمام صفات
کمالیہ میں بسبب ارشاد باری تعالیٰ
وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
کے تو رسول اللہ ﷺ تمام عالم کے وجود
وعدم، نفع و نقصان کے وسلیہ مطلق
ہیں اور فرمان نبی ﷺ اوّل ماخلق
الله نوری کے سبب تمام صفات
حقیقیہ، ذاتیہ، اضافیہ ثبوتیہ اور سلبیہ
کے مظہر جامع ہیں وہی آخر ہیں،
وہی خاتم ہیں جن پر نبیوں کا سلسلہ
ختم ہوا اور تمام کمال جو اپنے ظہور کے
منتظر تھے ازل سے ابد تک انھیں پر

فلا شیء یسبق علی
الاول والا لم یکن الاول
اولا ولا شئی یخرج من
الأخر والالم یکن الأخر
اخرا فاذن جمیع الاشیاء
محاط بالاول والأخر وھو
معنی قوله صلی الله علیه
وسلم نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ
ای الأخرون کما لاً ووجودًا
وظهورا وبطونا الیٰ ابدالأباد
وکذا السابقون سبقة ذاتیة و
اضافیة علی کل مقدم وکل
مؤخر وکل ظاهر وکل باطن
من ازل الأزال واذا لم یخرج
شئی من احاطة الاول والآخر
ونبیناصلی الله تعالیٰ علیه وسلم

ختم فرمایا اور کوئی شیٔ اوّل پر سابق
نہیں ہوتی ورنہ اوّل اوّل نہ رہے
گا اور آخر کے بعد کوئی شیٔ ظاہر
نہیں ہوتی ورنہ آخر آخر نہ رہے گا
تو اس وقت تمام اشیاء اوّل وآخر کے
احاطے میں ہیں اور یہی معنی ہے نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
فرمان نحن الآخرون السابقون
کا یعنی آخر ہیں کمال میں، وجود میں
ظہور میں اور بطون میں تا ابدالآباد،
ایسے ہی سابق ہیں ہر مقدم اور ہر
موٴخر پر تمام ظاہر وباطن پر ازل الآزال
سے خواہ وہ سبقت ذاتی ہو یا اضافی
جب اوّل وآخر کے احاطے سے کوئی
شیٔ خارج نہیں اور ہمارے نبی کریم
ﷺ ہی اوّل وآخر ہیں تو ظاہر ہوگیا

هوا لاول والاٰخرفظهر انه صلى الله عليه وسلم هوالظاهر في مرايا المظاهر وهو السراج الوهاج النور المنير المنور المنور في قناديل وجودات الاشياء بحذا فيرها نقيرها وقطميرهاولنعم ماقيل ؂

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مظاہر کے آئینوں میں جلوہ گر ہیں چمکتے ہوئے سورج ہیں، نور ہیں اور منور کرنے والے ہیں اور تمام کی تمام اشیاء کے وجودات کی قندیلوں میں تاباں ودرخشاں ہیں، کیا ہی خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے ؂

جہان مرأت حسن شاہد ماست

نشاهد وجهه في كل ذرات

دنیا ہمارے محبوب کے حسن کا آئینہ ہے

ہر ذرے میں اسی کے جلوہ کا مشاہدہ کرتے ہیں

فما من كمال في مظهر الا وهو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ظاهر فيه ظهورا تاما كاملا في مرتبته اية مرتبة كانت وهو احد المحامل

کسی بھی مظہر میں کوئی کمال نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام وکمال کے ساتھ اس میں ظاہر ہیں، اور یہ فرمان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ”میں مبعوث کیا گیا بنی آدم

من معانی قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بُعِثتُ فی خیر قرون بنی ادم قرنا بعد قرن فهو المبعوث حقیقة فی قوالب الانبیاء علیهم السلام وهو المعنی من صورهم فی کلّ زمان و مکان بل هو الظاهر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی کل شیءٍ من الکائنات فالظاهر واحد احد والمظاهر کثیرة متعددة . ع

کے قرنا بعد قرن خیر قرون میں' کے معانی کے محامل میں سے ایک ہے تو وہی مبعوث ہیں حقیقۃً انبیاء کے قالبوں میں اور یہی معنی ہے ''من صورهم فی کل زمان ومکان'' کا (یعنی ان کی صورتوں میں ہر زمان ومکان میں) بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ظاہر ہیں کائنات کی ہر شئ میں تو ظاہر واحد واحد ہے اور مظاہر متعدد وکثیر ہے

السلام اے آنکہ نامد درہمہ کون و مکان
تیز بینان را بجز نور تو در چشم شہود

سلام ہو تم پر اے وہ ذات جو جلوہ گر ہے تمام کون ومکاں میں
بصیرت والوں کو چشم ظاہر میں بھی تیرے نور کے سوا کچھ نہیں دکھتا

وکمانه صلی الله علیه وسلم

جس طرح نبی کریم ﷺ ظاہر ہیں

ظاهر فی جمیع المظاهر و الا کوان فکذلک ھو الباطن المستور بسرہ فی حقائق المکونات الساری بمادتہ النوریة و کلیتہ الروحیة فی کل شی من الموجودات فلما کان صلی اللہ علیہ وسلم اول کل شی واخر کل شیءِ و ظاھر کل شیءِ و باطن کل شی لاجرم کا ن شاھدا کل شیءِ کان ومایکون من الا رواح والاجرام العلویة و السفلیة و غیرھا فلا یشذ عنہ شاذ مما یمکن لاحد من خلق اللہ درکہ سواء کان من اسرار افعال اللہ تعالیٰ او

تمام مظاہر واکوان میں ایسے ہی باطن ومستور ہیں اپنے سر کے ساتھ کائنات کے حقائق میں اور اپنے مادۂ نوری وکلیہ رُوحی کے ساتھ موجودات کی ہرشیٔ میں سرایت کئے ہوئے ہیں تو نبی کریم ﷺ ہرشیٔ کے اوّل، ہرشیٔ کے آخر، ہرشیٔ کے ظاہر اور ہرشیٔ کے باطن ہیں یقیناً وہ شاہد ہیں ہر اس شیٔ کے جو ہوچکی اور جو ہونے والی ہے ارواح واجرام علویہ وسفلیہ وغیرہ میں سے، ہر وہ شیٔ جس کا درک اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے ممکن ہے ان کے علم سے جدا نہیں خواہ وہ افعال خداوندی کے اسرار ہوں یا اس کی کاریگری کے عجائب یا اس کی قدرت کے غرائب اور

عجائب صنعه او غرائب
قدرته ولا يعزب عنه
مثقال ذرةٍ في السموٰت
والعرش و فوقه والارضين
و تحتها ولا ادنى من ذلك
ولا اكثر الا وهو معلوم له
صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
ولا يشاركه صلى الله تعالىٰ
عليه وسلم في هذا غيره فهو
صلى الله تعالىٰ عليه وسلم
وحده بكل شيٍ كان و ما
يكون من ازل الأزال الى
ابد الأباد عليم بعلم الله تعالىٰ
و تعليمه وهو قوله تعالىٰ فلا
يُظْهِرُ عَلىٰ غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا
مَنِ ارْتَضىٰ مِنْ رَّسُوْلٍ و قوله

آسمانوں وعرش اور اس کے اوپر ہے
زمین اور جو اس کے نیچے ہے ان
میں کا ادنیٰ اور اکثر نبی کریم ﷺ کو
معلوم ہے اور کوئی ان کا غیر اس میں
شریک نہیں تو نبی کریم ﷺ منفرد ہیں
ہر شیٔ میں جو ہو چکی اور جو ہونے والی
ہے ازل الآزال سے ابد الآباد تک،
علیم ہیں علم خداوندی اور اس کی تعلیم
سے اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے قول
فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی الآیۃ سے اور اللہ عزوجل کا قول
انا ارسلنک شاھدا مطلق ہے
شہود دون شہود سے مقید نہیں اور اللہ
سبحانہ کا قول لیکون الرسول
علیکم شہیدا مطلق ہے شہادت
عامہ، جامعہ، محیطہ باحاطۂ تامہ کے

عز من قائل اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا مطلقا غیر مقید بشھود دون شھود و قولہ سبحانہ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا مطلقا بشھادۃ عامۃ جامعۃ محیطۃ احاطۃ تامۃ و قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ولقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمنی ربی وضع یدہ بین کتفی فانکشف لی ماکان و مایکون وعُلِّمْتُ علم الاولین والاٰخرین رواہ صاحب اصح الکتب بعد کتاب اللہ اللھم صل علیہ وسلم وعلی الہ و صحبہ عدد

ساتھ اور اللہ کا قول "وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما" اور فرمان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "علمنی ربی ...... الحدیث" یعنی مجھے میرے رب نے علم عطا فرمایا اپنے دست قدرت کو میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو مجھ پر منکشف ہوگئی ہر وہ چیز جو ہو چکی اور جو ہونے والی ہے اور مجھے اوّلین وآخرین کا علم عطا کیا گیا" اسے صاحب اصح کتب بعد کتاب اللہ نے روایت کی ہے۔

اے اللہ اپنے کلمات اور اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر جو تجھے پسند ہو عرش جیسا عظیم المرتبت

خلقک و رضی نفسک و زنۃ عرشک ومداد کلماتک صلاۃ دائمۃ مقبولۃ تؤدی بھا عنا حقہ کما تحب و ترضی فقط.

دائمی اور مقبول درود وسلام اپنے نبی پر اوران کی آل واصحاب پر نازل فرما جس سے ان کا حق ہماری طرف سے اس طور پر ادا ہوجائے جو تجھے محبوب وپسند ہو۔

وانا العبد المذنب الاواہ ابو الذکاء سراج الدین

محمد سلامۃ اللہ شاہ عفا اللہ عنہ ما جناہ

بحرمۃ سید الثقلین وسیلتنا فی الدارین اعظم گڑھی اسلام

فوری وطنا رامپوری اقامۃ حنفی مذہبا نقشبندی مجددی مشربا

تصدیق: حضرت علامہ محمد اعجاز حسین رامپوری

نحیف نے رسالہ ''ضروری سوال'' کو دیکھا قنوت فی النازلہ پڑھنے پر اکثر شروح متون کتب فقہ حنفی کا اتفاق ہے اس کی مخالفت کرنا مصنف صاحب رسالہ مذکور کو مناسب نہیں قنوت نازلہ دفع ہر قسم کی آفت اور مصیبت کے واسطے پڑھنا جائز ہے جیسا کہ مجیب مصیب نے بطرز عمدہ تحریر فرمایا وللہ در المجیب قد آتی بجواب عجیب واللہ سبحانہ اعلم بالصواب.

العبد محمد اعجاز حسین رامپوری

تصدیق: حضرت علامہ محمد عبد الغفار خاں رامپوری

بمقتضائے تصریح شارحین فقہائے حنفیہ قنوت نازلہ جائز ہے "ضروری سوال" کی تحریروں میں غلطیاں کھلی ہوئی موجود ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبد الغفار خاں

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد ظہور الحسین رامپوری

ما تفوه به صاحب ضروری	یعنی صاحب "ضروری سوال" نے
السوال ليس الاخذ عبيلا	جو کچھ کہا ہرگز ماننے کے قابل نہیں
يتضمن مخالفة الجماهير	کیوں کہ وہ جمہور کی مخالفت اور
واباطيلا فلله در رد المجيب	بطلان پر مشتمل ہے تو اللہ ہی کے
حيث اصاب في الرد واتى	پاس ثواب ہے مجیب کے رد کرنے
بجواب فصل فيه تفصيلا	کا کہ انھوں نے درست رد کیا
وعول فيه على المرويات	اور مفصل جواب دیا اور اس میں
عن جماهير الفقهاء وائمة	انھوں نے مدد لی جمہور فقہاء اور
الحديث تعويلا و يوافقه ما	محدثین سے مرویات پر اور یہ
قال في الدر المختار (ولا يقنت	موافق ہے اس کے جو "درمختار"
لغيره الا لنازلة فيقنت الامام	میں کہا (قنوت نہیں پڑھی جائے

في الجهرية و قيل في الكل
انتهى قال العلامة الشامي
في رد المحتار قوله الالنازلة)
قال في الصحاح النازلة
الشديدة من شدائد الدهر
ولاشک ان الطاعون من
اشد النوازل اشباه قوله
فيقنت الامام الخ يوافقه
مافي بحر و الشرنبلالية
عن شرح النقاية عن الغاية
وان نزل بالمسلمين نازلة
قنت الامام في صلاة الجهر
وهو قول الثوري واحمد
وكذا ما في شرح الشيخ
اسمعيل عن البناية اذا
وقعت نازلة قنت الامام

گی مگر نازلہ کے وقت تو امام قنوت ،
پڑھے گا جہری نمازوں میں اور یہ
بھی کہا گیا کہ تمام نمازوں میں انتہی اور
علامہ شامی نے "ردالمحتار" میں ﴿ماتن
کے قول النازلۃ﴾ کے تحت کہا)
صحاح ستہ میں کہا کہ "نازلہ زمانے
کی سختیوں میں سے ایک سختی ہے"
اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون
سخت تر بلاؤں میں سے ہے اشباہ اور
﴿ماتن کے قول یقنت الامام الخ﴾
کے تحت کہا کہ "اس کی موافقت کی
ہے بحر اور شرنبلالیہ میں شرح "نقایہ"
اور "غایہ" سے کہ اگر مسلمانوں پر
کوئی مصیبت نازل ہو تو امام جہری
نمازوں میں قنوت پڑھے اور یہی قول
امام ثوری اور امام احمد کا ہے اور یونہی

فی الصلاة الجهرية لكن
فی الاشباه عن الغاية
قنت فی صلاة الفجر
يؤيده مافی شرح المنية
حيث قال بعد كلام
فتكون شرعيته فی النوازل
مستمرة وهو محمل
قنوت من قنت من الصحابة
بعد وفاته صلی الله تعالیٰ
عليه وسلم وهو مذهبنا
وعليه الجمهور قال
الحافظ الطحاوی انما
لا يقنت عندنافی صلاة
الفجر من غيربلية فان
وقعت فتنةاوبلية فلا باس
به فعله رسول الله صلی

شیخ اسماعیل ؒ شرح میں ''بنایہ'' سے
ہے کہ جب کوئی مصیبت نازل ہو
تو امام (تمام) جہری نمازوں میں
بھی قنوت پڑھے لیکن ''اشباہ'' میں
ہے کہ صرف نماز فجر میں قنوت پڑھے
اور اسی کی تائید شرح ''منیہ'' میں ہے
چنانچہ کچھ کلام کے بعد کہا کہ نوازل
میں قنوت پڑھنے کی مشروعیت
مستمر ہے اور یہی قنوت پڑھنے کا محمل
ہے جس کو صحابہ نے سرکار دو عالم
ﷺ کے وصال مبارک کے بعد پڑھا
اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر
جمہور ہیں، حافظ الشان طحاوی نے
فرمایا کہ ہمارے نزدیک قنوت نہیں
پڑھی جائے گی نماز فجر میں بغیر مصیبت
کے تو اگر کوئی فتنہ یا بلا نازل ہوتو

الله عليه وسلم واما القنوت	قنوت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کہ
فی الصلوات کلها للنوازل	رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل فرمایا ہے
فلم یقل به الا الشافعی	اور رہا قنوت کا پڑھنا تمام نمازوں
رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وهو	میں تو اسے نہیں کہا مگر امام شافعی رضی اللہ عنہ
صریح فی ان القنوت للنازلة	نے اور وہ صریح ہے اس بات میں
عندنا مختص بصلاة الفجر	کہ قنوت نازلہ کے وقت ہمارے
دون غیرها من الصلوات	نزدیک خاص ہے نماز فجر میں نہ کہ
الجهریة او السریة انتهی	تمام سری وجہری نمازوں میں انتہی
مختصراً واللّٰه تعالی اعلم.	مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم (فاروقی)

وانا العبد المفتاق الی رافة رب المشرقین

محمد ظهور الحسین عفی عنه فی الدارین

للمدرس للدرجة الثانية فی المدرسة العالية

الواقعة فی الرياسة الرامفورية

تصدیق: حضرت علامہ خواجہ احمد صاحب رامپوری

الجواب صحیح والمجیب	یعنی جواب صحیح ہے اور مجیب کامیاب
مصیب والراد نجیح و	اور رد کرنے والا درست ہے اور

ضروری سوال مردود	''ضروری سوال'' مردود وقبیح ہے اور
وقبیح و کاتبہ مغالط صریح	اس کا لکھنے والا صریح دھوکے باز ہے
واللہ تعالیٰ اعلم.	واللہ تعالیٰ اعلم. (فاروقی)

العبد خواجہ احمد عفی عنہ

تصدیق: حضرت علامہ ارشد علی صاحب رامپوری

بلاشبہ قنوت واسطے کسی حادثۂ عظیم مثلاً وبا وغیرہ ہے جائز ہے ''درالمختار'' اور اس کے حاشیہ ''ردالمختار'' میں پوری تصریح موجود ہے اس کے خلاف جو کوئی قول کرے سراسر باطل اور مخالف جماہیر فقہاء کے ہے:

کما فی الدر المختار ولا	یعنی جیسا کہ ''درمختار'' میں ہے کہ:
یقنت لغیره الا لنازلة	قنوت نہیں پڑھی جائے گی مگر کسی
وفی حاشیته ولا شک	مصیبت کے وقت اور اس کے حاشیے
ان الطاعون من اشد	میں ہے کہ: کوئی شک نہیں کہ طاعون
النوازل اشباه.	سخت تر بلاؤں میں سے ایک ہے.

اور وقت قرأت عند الحنفیة صلاۃ فجر ہے:

کما قال فیه وھو صریح فی	یعنی جیسا کہ اسی (درمختار) میں فرمایا
ان القنوت للنازلة عندنا	کہ نازلہ کے وقت قنوت پڑھنا ہمارے
مختص بصلاۃ الفجر دون	نزدیک خاص ہے نماز فجر میں نہ کہ

غیرھا من الصلوات الجھریة — تمام سری اور جہری نمازوں میں الخ

والسریة لخ واللّٰہ تعالیٰ اعلم. — واللہ تعالیٰ اعلم. (فاروقی)

العبد محمد ارشد علی عفی عنه

مدرس مدرسه عالیه واقع رامپور

تصدیق: حضرت علامہ رکن الدین مبارک اللہ

بیشک قنوت پڑھنا کسی حادثۂ عظیم میں موافق مذہب محدثین وفقہا جائز ہے تغلیط ''ضروری سوال'' کی اہل تحقیق کو ضروری اور اظہار نا قابلیت مصنف رسالۂ مذکور کا صاحب علم کامل کو قابل قبول ومنظوری واللہ تعالیٰ اعلم

العبد ابو المعالی رکن الدین محمد المدعو

بمبارك الله عفا الله عنه پیپلسانوی مراد آبادی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی عبدالباقی لکھنوی

حقیقت میں ائمہ حنفیہ کی تحقیق قنوت فجر نزول نازلہ میں مختص بنازلة دون نــازلة نہیں بلکہ طاعون ووبا ودیگر نوازل کو بھی شامل ہے اور نا اہلوں کو فتویٰ دینا ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمقه خادم العلماء تراب اقدام العرفاء الحقیر

محمد عبد الباقی حفه الله بلطفه یوم التلاقی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالمجید لکھنوی

واقعی علمائے حنفیہ کے نزدیک نماز فجر میں قنوت مخصوص بفتنہ وفساد غیر طاعون ووباء نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے اور نا اہل کو فتویٰ دینا درست نہیں واللہ اعلم بالصواب حررہ۔

ابو الغناء محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الوحید

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد قیام الدین صاحب

اصاب المجیب واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفااللہ عنہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحمید لکھنوی

لاشک ان القنوت لیس	یعنی بلاشبہ قنوت ہمارے نزدیک
مشروعا عندنا فی الفجر	مشروع نہیں مگر جب کوئی مصیبت
الا اذا نزلت نازلة کالطاعون	نازل ہو جیسے طاعون وغیرہ بے
وغیرہ فان الامام حینئذ	شک امام کا ایسی صورت میں قنوت
یقنت فی الفجر خاصة کما	پڑھنا خاص ہے جیسا کہ اس کی
فصله فی الاشباہ والنظائر	تفصیل ''اشباہ والنظائر'' میں ہے
کما لا یخفی علی اولی	اور اہل نظر پر پوشیدہ نہیں اور فتویٰ
البصائر ولا یجوز الافتاء	دینا اس کو جائز نہیں جو اس کا اہل

لمن لیس اھلا له فقد قال النبی المختار و سید الاخیار صلی اللہ تعالیٰ و تبارک وسلم و بارک علیه وعلی اله و صحبه أناء اللیل والنھار اجرائکم علی الفتیا اجزائکم علی النار واللہ اعلم و حکمه احکم.

نہیں بے شک نبی مختار سید اخیار صلی اللہ تعالیٰ وتبارک وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ اناء اللیل والنہار نے فرمایا کہ: تم میں سے جو فتویٰ دینے پر زیادہ جری ہے وہ جہنم میں جانے پر زیادہ جری ہے اور اللہ ہی زیادہ جاننے والا اور اسی کا حکم زیادہ حکمت والا ہے۔ (فاروقی)

حررہ الفقیر الحقیر الاثیم المنیب الی الرب الحکیم الحلیم

خادم العلماء والعرفاء ابو الحامد محمد عبد الحمید

غفر اللہ ذنوبه وستر عیوبه بفضله المزید

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبد العلی لکھنوی

اس میں کچھ شک نہیں کہ مصنف پرچہ ''ضروری سوال'' علوم دینیہ کی استعداد اور فہم فتویٰ نویسی کے سواد سے بالکل بے بہرہ اور خالی ہے بلکہ رندلاابالی ہے نہ اس کا علماء میں شمار نہ مفتیوں میں اعتبار نہ اس کی تحریر وتقریر معقول نہ اس کی توبہ مقبول ؎

ہمانا توبہ زین توبہ کہ باطن کفر و ظاہر دین

دروں تصدیق شرک حق بروں قرار توحیدے

پس جو کچھ اس کے حق میں مفتی لبیب نے تحریر فرمایا مقرون بصواب ہے اور مستند بسنت و کتاب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد الاسی الآسی محمد عبد العلی المدراسی ثم الکنوی المصحح لاضح المطابع الواقع فی مجمود نگر لکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الصوری والمعنوی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد ہدایت رسول لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و شفیع العاصین محمد و آلہ واصحابہ اجمعین امّابعد! قادر مطلق مقلب القلوب خدا ہدایت خواہ لعنت کرے ہمارے اوندھی کھوپڑی بے نور آنکھوں والے قسی القلب ابلیس طینت خودسر وہابیہ حضرات پر سچ تو یہ ہے کہ ان بزرگوں کے دم سے بھی دنیا میں عجب چہل پہل ہے تجربہ کاروں کا مقولہ ہے کہ جس سرزمین پر اس طائفہ شریفہ سے کوئی بزرگ نحوست افزا ہیں وہاں میاں ڈاکٹر ایل ایل ڈی سی ایس آئی سرعزازیل خان بہادر علیہ ماعلی النیاچر کی چنداں ضرورت نہیں ان کے ہتھکنڈے ان کے داؤ پیچ کچھ ایسے مؤثر ثابت ہوئے ہیں جن کے سوچنے سمجھنے کیلئے ڈاکٹر سر ابلیس خان بہادر کو بھی کچھ وقت چاہیئے۔

ان حضرات کی ادنیٰ توجہ اور سرسری کوشش کا نتیجہ جماعت اسلام میں تفرقہ، بزرگان دین اور سلف صالحین پر لعن طعن، انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی جناب میں گستاخی، اصحاب اخیار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعویٰ برابری، اولیائے کاملین وعرفائے واصلین کی حضور میں خطاب بدعتی، فضلائے معاصرین کے لئے تحفۂ سب وشتم وہدیۂ مغلظات، ائمہ مجتہدین وحامیان دین متین کی خدمت میں صدہا صلوات، جہاں اپنا کام چلتا اور مطلب نکلتا دیکھا وہاں ایک سڑیل سے جاہل کو غوث الاعظم اور قطب عالم، خدائے جبار سے ہاتھ ملا کر باتیں کرنے والا انبیاء علیہم السلام سے افضل صحابہ رضی اللہ عنہم سے اعلیٰ بنا دینا اور جہاں نفسانیت والحاد کا کفش خوار بھوت ان بزرگوں کے سر بے مغز پر سوار ہوا وہاں اولوالعزم انبیاء بلکہ محبوب کبریا علیہم التحیۃ و الثناء کو ''بڑا بھائی'' بلکہ ''خطر رساں چپراسی'' اور راسخ العقیدہ دین دار مسلمانوں کو مشرک وجہنمی فرما دینا، پھر ان ابلیسی عقائد میں جو کچا رہا وہ نکھٹو ذلیل ساوہابی ہوا اور جو ادھ کچرا اور پہلوں سے زیادہ بے غیرت بندۂ نفس نکلا وہ غیر مقلد بنا اور جو بے دین وآزاد مشربی میں ان دونوں سے دس جوتے آگے بڑھ گیا وہ پکا دشمن اسلام کٹا نیچری ٹھہرا، یہ وہ کارستانیاں ہیں جن میں ڈاکٹر سر ابلیس خان بہادر سیدنا باوا آدم علیہ السلام کے زمانے سے چٹ لنگوٹ کس کس کر زور لگا رہے تھے۔

خصوصاً تیرہ سو سال اس طرف تو تمام ابلیسی خاندان اور اس کی سرکار سے توصل رکھنے والے مذکورۃ الصدر معاملات میں ہمہ تن مصروف ومستغرق تھے مگر کشود کار

جیسا کہ چاہیئے میسر نہ تھا یعنی کسی معتقد رسالت نے اپنے مقدس و بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک و تبرکات اشرف سے بت وغیرہ اقرار دیکر گستاخی و شرارت نہیں کی تھی اس کے خوش نصیب و خدا دوست ہم نشین و حواریوں کو باوجود اعتقاد ہم نشینی کے بدعتی نہیں کہا تھا، سو بارہویں صدی کے نجدی و ہندی وہبڑوں نے

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مصداق صحیح بن کر اس ناشائستہ و لعنتی کام میں اپنے از کار رفتہ اور بوڑھے خرانٹ جد امجد کا جیسا کہ ایک ہونہار بیٹے کو چاہیئے خوب ہاتھ بٹایا اور امت مرحومہ کے گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا، اس عزازیلی طائفے کو ردو قبول حق سے بھی چنداں بحث نہیں بلکہ مطلب دلی و مقصود اصلی ان اعداء الدین کا صرف جماعت حضرات اہل سنت میں نفاق پیدا کرانا اور وارثان علم دین و نائبان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے معائب و قبائح شائع کر کے دشمنان لعین کو ہنسوانا، اپنے حلوے مانڈے درست کرنے اور باؤلے گاؤں میں اونٹ بننے کو تمام اہل سنت سے ڈیڑھ اینٹ کی جدا چننا ہے، جیسا کہ اس طائفہ مخذولہ قاتلھم اللّٰہ کے گرگھنٹال ماضی و حال کی نفاق و شرارت انگیز تحریروں سے ظاہر ہے۔

چونکہ ان اشقیا کے مورث اعلیٰ و اتالیق اولی نے ان ظالموں کو یہ پٹی پڑھادی ہے کہ میاں اپنی غرض نکالنے اور دنیا کے ٹھگنے کو جیسا دیس ویسا بھیس کر لیا کرو! اور مناسب وقت بہروپ بھر لیا کرو لہٰذا ہر موقع پر نئی جون بدل لینا اس ڈاکٹر سر ابلیس خانی

فرقے کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے چنانچہ لقب وہابی پر اس طائفے کے نباش اوّل کو بڑا ناز تھا اور ہر ایک دمباز کے لب پر یہ مصرع باسوز و گداز تھا۔ ؎

وہابی کے معنی ہیں رحمٰن والا

مگر جب اس منحوس و مفسد لقب پر لے دے شروع ہوئی تب ان راندۂ درگاہ حضرات نے دوسری جون بدلی جس میں ایک جدید لقب تراشا یعنی اپنے کو موحد و اہل حدیث و عامل بالحدیث و محمدی اور خدا معلوم کیا کیا مشہور فرمایا، آخر تیسرے نمبر پر انہیں پہلے دیوتا کی دم سے ایک اور نیم گڈام صاحب تحقیقات جدید کا بگل پھونکتے اور نئی روشنی کا لیمپ دکھاتے ہوئے نکلے جو بظاہر گو نباش اولی کا دم بھرتے تھے مگر الحاد و تزندق ،کفر و تدہر میں اپنے پیشروں سے کئی جوتے بڑھے ہوئے رہے۔

عقائد اہل سنت پر بڑے زور شور سے حملے ہونے لگے، صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ڈالی ہوئی بنیادیں کھودی جانے لگیں، یاران رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سردارن امت رحمہم اللہ تعالیٰ کو بدعتی و اہل ہوا کے خطاب عطا ہوئے، صوفیائے کرام کو ضال و مضل اور فقہائے عظام کو دشمن کتاب و سنت اور مقلدین مذہب معین کو مشرک فی النبوۃ وغیرہ قرار دیا گیا، حضرت شیخ اکبر و مولانائے رازی و فاضل غزالی ایسے بے نظیر محققین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی موشگافیوں پر ٹھٹے لگائے اور قہقہے اڑائے جانے لگے، کلام ربانی کی تفسیر کفار یورپ **قاتلهم الله و غضب الله عليهم** کے مسلک پر ہونے لگی۔

الغرض حاصل اس ابلیسی کدوکاوش کا یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں میں فتنے کی آگ بھڑکائی جائے اوران کے مقدس و پرنور دلوں سے عظمت اسلام کو حرف غلط کی طرح مٹادیا جائے۔

چنانچہ جو حضرات ہمارے دعوے کا ثبوت چاہیں وہ ہمارے توبہ شکن دمنی صاحب کے ''ضروری سوال'' کو ملاحظہ فرمائیں اس میں بطور مشتے نمونہ از خروار کے یہ باتیں قریب قریب سب یا اکثر ملیں گی اس میں دھوکے باز محقق صاحب نے قنوت فجر کو مخصوص بفتنہ وفساد کفار فرمایا ہے اور طاعون وغیرہ کے بارے میں بڑے شدومد سے انکار کیا ہے پھر یہ شوخی وبیبا کی اس پر اور بھی غضب ہے کہ حضرات مجوزین سے توبہ واستغفار طلب ہے، محقق صاحب نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اس جگہ پر اپنے حمار طبع کو کچھ ایسا سرپٹ چھوڑ دیا کہ فقہائے عالی مقام احناف کو کذب و بہتان کی طرف بھی منسوب کردیا، صفحہ ۵/ میں اور بھی غضب ڈھایا ہے کہ ائمہ شافعیہ مالکیہ رحمھم اللہ تعالی کے اقوال کو صاف صاف ضلالت وفی النار کا مصداق ٹھہرایا ہے، واہ جناب شیخ نجدی صاحب واہ۔ ؎

این کاراز تو آید و شیطان چنین کنند

پھر صفحہ ۱۰/ میں توزید صاحب نے ''اشباہ'' کی عبارت نقل کرکے اپنی جان کو اور بھی آفت خریدی لطف یہ کہ جب کچھ بنتے اور کام چلتے نہ دیکھا تو س میں تصرف بیجا کی

ٹھہرائی اور طاعون میں ایک نئی ترکیب گڑھ کر قنوت کو ثابت کر دیا جو سراسر زید صاحب کی منشا کے خلاف تھا۔ (۱)

تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو

یہ ''ضروری سوال'' کے تین چار مقام کی ضروری کیفیت تھی جو بطور نمونے کے بیان ہوئی باقی اسی قیاس پر خیال کن زگلستان او بہارش را، مگر محالست کہ ہنر مندان بمیرند وبے ہنراں جائے ایشان گیرند۔

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

گو اسلام کے حامی اور مسلمانوں کے سچے خیر اندیش، قوم کے باخبر پاسبان اس وقت ایک کمزوری وبے کسی کی حالت میں ہیں مگر للہ الحمد کہ ان کا حمایتی تو نہایت قوی قول کا سچا زبردست حکمت والا ہے وہ حسب وعدہ ضرور اپنے محبوب کے پاک دین کی حمایت وحفاظت فرمائے گا اور اس کو کامل ومضبوط کرے گا گو دشمن اس کو کیسا ہی مکروہ کیوں نہ رکھیں:

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ یعنی اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔ (کنز الایمان)

خداوند کریم کا کروڑ کروڑ احسان ہے کہ اس گئے گزرے پر آشوب زمانے میں

بھی دشمنان دین کے ٹکڑے اڑانے کو محمدی کچھار کے وہ غراں شیر موجود ہیں جن کے قیامت تک قائم و غالب رہنے کا مژدہ سلطان عالم حضرت مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مقدس اور برگزیدہ الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

"لایزال طائفة من امتی ظاهرین حتی یأتیهم امر الله"

یعنی ہمیشہ ایک جماعت میری امت میں سے ظاہر ہوتی رہے گی یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ حکم آجائے۔ (فاروقی)

الحمد لله علی احسانه کہ حضرت مجیب مصیب حامی سنت ماحی بدعت قامع اساس لامذہباں جناب خیر و برکت مآب مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب دام فیضہ خلف الرشید و فرزند سعید مخدوم الانام، حجۃ الاسلام، افضل المحققین، فخر المتقدمین، تاج العلماء، سراج الفقہا، خاتم المحدثین، سند المفسرین، جامع علوم ظاہری و باطنی، واقف حقائق خفی و جلی، صاحب حجت قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ، عالی جناب مولانا المولوی احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مدظلہم العالی کی ذات بابرکات کو اللہ رب العزۃ جل جلالہ نے اپنے مقدس محبوب کی پیشین گوئی کے مطابق اسی مقدس و مظفر طائفے سے بنایا ہے جس کا نیزۂ قلم ذوالفقار حیدری اور جس کے حجج باہرہ و براہین قاطعہ معجزات احمدی کا جلوہ دکھا رہے ہیں۔

خداوند قدیر اس محمدی پہلوان اور حنفی شیر کو مقدس اہل سنت کے سروں پر سایہ

اگلن اور سلامت رکھے، جس کے نام سے شیاطین انس کے پر جلتے اور دشمنان اہل سنت کے دم نکلتے ہیں پس جو کچھ اس خدا کے شیر نے تحریر فرمایا ہے وہ سراسر حق و بجا ہے، اس پر عمل ضروری اور انحراف خسران ابدی ہے اور زید بے قید سر آمد جہال ہے تحریر اس کی حماقت و تزندق سے مالامال ہے اس کے قول پر عمل کرنا ابلیس کی روح کو شاد اور دین کو برباد کرنا ہے، جب تک یہ خرانٹ بزرگ توبہ نہ کرے مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد العاجز خادم علمائے اہل سنت

محمد ہدایۃ الرسول لکھنوی صانہ اللہ

تعالیٰ عن شر کل شقی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پٹنوی

مجھ کو اپنے جوان صالح فخر اماثل مفتی و فاضل عالم بے ہمتا علامۂ یکتا حضرت مولانا مولوی حامد رضا خانصاحب خلف اشرف مخدوم و مالی مجدد وقت حضرت اقدس مولانا عبد المصطفیٰ احمد رضا خان صاحب مدظلہ و دامت برکاتہ کی مقدس تحریر کے حرف حرف سے اتفاق ہے اللہ جل جلالہ اس رئیس ملت اور مقتدا و مرشد اہل سنت کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے آمین ہندوستان میں کس اہل علم کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ اس سلطان الفقہاء کے مقابلے میں قلم اٹھا سکے افسوس ہے دشمن اسلام زید بے قید کے

حال پر جس شقی و بدبخت کی وہ تحریر ہو جس کا رد حضرت مولانا ایسے یکتائے روزگار متبحر کو لکھنا پڑے ان شامت زدہ وہابیہ کا تو یہ مسلک ہے کہ:۔

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

ان اشقیاء کو خدا کا ڈر اور مخلوق کی شرم تو ہے نہیں بلکہ ڈیڑھ اینٹ کی جدا چننے سے مطلب ان کا صرف عوام اہل اسلام کو گمراہ کرنا اور اپنا نام جتانا ہے، جو آرزو خلاف اہل حق کے ہوگی ان شاء اللہ العزیز کبھی پوری نہ ہوگی الحق یعلو و لا یعلی واللہ تعالیٰ اعلم.

خاکسار محمد عبد اللہ

سابق مدرس اعلی مدرسہ اہل سنت پٹنہ بخشی محلہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد نجم الدین داناپوری

الحمد للہ الذی جعل العلماء	یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے
ورثۃ النبیین و ادبھم فاحسن	جس نے علماء کو نبیوں کا وارث بنایا
تادیبھم فجعلھم حجج الدین	اور انھیں عمدہ ادب سکھایا اور انھیں
و اسس بھم عمارات الدین	دین کی حجت بنایا اور انھیں سے دین
الھدی و افشابھم انوار البدر	کی عمارتوں کی بنیاد رکھی اور انھیں
الذی طلع من ام القری فی	کے ذریعہ انوار بدر کو ظاہر فرمایا جو مکہ

ليلة اسودت ذوائبها العظمى	معظمہ سے طلوع ہوا اس رات میں
فهم من آيات ربهم الكبرى	جس کے گیسوئے دراز سیاہ ہوگئے
والشرع المتين و استاصل	تھے تو وہ اپنے رب کی اور شرع مبین
بهم الطائفة الضالة القديمة	کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں اور
والجديدة من النجدية و	اللہ نے ان کے ذریعہ اکھاڑ پھینکا
الوهابية والنيچرية والندوية	فرقۂ قدیمہ وجدیدہ میں سے نجدیوں
ومن اهل الهوى واعداء	وہابیوں، نیچریوں ندویوں کو اور ان
الدين والصلاة على الرسول	کو جو اہل ھوا اور دشمنان دین ہیں
الذى علم علم الاولين و	اور درود وسلام ہو اس رسول پر جنھیں
الآخرين وعلى اله واصحابه	اللہ نے اوّلین وآخرین کا علم عطا
الذى سعلو فى مناهج الصدق	فرمایا اور ان کے آل واصحاب پر جو
و بلغوا معارج الحق واليقين.	کامیاب ہوئے سچائی کے راستے
امّابعد! فاعلموا يا معشر	میں اور حق ویقین کے عروج کو پہنچے
المسلمين من اهل السنة	امّابعد! تو جان لواے مسلمانان
والجماعة ان ما افاد الفاضل	اہل سنت والجماعۃ بے شک جو افادہ
ابن الفاضل امام اهل السنة	فرمایا فاضل ابن فاضل امام اہل

البريلوى سلمه الله تعالىٰ	سنت بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالبرکات
بالبركات والحسنات حق	والحسنات نے وہ حق اور صحیح ہے
وصحيح موافق بالكتاب	موافق کتاب اللہ اور سنت رسول
وسنة سيد المرسلين لا	اللہ ہے، اس سے انکار نہ کرے
ينكره الا من انكر الدين	گا مگر وہ جو منکر دین ہے، کیوں نہ
كيف لا وتحقيقات	ہو تحقیقات فقہاء اور تصریحات
الفقهاء وتصريحات	محدثین اس بات پر دال ہیں کہ
المحدثين دالة على ان	قنوت عندالنوازل ثابت ہے خاص
القنوت ثابت عند النوازل	کر طاعون کے وقت کہ وہ سخت
سيما عند الطاعون لانه من	تر بلاؤں میں سے ہے جیسا کہ
اشد النوازل كما بينه المجيب	فاضل مجیب نے کتب محققین سے
الفاضل بالتحقيق و التفصيل	تحقیق و تفصیل کے ساتھ بیان
من كتب المحققين وما زعم	فرمایا اور جو مصنف ''ضروری سوال''
المصنف للسوال الضرورى	نے گمان کیا وہ باطل محض ہے اور وہ
فهو باطل جداوهل هو الا	جہالت ہے اور مذہب مبین پر
جهل او افتراء على المذهب	افترا ہے اس کے لئے فتویٰ دینا
المبين لا يجوز له الافتاء	جائز نہیں اور نہ ہی لوگوں کے لئے

ولیس للناس ان یعدوہ من المفتیین واللہ تعالیٰ اعلم

جائز کہ وہ ایسوں کو مفتیوں میں شمار کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فاروقی)

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین
محمد نجم الدین الدانا فوری صانہ اللہ عن
الشر المعنوی والصوری مدرس مدرسہ اہل سنت پٹنہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد وحید فردوسی عظیم آبادی

الحمد لولیہ والصلاۃ علی أهلها هذا هو عین التحقیق وما سواہ باطل سحیق فقد اصاب من اجاب و من انکر فقد خسر و خاب بلا شک وارتیاب واللہ اعلم بالصدق والصواب وعندہ حسن الثواب والیہ المرجع والمآب الراجی رحمۃ ربہ الوھاب.

یعنی تمام تعریفیں لائق حمد (اللہ) کو اور درود وسلام ہو اس کے اہل (حضور ﷺ) پر، یہی تحقیق کا چشمہ ہے اور اس کے سوا باطل محض ہے تو وہ کامیاب ہوئے جنھوں نے جواب دیا اور جس نے اس سے انکار کیا وہ بلا شک وشبہ خائب وخاسر ہوا اور اللہ صدق وصواب زیادہ جانتا ہے اسی کے پاس بہتر ثواب ہے اور وہی مرجع ومآب ہے، اپنے رب وہاب کی رحمت کا امیدوار....

خادم السنۃ واہل السنۃ عبد الصدیق محمد وحید
الحنفی الفردوسی العظیم الآبادی ناظر التحفۃ الحنفیہ ومہتمم مدرسۃ الحنفیہ

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد عبدالواحد قادری پٹنوی

بسم اللہ حامداً و مصلیاً

امابعد! رفع طاعون و وبا کے لئے قنوت جائز ہے کیوں کہ بحر الرائق و فتح القدیر وردالمحتار وغیرہا کتب معتمد علیہا میں مطلقاً نازلہ کے وقت قنوت کو مشروع لکھا ہے کسی خاص فتنہ و مصیبت کی قید نہیں پس طاعون بھی اس میں داخل ہے چنانچہ صاحب الاشباہ والنظائر نے اس امر کی تصریح فرمادی ہے کہ طاعون سخت ترین مصائب ہے انتہی. پس زید کا رفع طاعون و وباء کے لئے قنوت ماننے کو کذب و بہتان بتانا اس کے کمال علم دیانت پر یا یوں سمجھئے کہ جہالت وسفاہت و بددیانتی پر دلالت کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو توفیق توبۂ نصوح عطا فرمائے آمین!

کتبہ ابوالاصفیا. محمد عبدالواحد قادری مجددی

تصدیق: حضرت علامہ مفتی محمد نبی بخش عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰہ وبہ نستعین و	یعنی ہم تعریف کرتے ہیں اللہ کی اور اسی
نصلی علی رسولہ خاتم	سے مدد چاہتے ہیں اور ہم درود و سلام
النبیین وعلی آلہ اصحابہ	بھیجتے ہیں اس کے رسول خاتم النبیین
اجمعین امابعدفان القنوت	پر اور ان کے تمام آل واصحاب پر
فی صلاۃ الفجر لرفع الطاعون	امابعد! بے شک نماز فجر میں قنوت

جائز کماحققه الفاضل البریلوی فلله دره حیث حقق الحق وابطل الباطل واللّٰه اعلم بالصواب والیه المرجع والماب۔

جائز ہے رفع طاعون کے لئے جیسا کہ مجیب فاضل بریلوی نے ثابت فرمایا تو اللہ ہی کے پاس اس کا ثواب ہے جس نے حق کو حق اور باطل کو باطل کیا اور درست اللہ ہی زیادہ جانتا ہے وہی مرجع ومآب ہے

کتبہ ابوطاہر نبی بخش بہاری عفاعنه الباری

تقریظ وقطعہ تاریخ طبع اجتناب العمال عن فتاوی الجہال

ازنتائج طبع: ادیب اہلسنت حضرت علامہ محمد ضیاالدین صاحب

حمد بیکراں اس باغبانِ گلزار کائنات کو سزاوار جس نے اشجارِ گوناگوں اثمارِ بوقلمون کو استار مسطورہ سے نکال کر اظہار فرمایا اور تماشا اپنی نیرنگی قدرت و بے رنگی بے چونی خالقیت کا دکھایا اور ہزاراں ہزار گلہائے شکر اس صانع حقیقی کی ذات مجتمع جمیع صفات پر نثار کہ انسان ضعیف البنیان کو خلعت " ولقد کرّمنا بنی آدم" پہنایا اور تمام مخلوقات سے معظم بنایا اور فحاتِ دُرودنا معدود اس سید المرسلین خاتم النبین کے نذر جو پیدائش گلستان عالم کا باعث بنا اور سرتاج بنی آدم ٹھہرا۔

اسرارِ مکنونِ پروردگار کا رازدار امورِ ماکان وما یکون پر خبردار خزانۂ ارزاق تحتِ اختیار بلکہ کل اشیاء کا مختار، مالک حوضِ کوثر شافعِ یوم محشر غرض کہ وہ ایسا بشر کہ بشر اس کی درکِ کنۂ ماہیت میں ششدر ۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فصلی اللہ علیہ وعلی الہ	یعنی اللہ درود وسلام بھیجے حضور ﷺ پر
المکرمین وصحبہ المعظمین	اوران کے آل کرام اوراصحاب
وعلی من تبعھم باحسان	عظام پراوران پرجنھوں نے احسان
من الائمۃ المجتھدین الباذلین	کے ساتھ ائمۂ مجتہدین باذلین کی
وسعھم فی استنباط الاحکام	پیروی کی اوران پرجنھوں نے آیت
من الآیۃ وسنۃ سیّد المرسلین	اورسنت سیدالمرسلین سے احکام
سیما علی امام الائمۃ سراج	کے استنباط میں کوشش کی خاص کر
الامۃ الامام الاعظم و	امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم
الھمام الاقدم الافخم ابی	ہمام اقدم الافخم ابوحنیفہ تابعین کے
حنفیۃ سیّدالتابعین.	سردار پر۔ (فاروقی)

امابعد! خامۂ دلفگار رونالۂ کناں صفحۂ قرطاس پراشک خونی ریزاں کہ اسلام کی شگفتہ کلی مرجھاگئی پژمردگی چھاگئی، بادسموم لامذہبی اپنا پورا اثر دکھاگئی، آتش بددینی دینداری کی سرسبزی وشادابی کوجلاگئی، اب اسلام برائے نام باقی فرق باطلہ نے بیخ کنی شریعت ٹھانی، کوئی اس کے بھیس میں دنیا کماتا رہا سہانام مٹاتا کوئی دامِ جہل مرکب میں پھنسااس سے ہاتھ دھویا کسی پرخباثت باطنی خواہش نفسانی غالب آئی، اپنی نشست

علیحدہ بنائی، کسی نے صلحاء وابرار خاصانِ کردگار بلکہ اخص الخواص محبوب پروردگار شفیع روز شمار سے دشمنی پیدا کی، اپنی عاقبت بگاڑی سنت کی توہین کو دین وآئین قرار دیا جماعت اہلسنت سے بغض پیدا کیا، جہالت وبددینی کا بھوت سر پر چڑھا، ہماری عقل سلیم نے پرواز کیا نورِ ایمان نے جواب دیا لباس اسلام اتار کر پھینکا شتر بے مہار کے طرح جو جی میں آیا کیا، آزادانہ جو چاہا بکا:

خذلهم الله تعالیٰ فی الدنیا والاخری. یعنی اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں رسوا کرے۔ (فاروقی)

چنانچہ دمنی صاحب کو از سرِ نو جوش پیدا ہوا، باسی کڑھی میں اُبال آیا، چھ ورقی ایک رسالہ مسمّٰی بہ ''ضروری سوال'' لکھ مارا، اچھا خاصا بھانمتی کا تھیلا ہر ورق میں ایک نیا تماشا کسی ورق میں قنوتِ طاعون کی ممانعت کسی میں اس کے پڑھنے کی اجازت کسی میں محبوبانِ الٰہی علمائے ربانی کی شانِ عالی میں گستاخی کسی میں اپنی وہابیت کھولی سابق کی توبہ توڑی کسی میں عوام کو فریب دیا، چالاکی سے کام لیا، رسالہ کیا لکھا گویا مجموعہ جہالات گلدستہ مزخرفات بنایا، ان لوگوں نے اپنی قوت بھر شمع اسلام کے گل کردینے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

اگر شہسوارانِ سنت نگہبانانِ بوستان شریعت کی چند متبرک صورتیں نہ پڑتیں تو نہ معلوم دشمنانِ دین متین کی کس قدر ہمتیں بڑھتیں آخر ایک شیر بیشۂ شریعت، عالم اہل سنت ماحی بدعت اٹھ کھڑا ہوا، جملہ روباہ بازیوں کو آن کی آن میں نیست ونابود کردیا حالات اندرونی وبیرونی کو آشکارا کیا، یعنی ''ضروری سوال'' کا جواب لاجواب سراپا

صدق وصواب مسمّی باسم تاریخی "اجتناب العمال عن فتاوی الجہال"
اس خوبی سے تحریر فرمایا کہ مخالفین نے بھی نعرۂ مرحبا بلند کیا، حسن لیاقت کی کامل داد دی، تحقیق انیق کی بہت کچھ تعریف کی۔

اے قادر توانا حضرت مجیب لبیب مولانا مولوی **محمد حامد رضا** خان صاحب کو دارین میں جزائے خیر عنایت فرما جنھوں نے حمایت شریعت اعانت اہل سنت و جماعت فرما کے بہت سے سنیوں کو ورطۂ گمراہی سے نکالا۔

قطعۂ تاریخ

کہاں ہے وہ نجدیٔ فرخندہ خو ☆ کہ امسال جاگے ہیں جس کے نصیب
بچھایا تھا عرصے سے دام فریب ☆ کہ لوگوں کو پھانسے بنا کر حبیب
دو ورقی رسالہ بھی اک لکھ دیا ☆ جہالات اس میں بھر وہ عجیب
کہ اطفال سن کر ہنسیں اور کہیں ☆ اسی مادّے پر یہ بنا ہے ادیب
انھوں نے لکھا اس رسالے کا رد ☆ جو بیماریٔ جہل کے ہیں طبیب
کھلی سب حقیقت ہوا راز فاش ☆ جسے شک ہو دیکھے جواب مجیب
وہ ایسا چھپا صاف اور بے نظیر ☆ ہیں تعریف کرتے فہیم و لبیب
ضیاء کو ہوئی فکر تاریخ کی ☆ خرد نے کہا سن لے میرے حبیب
تجھے فکر کیوں ہے یہ مشہور ہے ☆ لکھا ہے یہ اچھا جواب غریب
۲۰.................. ۱۳ء

فتاویٰ حامدیہ

کتاب

البیوع

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص دھان اس طرح فروخت کرتا ہے کہ اگر نقد روپیہ ہو تو بازار کے بھاؤ یعنی ۱۶ ارسولہ سیر کے اور اگر قرض ہو تو ۱۰ ارسیر کے، آیا اس قسم کی بیع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- اگر نفس عقد میں شرط لگائی کہ نقداً اتنے اور نسیۃً اتنے کو تو فاسد ہے کہ بیع ہرگز ایسی جہالت ثمن کا تحمل نہیں کرسکتی۔

فی الخلاصة:

"رجل باع شیئاً علی انه بالنقد بکذا او بالنسیة بکذا لم یجز" یعنی اگر کسی شخص نے اس طور پر بیع کی کہ نقد اتنے روپے میں اور ادھار اتنے روپے میں تو یہ بیع جائز نہیں۔ (فاروقی)

ہاں اگر نفس عقد میں کوئی شرط نہ کی اور مشتری کو قرض لیتا دیکھ کر دبایا اور نقد قیمت سے زائد کو بیع کیا تو اگرچہ بیع صحیح بلا کراہت ہوئی لیکن خلاف اولی ہوئی۔

''ردالمحتار'' میں ذکر بیع ''عینۃ'' میں زیر قول "وھو مکروہ" فتح سے نقل کیا:

"ان لم یعد (ای العین الی البائع) کما اذا باعه المدیون فی السوق فلا کراھة فیه بل خلاف الاولی اھ مختصراً" یعنی مبیع بائع کی طرف نہیں لوٹایا

جائے گا جیسے کہ جب مدیون نے اسے بازار میں بیچا تو اس بیع میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔ (فاروقی)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد ن المعروف بحامد رضا البریلوی

کان لہ اللہ تعالی بجاہ حبیبہ احمد المجتبی علیہ التحیۃ والثناء

صدق اللہ العظیم

فتاویٰ حامدیہ

کتاب

الحظر والاباحۃ

حضور پر نور مرشد برحق سیدی ومولائی حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا المفتی الشاہ محمد حامد رضا خانصاحب قبلہ

دامت برکاتہم القدسیہ ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہم ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد اشتیاق آستانہ بوسی معروض، حضور والا اس وقت مسلم لیگ مسلمانان اہلسنت کے دین وایمان کے لئے جس قدر تباہ کن وبیخ کن ثابت ہورہی ہے، کسی سنی مسلمان پر مخفی نہیں، اس کے چاروں مقاصد اساسیہ مشتمل بر محرمات وضلالات و بطالات بلکہ منجر بکفریات ہیں اس کے آل انڈیا لیڈران اپنی تقریروں میں کھلم کھلا کہہ رہے ہیں کہ اہلسنت ووہابیہ وروافض کے تفرقے مٹادو سب کو آپس میں ملادو، صاف صاف پکار رہے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے سوالات کو اس وقت مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے سے افتراق واختلاف پیدا ہوتا ہے لہٰذا ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات کو دفن کردینا چاہئے، مولویوں نے مذہب کی دوکانیں کھول رکھی ہیں ہمیں اس وقت ان کا بائیکاٹ کردینا چاہیئے، خاکساروں سے بڑھ کر مرتدین وکفار اس زمانے میں اور کون ہوں گے جن پر حکیم الامۃ الوہابیہ اشرف علی تھانوی کو بھی فتوئ تکفیر دینا پڑا۔

مگر مسلم لیگ کے ذمہ دار لیڈران ان کفار خاکسار کو اسلام کا رازدار بتارہے ہیں کانگریس کے مقابلے میں خاکساروں کی حمایت ودلسوزی کے مرثیئے گارہے ہیں

لیگی اخبارات شور مچا رہے ہیں کہ عنایت اللہ خاں مشرقی نے ''تذکرہ'' میں قرآن پاک کے حقائق ومعارف ظاہر کیے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ ایسی حالت میں ہر ایک سنی مسلمان پر روشن ہے کہ مسلم لیگ اس وقت سنی مسلمانوں کے دین ومذہب کی کانگریس سے بھی زیادہ دشمن ہے۔

سنی علماء پر فرض ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ ساتھ اس لیگ خبیث کا بھی واضح طور پر رد فرمائیں اور سنی مسلمانوں کو لیگ کے فتنۂ عظمیٰ سے بچائیں مگر نہایت ادب کے ساتھ معافی مانگتے ہوئے خدمت اقدس میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں یہ خبر ملی ہے کہ سرکار والا تبار خاک بدہن بدمذہباں مسلم لیگ پر رد فرمانے سے سکوت فرماتے ہیں، بلکہ جو لوگ مسلم لیگ پر رد کر رہے ہیں حضور والا ان پر ناراض ہیں بلکہ یہاں تک یہاں کہا جاتا ہے کہ حضور والا شرکت مسلم لیگ کو مخمصہ وضرورت کے ماتحت لاکر معاذ اللہ سنی مسلمانوں کو اس کی رخصت شرعیہ دیتے ہیں ہم خدام بارگاہ رضوی کو بالخصوص مجھ سگ آستانہ رضویہ کو ظن غالب ہے اور جس مسند پاک پر سرکار جلوہ گر ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یقین کامل ہے کہ یقیناً یہ خبر جھوٹی ہوگی۔

لہٰذا عرض کرتا ہوں کہ اس الزام سے حضور والا اپنی ذات مقدس صفات کی تبریت بہت جلد تحریر فرمائیں اس تحریر منیر پر سرکار کے دستخط شریف اور مہر اقدس ضرور ثبت ہوں تاکہ ہم غلاموں کو اطمینان حاصل ہو اور جن لوگوں نے یہ خبر وحشت اثر دی

ہے ان کی زبان بند کی جاسکے، یہ عریضہ نیاز جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب قادری گورداسپوری زید مجدہم کی معرفت حاضر خدمت کرتا ہوں تاکہ وہ ایسے وقت جو حضور والا کی فرصت کا ہو خدمت اقدس میں پیش کریں اور حضور والا اس کا جو کچھ جواب عطا فرمائیں وہ میرے نام روانہ فرمائیں والسلام مع التبجیل والاکرام۔

حضور والا کا حلقہ بگوش حاجی عثمان عبداللہ کھتری قادری رضوی حامدی عفی عنہ ،

رضوی سوپ فیکٹری جام جودھپور کاٹھیاواڑ شنبہ ۷؍رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

مکرر عرض ہے کہ یہ عریضہ نیاز پہلے جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب کی معرفت بذریعۂ رجسٹری حاضر خدمت کیا تھا اب تک اس کے جواب سے مشرف نہ ہوا لہٰذا آج دوبارہ یہی عریضہ براہ راست خدمت اقدس میں حاضر کرتا ہوں والسلام مع التعظیم والاکرام۔

چہارشنبہ ۲۵؍رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ

(الجواب) برخوردار سعادت آثار حامی سنت عزیز طریقت سیٹھ عثمان عبداللہ سلمہ المولیٰ تعالیٰ، آپ کا مسرت نامہ موصول ہوا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی تمہاری خیریت معلوم ہو کر مسرت ہوئی، میں ضعیف ونحیف تمہیں معلوم ہے کہ ایک مدت مدیدہ تک علالت شدیدہ برداشت کر کے مولیٰ تعالیٰ نے حیات تازہ عطا فرمائی، میں اپنے دل ودماغ کی کمزوری کے باعث کوئی دماغی محنت کرنے کے ناقابل ہوں۔

میرے اوپر جوافترأت واتہامات اٹھائے جارہے ہیں ان کی نسبت صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ "اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی" یعنی اللہ ہی کی طرف شکوہ ہے مفتریوں کو یہ وعید قرآنی کافی ہے کہ:

اِنَّمَا یُفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِآیَاتِ اللّٰہِ یعنی جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ (کنزالایمان)

میرے احباب کو ضرور ان افترأت سے روحانی صدمہ وقلبی اذیت پہنچی ہوگی اور قران عظیم ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُہْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا یعنی اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سرلیا۔ (کنزالایمان)

ان باتوں سے جو آپ نے مجھ کو لکھیں مجھے سخت اذیت اور روحی صدمہ پہنچا۔

حدیث میں ہے:

"من اذی مسلما فقد اذانی" یعنی جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی بے شک اس نے مجھے اذیت دی۔ (فاروقی)

میں خوب سمجھتا ہوں کے یہ مراسلہ آپ کا مراسلہ نہیں ع

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں ☆ اور ہی کوئی ہے اس پردۂ زنگاری میں

خیر وہ کوئی بھی ہو اسے ایک یہ حدیث پہنچا دیجئے:

"ملعون من ضار مو مناً او مکر جو مسلمان کو مضرت پہنچائے یا اس کے ساتھ مکاری کرے تاجدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے وہ ملعون ہے رواہ الترمذی عن ابی بکر الصدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) وقال ھذا حدیث غریب"

دوسری حدیث میں ہے:

"من ضار مو مناً ضار اللہ بہ و من شاق شاق اللہ علیہ یعنی جس نے مسلمان کو مضرت پہنچائی یا پھوٹ ڈالی وہ ملعون ہے اللہ اسے مضرت دے گا"

قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا یعنی بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت

کاعذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

عزیزم! حضور تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کا ارشاد سنا کہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا پہنچائی ارشاد قرآنی سنا کہ جو لوگ ایمان والے مردوں، عورتوں کو اذیت دیتے ہیں وہ لوگ اللہ عزوجل کو ایذا دیتے ہیں انہوں نے اپنے سر لیا کھلا بہتان

اور اس ارشاد ربانی میں صاف صاف ارشاد ہوا کہ:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا" یعنی بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت کا عذاب یار کر رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

یہ سارے کرتوت اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے اور امام اہلسنت حضور پرنور اعلی حضرت قدس سرہ العزیز کے قلب انور کو ان کے مزار اطہر میں اذیت پہنچانے والے ہیں وہ یقیناً اللہ کے سچے محبوب عاشق رسول سچے نائب غوث الوری جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وعلی ابنہ الکریم وبارک وسلم تھے اور بحمدہ تعالی انھوں نے مجھے اپنا سچا جانشین کیا اور میں نے مولانا عبدالباری لکھنوی کے ساتھ انھیں کی روش برتی جبکہ وہ لکھنؤ کے ریلوے

اسٹیشن پر میرے استقبال کے لئے آئے تھے اوران کے ہمراہ لکھنؤ کے بڑے بڑے جاگیر داراور روسا ٔ و علماء سینکڑوں کی تعداد میں تھے میری گاڑی کے آنے پر میرے سیکنڈ کلاس کے ڈبے کے پاس بسرعت آئے اور جب میں اترا انہوں نے سلام کیا میں نے جواب نہ دیا انہوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھ مصافحہ کو نہ دیا میں ویٹنگ روم کی طرف بڑھا وہ میرے پیچھے پیچھے آئے اور دیر تک میری شرکت کے لئے اصرار کرتے رہے میں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک میرے اور آپ کے درمیان مذہبی صفائی نہ ہوجائے میں آپ سے نہیں مل سکتا نہ آپ کے جلسے میں شرکت کروں نہ آپ سے میل جول رکھوں اور بحمدہ تعالیٰ میری اس روش سے انہیں متاثر ہونا پڑا اور انہوں نے صدرالافاضل مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے بالمشافہ توبہ نامہ تحریر فرمایا اس کے بعد میں ان سے ملا۔

عزیزی مولوی حشمت علی صاحب اس کے شاہد ہیں عزیزم پھر مجھ پر یہ افتراء کہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول اتحاد وارتباط روا رکھتا ہوں، کہاں تک قابل یقین ہوسکتا ہے؟ میں ہرگز ہرگز مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوا تھا واللہ علی ما اقول وکیل.

بلاشبہ بحالت موجودہ لیگ قابل اصلاح ہے، اس میں بہت سی شرعی خامیاں ہیں، میں نے ہرگز آج تک کسی سے اس کی شرکت کو نہ کہا وکفی باللہ شہیدا ہاں

بعض اوقات جب مجھ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو میں نے اس کے شرعی نقائص پر روشنی ڈالی، ہاں اتنا ضرور کہ جو سنی رضوی اس میں کسی غرض شرعی یا محض ناواقفی سے اس میں شریک ہو گئے ہیں ان کی نسبت میں کوئی سخت حکم نہیں لگاتا اور یہ شرعی نقطۂ نظر سے کہتا ہوں اس کے لئے میرے ذہن میں دلائل ہیں، اس سے مجھے لیگ کی حمایت مقصود نہیں بلکہ اپنے سنی رضوی بھائیوں کو تکفیر و تضلیل و تفسیق سے بچانا مقصود ہے، میرے سامنے حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روش ہے، مدرسہ (منظر اسلام) بحیثیت تبلیغ دین اور جماعت (رضائے مصطفےٰ) بحیثیت تبلیغ عقائد اہلسنت بفضلہٖ تعالیٰ اسی روش اور اسوۂ حسنۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیں۔

حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مولوی عبدالباری صاحب کی دعوت پر اس جلسے میں بھیجا تھا جس کے دعوت نامے میں مولانا عبدالباری صاحب وغیرہ علمائے فرنگی محل کے ساتھ مجتہدین روافض کے بھی نام تھے اور یہ وہ وقت ہے جب مانٹیگو وزیر ہند ہندوستان آیا تھا اور سیلف گورنمنٹ کا ہندوستان میں ایک شور غوغا مچا ہوا تھا، مولانا عبدالباری صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس وقت اگر ہماری آواز کوئی وزن نہ رکھے گی تو دیوبندی تمام مسلمانوں کے نمائندے بن کر اہل سنت کو مضرت پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔

میرے ہمراہ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب رامپوری صدر دار العلوم اور

جناب مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب خلفائے اعلیٰ حضرت بھی تھے اور ہمیں اس جلسے میں جانا پڑا تھا جس میں روافض و وہابیہ وغیرہ بھی شریک تھے تو کیا تحفظ حقوق کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمیں اجازت شرکت دینا عیاذا بالمولیٰ تعالیٰ گمراہی و فسق کہا جاسکتا ہے اور کیا ہم سب شریک ہونے والے کسی گمراہی و فسق کے مرتکب ہوئے تھے؟ حاشا!

"الامور بمقاصدها وانما الاعمال بالنيات ولكل امرى مانوى یعنی امور اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہوتے ہیں اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص اس کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی" (فاروقی)

عزیزم ان افترائات کا سبب صرف اور صرف یہی ہے کہ میں نے اس مسئلہ کے متعلق محض بطور افہام و تفہیم تبادلۂ خیالات کرنا چاہا تھا میں اہل سنت میں تفریق اور رضویوں پر فتوئ تضلیل و تفسیق ہرگز پسند نہیں کروں گا، میرے نزدیک جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے حلقہ بگوش ہیں وہ اگر کسی غرض شرعی سے شریک ہوگئے ہیں تو ان پر میری فقہی نظر میں کوئی شرعی الزام نہیں ہاں جن کے عقائد فاسد ہوں جیسے عقائد رکھتے ہوں ویسے ہی حکم تکفیر یا تضلیل یا تفسیق کے مستحق ہوں گے۔

عزیزم میں نے تو اس بلائے عظیم کو دیکھتے ہوئے چاہا تھا کہ اہل سنت کی تشکیل

ہو جائے اور علمائے کرام ایک تنظیم کے تحت اپنی وہ آواز حق بلند کریں جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز تھی یعنی کفار ومشرکین سے موالات حرام ہونا اور یہ آواز حضور پرنور ہی کی آواز نہیں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدائے برحق ہے۔

ہماری آواز پر اہلسنت لبیک کہیں گے اور ہماری منظم جماعت کی آواز ملک وقوم میں اپنے سر کے کانوں ہی تک نہیں دلوں کی گہرائیوں میں اثر کرے گی، مسلمان لیگ وغیرہ کی رو میں نہ بہیں گے بلکہ ہمارے ساتھ ہم آواز ہوں گے اس طرح ہم لیگ کے شریک نہ سمجھے جائیں گے بلکہ لیگ ہماری آواز اٹھانے والی ہوگی، اس ''منظم جماعت علماء'' کی ہدایات لیگ اور تمام ادارات اسلامیہ کو مذہباً ماننا پڑیں گی، مسلمان ان مفاسد شرعیہ سے محفوظ ہو جائیں گے جن کا خطرہ اب محسوس کیا جاتا ہے۔

عرس سراپا قدس امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو اکابر علمائے اہل سنت تشریف لائے تھے میں نے ان سب کو جمع کر کے اس تنظیم کی تحریک کی تھی مگر شومیٔ قسمت سے بعض حضرات کو ایک آنکھ نہ بھائی، مجلس مشاورت سے انھوں نے اس تفریق کو نظر استحسان سے دیکھا۔

پیارے عثمان! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے جو یہ راہ عمل نکالی تھی اس میں کوئی شرعی نقص تھا؟ یا کوئی کفر و گمراہی کا راستہ تھا جس کی یوں تخریب روا رکھی گئی؟ مجھے اس کی

ان صاحبوں سے ضرور شکایت ہوئی اور ہے جب یہ سب بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا تو مجبوراً میں اور دوسرے صاحبان بھی اٹھ کر چلے آئے، زمانہ شناسی اگر ہوتی تو اس وقت دیو بندیوں پر بری بنی تھی جگہ جگہ انھیں ذلت و رسوائی کا سامنا تھا، مسلمان ان سے متنفر ہو رہے تھے اگر یہ ''تنظیم علمائے اہلسنت'' ہو جاتی تو ہماری آواز نہ صرف کانگریس کے لئے زلزلہ افگن ہوتی بلکہ احرار ''جمیعۃ العلماء'' دہلی اور تمام کانگریسی دیو بندی مولوی سب سے مسلمان جدا ہو کر اہلسنت کے ساتھ ہوتے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز حق بلند کرتے ان کی سچی غلامی کا دم بھرتے میں ضرور اس کی ضرورت محسوس کرتا تھا اور اس وقت جو مہلکے کی حالت مسلمانوں کے لئے ہے وہ کھلی آنکھوں کے سامنے ہے، مشرکین ہمارے دین اور مساجد کی توہین کر رہے ہیں، قربانی گاؤ اور اذان جیسے شعائر دین بند کئے جا رہے ہیں، مسلمانوں کی جان و مال و عزت و آبرو سخت خطرے میں ہے، اسلام کے نام لیوا محض اس جرم پر کہ ''مسلمان'' ہیں ذبح کئے جا رہے ہیں، کیا اب بھی ضرورت شرعی کا تحقق نہیں ہوتا؟

حضرت سید محمد میاں صاحب نے مارہرہ شریف میں خود اس کا اعتراف کیا کہ حالت مخمصہ ہے، میں نے اس مسئلہ میں تنقیح کے متعلق بحث و تمحیص کے طور پر تقریر کی تھی، اس سے میری غرض کسی کی موافقت یا مخالفت ہرگز نہ تھی، میری اس تقریر کی بنا پر اتہامات و افترائات کئے جا رہے ہیں، میں اب بھی یہ کہنے کو تیار ہوں کہ ضرورت شرعیہ

کے وقت بہت سے محظورات مباح ہو جاتے ہیں بلکہ محرمات قطعیہ حتی کہ کلمۂ کفر بھی زبان پر لانا حلال وروا ہو جاتا ہے۔

خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" یعنی اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

"تفسیرات احمدیہ" میں حضرت ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں:

"ثم هذه المحرمات انما حرم اكلها اذ كان في حالة الاختيار واما في حالة الاضطرار فحكمها الرخصة على ما صرح به في قوله تعالىٰ فمن اضطر الآية، يعني فمن اضطر من جوع او شرب بحيث يخاف تلف النفس" یعنی ان محرمات کا کھانا اس صورت میں حرام ہے

جبکہ حالت اختیار میں ہواور اگر حالت اضطرار ہر تو حکم رخصت
ہے جیسا کہ اللہ کے اس قول "فمن اضطر الآیۃ"
سے مصرح ہے یعنی اس قدر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہو کہ
جان پر بن آئی ہو۔ (فاروقی)

اس آیت کریمہ میں تحریم میتۃ ودم مسفوح وگوشت خنزیر اور جو چیز کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کی گئی ہو بنص قطعی بیان فرمائی گئی پھر ارشاد فرمایا گیا کہ یہ حرمت حالت اختیار میں ہے مگر حالت اضطرار میں ان کا استعمال بقدر ضرورت روا ہے یعنی سخت بھوک یا پیاس کے وقت جبکہ اندیشۂ ہلاکت ہو تو جان بچانے کیلئے بقدر سد رمق حیات سؤر یا مردار یا ایسی چیز جس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا گیا ہو کھانے کی رخصت ہے، ہمارے اکثر ائمۂ کرام کا مناسب مذہب مہذب یہی ہے کہ حرمت اصلاً باقی نہ رہی حتی کہ اگر صبر کیا اور اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مر گیا۔

اسی "تفسیرات احمدیہ" میں ارشاد فرمایا:

"وذهب اكثر اصحابنا الى انه يرتفع الحرمة اصلاحتى لو صبر و مات يموت آثما" یعنی ہمارے اکثر ائمۂ کرام کا مذہب یہ ہے کہ حرمت اصلاً باقی نہ رہی یہاں تک کہ اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو گنہگار مرا۔ (فاروقی)

ہمارے یہ حضرات ائمہ کرام قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال فرماتے ہیں:

"وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ" یعنی وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔ (کنزالایمان)

اور جو کلام مقید باستثناء ہوتا ہے وہ صادر امر مستثنیٰ سے تعبیر ہوتا ہے تو ثبوت حرمت صرف حالت اختیار میں ہوا اور قبل تحریم اباحت تھی تو حالت اضطرار میں وہ بحالہا باقی رہی اور حرمت مرتفع ہوگئی کما افید فی التفسیر المذکور.

یہ تو ارتکاب محرمات قطعیہ کا جواز وقت ضرورت صحیحہ شرعیہ تھا جس کا ثبوت میں نے قرآن کریم سے دے دیا میں نے کہا تھا کہ اجرائے کلمۂ کفر کی بھی ایسی حالت میں اجازت ہے، اسے بھی قرآن کریم ہی سے سن لیجئے۔

قال تعالیٰ:

"مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهٖٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْإِيْمَانِ" یعنی جس نے کفر کیا اللہ کے ساتھ بعد ایمان لانے کے مگر وہ کہ مجبور کیا گیا حالانکہ قلب اس کا ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب کفار قریش نے ضعفائے مسلمین مثل حضرت بلال وخباب وعمار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر قابو پالیا تو ان کو باکراہ واجبار ارتداد وکفر پر مجبور کیا حتی کہ والدین حضرت عمار نے شہادت قبول فرمائی اور ایمان پر ثابت قدم رہے، کفار کے اکراہ کا کچھ اثر نہ لیا مگر حضرت عمار چونکہ ضعیف ونحیف تھے اور کوئی مفر کی صورت نہ تھی تو انہوں نے اپنی زبان پر کلمۂ کفر کا اجرا فرمایا مگر ان کا قلب مبارک ایمان کی تسلی وسکون سے مملو تھا، یہ بات حضور تاجدار دو عالم ﷺ تک پہنچائی گئی اور کہا گیا کہ معاذ اللہ عمار کافر ہو گئے، تو ارشاد فرمایا:

"کلا ان عمار املئی ایمانا من قرنہ الی قدمہ واختلط الایمان بلحمہ ودمہ یعنی عمار سر سے پاؤں تک نور ایمان سے پُر ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں مخلوط ہے"

اس کے بعد حضرت عمار روتے ہوئے حاضر ہوئے تو رحمت عالم ﷺ نے ان کا خون پونچھا اور ان کی چشمان مبارک اپنے ملبوس اقدس سے صاف فرمائیں اور ان سے ارشاد کیا کہ:

"یا عمار کیف وجدت قلبک حین اکرہت اے عمار جب تم مجبور کیے گئے تو تم نے اپنے قلب کو کیسا پایا؟"

تو عرض کیا کہ مطمئن بالایمان، ارشاد فرمایا کہ:

''ان عادوا لك فعدلهم اگر پھر تمہارے ساتھ کریں تو تم
ان کے ساتھ ایسا ہی کرو، یعنی پھر تم سے بالاکراہ کلمۂ کفر
کہلوائیں تو تم باطمینان قلب کہہ لو''

اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی، یہاں بھی ''الا من اکرہ'' استثناء متصل ہے یعنی:

''من اکرہ علی اجراء کلمۃ الکفر علی لسانہ و کان قلبہ
مطمئنا بالتصدیق فانہ لیس بکاذب او مفتر او مغضوب''
یعنی جو اپنی زبان پر اجرائے کلمۂ کفر کے لئے مجبور کیا جائے
اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو تو نہ وہ جھوٹا ہے نہ
مفتری نہ مغضوب۔ (فاروقی)

ہاں یہاں صرف رخصت ہے، عزیمت یہی ہے کہ صبر کرے اور اجرائے کلمۂ کفر زبان پر نہ کرے یہاں تک کہ قتل کیا جائے اور شہید مرے۔

علامہ مرغینانی صاحب ''ہدایہ'' نے ''کتاب الاکراہ'' میں فرمایا اگر اللہ کے ساتھ کفر یا سب نبی پر مجبور کیا جائے اور اسے اپنی جان یا کسی عضو کے کٹ جانے کا خوف ہو تو اسے جائز ہے کہ جس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے اسے ظاہر کرے اور اپنے دل میں ایمان کو مخفی رکھے لحدیث عمار المذکور۔

کفار نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر تم اسلام سے منحرف

ہو جاؤ تو ہم تمہاری جاں بخشی کر دیں گے تو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم اگر تمام دنیا کی دولت میرے قدموں میں ڈال دی جائے تو بھی میں اسلام سے روگردانی نہ کروں گا، یہاں تک کہ سولی دئے گئے، حضور سرور کونین ﷺ نے ''سید الشہدا'' کا خطاب عطا فرمایا اور ایسے لوگوں کی نسبت ارشاد ہوا:

"ھو رفیقی فی الجنۃ" (یعنی وہ جنت میں میرے ساتھی ہیں۔ (فاروقی)

فقہائے کرام کے اقوال مبارکہ اس بارے میں بیش از بیش ہیں انہوں نے ضرور خود ایک اصل شرعی وضع فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"الضرورات تبیح المحظورات" یعنی ضرورات شرعیہ سے ممنوعات شرعیہ مباح ہو جاتے ہیں۔ (فاروقی)

اور حدیث ''صحیح مسلم'' میں فرمایا:

"من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما یعنی جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو وہ ان میں سے آسان کو اختیار کرے"

فقط۔ فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ وگدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

از آستانہ رضویہ عالیہ قدسیہ محلّہ سوداگران بریلی شریف

بملاحظہ حامیٔ سنت جناب بابالعل صاحب سلمہ المولیٰ تعالیٰ..........

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں لیگ کو بحالت موجودہ کہ اس کے اندر شرعی مفاسد ہیں اور بہت سے گمراہ بد مذہب بد دین شریک ہیں نظر استحسان سے نہیں دیکھتا اور اس بنا پر میں نے آج تک کسی کو اس کی شرکت کی اجازت نہیں دی مگر اس کے ساتھ ہی جو لوگ اس میں خالص سنی رضوی شریک ہو گئے ہیں ان پر سخت حکم دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ جب ان کی شرکت کسی شرعی نقطۂ نظر سے ہو تو تکفیر کیا معنیٰ تضلیل و تفسیق کا بھی شرعاً حکم نہیں دیا جا سکتا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے، سائل نے دریافت کیا کہ کافر و مرتد و مبتدع و بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسا ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتدا بسلام کرنا، دوستی رکھنا وغیرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کو بے ضرورت ابتدأ بسلام اور بلا وجہ شرعی مخالطت حرام، ان کے لئے افعال تعظیمی بالفاظ تعظیمی کا بھی یہی حکم فرمایا اور پھر فرمایا فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد

فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت، ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے فان الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے میں اسے بہت تفصیل سے لکھنے کا قصد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

الغرض میں اپنوں کو جو خالصاً صحیح العقیدہ سچے سنی ہیں انہیں کافر فاسق گمراہ کہنا شرعی نقطۂ نظر سے ہرگز جائز نہیں رکھتا جو اس کے خلاف ہو وہ میرے خیال میں فقہ سے نابلد ہے جو مجھے اور دار العلوم منظر اسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کو لیگی کہے وہ مفتری کذاب ہے کسی تحریر و تقریر سے وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا فقط۔ ع

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم　　　تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ و گدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

سوال آمدہ ۲۱؍رجب المرجب ۱۳۵۸ھ متعلق مسلم لیگ

الجواب:- ملاحظہ حامی سنت ماحی بدعت مکرمی حاجی ابوبکر حاجی احمد صاحب سکریٹری انجمن تبلیغ صداقت بمبئی سلمہ المولیٰ تعالیٰ۔

بعد تحیۂ مسنونہ و ادعیۂ خلوص مشحونہ، آپ کا کرم نامہ وصول ہوا ہر سہ رسائل مذکورہ ''مسلم لیگ کی زرین بخیہ دری، واحکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ'' اور ''الجوابات

السنیۃ علی زھاء السوالات الیگیۃ" مجھے ملے تھے مگر بعض دوسرے صاحب ان کو دیکھنے کی غرض سے مستعار لے گئے تھے انہیں آج تک نہ دیکھ سکا اس لئے ان کے متعلق اب تک کوئی اظہار خیال نہ کر سکا۔

میری حالت سے آپ غالباً آگاہ نہیں میں نہایت سخت علیل تھا سات آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا حیات مستعار کی قطعاً امید باقی نہ رہی زندگی سے دور موت سے قریب تھا ابھی تک پوری صحت کافی قوت حاصل نہ ہوئی تھی کہ اس اثناء میں میرے گھر میں سخت علالت ہوئی اور وہ جانبر نہ ہو سکیں نیز میری علالت ہی میں میری ایک جوان بھتیجی اور میری ایک نواسی انتقال کر گئی پھر میرے عم محترم مولانا محمد رضا خانصاحب نے انتقال کیا اس بنا پر ہجوم افکار اور اس کے ساتھ کثرت کار نے مجھے بیکار کر رکھا، پھر ابھی تک بوجہ ضعف ونقاہت پیرانہ سالی اور دماغی کمزوری کی وجہ سے کوئی دماغی محنت کا کام کرنے سے معذور ہوں، ذرا دیر کتاب دیکھنے سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، یہ وجوہ ہیں کہ میں ضروری سے ضروری مراسلات کے جوابات نہیں دے سکتا اور تعویق وتاخیر پیش آجاتی ہے۔

میں لیگ کو بحالت موجودہ اچھا نہیں سمجھتا اس میں ضرور شرعی مفاسد ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے، میں نے اس کی اصلاح کو محسوس کیا تھا کہ علماء اہلسنت اس کی طرف متوجہ ہوں اور عوام جو سیلاب کی طرح بدمذہبوں، مرتدوں کے پنجوں میں پھنس

رہے ہیں اس سے محفوظ رہیں۔

کانگریس کی شاہی مسلمانوں کے لئے پیام موت تھی اس کا مجھے قلق تھا مگر علمائے اہل سنت کی طرف سے کوئی متفقہ آواز اس کے خلاف میں نہ اٹھی یہ کام کا وقت تھا کانگریسی مولوی اور دیو بندی اس وقت نہایت سخت ذلت ورسوائی کے گڑھے میں گر رہے تھے، ان کی کانگریس میں شرکت مسلمانوں کو ان سے نفور کر رہی تھی، جگہ جگہ ان پر لوگ حملہ آور ہوئے، داڑھیاں پکڑ پکڑ کر کفش کاوی کرتے۔

مگر افسوس ہمارے علماء کا جمود نہ ٹوٹا ان کی کوئی آواز مسلمانوں کے کان تک نہ پہنچی، کوئی صاحب اسلامی جھنڈا لے کر نہ اٹھے کہ تمام سنی اس کے نیچے جوق در جوق آجاتے اور ہماری ملک میں ایک آواز گونج جاتی، کفار و مشرکین گمراہ بددین جماعتوں کے مقابل خالص اہل سنت کا ایک محاذ قائم ہو جاتا، جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف سے خبیث کانگریس کی شرکت کی حرمت پر ایک نہایت مدلل فتویٰ قرآن کریم کے براہین کے ساتھ شائع ہوا حسین احمد وغیرہ تمام دیو بندی مولویوں کو میں نے بھی چیلنج دیا تھا کہ اس کی شرکت کا جواز ثابت کریں اور جن آیات قرآنیہ سے اس کی حرمت کا ثبوت دیا گیا ہے ان کا جواب دیں، کانگریس کے مظالم اس قابل نہیں کہ مسلمان بھول سکیں، افسوس صد افسوس کہ ہمارے علمائے اہل سنت وزعمائے ملت و اُمنائے سنت شریعت سوتے ہی رہے، اور وقت ضائع کر دیا۔

میں نے عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تنظیم اہل سنت کے لئے بہت سے اکابر علماء کو جمع کر کے چاہا تھا کہ ہماری ایک متفقہ آواز ملک سے مسلمانوں کی حمایت کے لئے اٹھے، اور مسلمان ہمارے علماء کی آواز پر لبیک کہیں، اور بیدینوں کے پنجے سے اس طرح انہیں نجات ملے اوراغیار کی قیادت سے نکل کر علمائے اہل سنت کی قیادت میں ہم اپنا کام کریں مگراس کی تخریب کردی گئی جس کے مخرب ہمارے ہی بعض افراد تھے، یہ ہماری غایت درجہ کی عاقبت نا اندیشی اورزمانہ ناشناسی تھی۔

میں لیگ کو بحالت موجودہ کہ اس کے اندر شرعی مفاسد ہیں اور بہت سے گمراہ بد مذہب بد دین شریک ہیں نظر استحسان سے نہیں دیکھتا اوراس بناء پر میں نے آج تک کسی کو اس کی شرکت کی اجازت نہیں دی مگراس کے ساتھ ہی جولوگ اس میں خالص سنی رضوی شریک ہوگئے ہیں ان پر سخت حکم دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ جب ان کی شرکت کسی شرعی نقطۂ نظر سے ہوتو تکفیر کیا معنی تضلیل وتفسیق کا بھی شرعاً حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ اگر کفار کے مذہبی میلوں میں مسلمان بغرض تجارت چلا جائے تو شرعاً جائز ہے، سائل نے دریافت کیا کہ کافر ومرتد و مبتدع و بد مذہب و فاسق کو اگر جیسے ہیں ویسا ہی مانے تو ایسے لوگوں کو ابتداً بسلام کرنا، دوستی رکھنا وغیرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کو بے ضرورت ابتدا ً بسلام اور بلا وجہ شرعی مخالطت حرام، ان کے لئے افعال تعظیمی بالفاظ تعظیمی کا بھی یہی حکم فرمایا اور پھر فرمایا فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اس کے بعد فرمایا اور مرتد مبتدع سے بالکل ممانعت، ان سب کے بعد صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ضرورت شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ ہے فان الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت شرعی سے ممنوع شرعی مباح ہو جاتا ہے میں اسے بہت تفصیل سے لکھنے کا قصد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

الغرض میں اپنوں کو جو خالصاً صحیح العقیدہ سچے سنی ہیں انھیں کافر فاسق گمراہ کہنا شرعی نقطۂ نظر سے ہرگز جائز نہیں رکھتا جو اس کے خلاف ہو وہ میرے خیال میں فقہ سے نابلد ہے جو مجھے اور دار العلوم منظر اسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کو لیگی کہے وہ مفتری کذاب ہے کسی تحریر وتقریر سے وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا فقط۔ ع

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم

تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم آستانہ رضویہ وگدائے سجادہ عالیہ بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱)......مذہبی نقطۂ نظر سے پارلیمنٹری بورڈ کیسا ہے؟ اوراس کی شرکت اوراعانت وحمایت کا کیا حکم ہے؟

(۲)......اگر کسی عالم سے کوئی مذہبی سوال ہوتو اس کا کسی کی رورعایت سے جواب نہ دینا کیسا ہے بینوا توجروا.

الجواب:- گاندھی گردی کی نامبارک مردہ تحریکوں کے اواگون کی جون خلافت کمیٹی تھی اس کی ٹکٹی نکل جانے پر دوسری جون یونٹی بورڈ بدلی، اب اسی نے تیسری جون مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے جنم لیا ہے. ؎

بہر رنگے کہ خواہی می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

بلاشبہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کانگریس کا طفل نوزائیدہ ہے، اس کے ارباب بست وکشاد وہی ہیں جو خلافت کمیٹی کے تھے، ان کی اسلام فروشیوں، کفر نوازیوں کے کارنامے ''تحقیقات قادریہ'' وغیرہا رسائل اہل سنت میں مفصل درج ہیں کس نے نہ دیکھا کہ بریلی میں جو پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ ہوا اُس میں چوٹی کے وہابیہ دیوبندیہ خذلہم اللہ تعالیٰ ہی بھرے ہوئے تھے وہی اس کے گل سرسبد واہل حل وعقد تھے جو جماعت اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کی جماعت ہو اللہ ورسول اس سے بیزار وبری

ہیں (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) وہ ہرگز مسلمان کی جماعت کہلانے کا حق نہیں رکھتی اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ نے جو احکام قرآن وحدیث کے دلائل وبراہین کی روشنی میں خلاف کمیٹی کے متعلق دیئے تھے وہی پارلیمنٹری بورڈ کے متعلق ہیں۔

کیا عزیزان اہل سنت ان سے نابلد ہیں؟ کیا وہ ارشادات عالیہ فراموش کردینے کے قابل ہیں؟ فقیر اپنے زاویۂ نگاہ سے پارلیمنٹری بورڈ کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کے ساتھ تعاون وشرکت عمل، اس کی حمایت واعانت کو مذہبی نقطۂ نظر سے ناجائز وحرام جانتا ہے، الیکشن کی اہمیت ہرگز ناسخ احکام شریعت نہیں ہوسکتی۔ ؎

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

(۲)...... کسی مذہبی سوال کا بے عذر شرعی جواب نہ دینا گناہ ہے اس کے متعلق وعید شدید آئی ہے حدیث میں ہے:

"من سئل عن علم فکتمه الجم بلجام النار یعنی جس سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اس کو چھپایا تو اس کے منہ پر آگ کی لگام چڑھائی جائے گی"

دوسری حدیث میں فرمایا:

"الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی حق سے خاموش

رہنے والا گونگا شیطان ہے"

مذہب میں رو رعایت مداہنت حرام ہے قال تعالیٰ:

"وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ یعنی وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں" (کنزالایمان)

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد حامد رضا قادری رضوی بریلوی غفرلہ

خادم سجادہ وگدائے آستانہ رضویہ بریلی شریف

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ

مسلمانے دیگر یک مسلمان معروف النسب را ناحق دشنامہائے ناسزا یعنی حرام زادہ و بدطینت گفت وزنے محصنہ پاکیزہ را متہم بزنا کرد واستفتائے شریعت را ہم انکار نماید یعنی چوں اورا عالمے گفت کہ برچنیں قول تو بحسب شرع فتوی باشد گفت کہ "من چندیں استفتہائے شرع را حدث کردہ برباد دادہ ام و نیز خواہم داد" پس بحسب شرع شریف و دین منیف چہ حکم دارد و مخالطت و مجالست با او روا باشد یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب: ۔ سب وشتم مسلم بے وجہ شرعی سخت کبیرہ است حرام قطعی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"سباب المسلم فسوق دشنام دادن مسلمان را معصیت ست

وَالآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُم عَذَاباًمُّهِیناًلاریب کسانیکہ اللہ ورسول را

ایذامی دہند خدای ایشان رالعنت کردہ است دردنیا وآخرت

مہیا کردہ است مرایشان راعذاب دردناک وخوار کنندہ''

پس از فرمان حضور سرور دوجہاں علیہ التحیۃ والثناٗ کہ بروفق شکل اولست نتیجہ کہ حاصل شد''من اذی مسلما فقد اذی اللّٰہ ''صغری کنیم وآیۃ کریمہ''ان الذین یوذون الآیہ''را کبری پنداریم نتیجہ بہیجہ بری خیزد کہ بر ناحق شاتم مسلم بلا ہامی ریزد و ہمچنیں است حکم قذف محصنہ کی بے حجت شرعیہ معصیت ست کبیرہ سزایش ہستاد درہ و نامقبول شہادت ابدیت بر آن طرہ۔

پس درصورت مستفسرہ ایں کس ناکس فاسق ست وبر فسقش خود قرآن ناطق:

"وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْ

هُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَداً وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"

وآنچہ نسبت فتاوی شرعیہ چنیں وچناں گفت وبصریح استخفاف گل دیگر شگفت از اثم وفسوق بالا تاخت وسند آن کفر برجام ایمانش انداخت بتوبہ وانابت پرداز دوکلمۂ شہادت بصدق قلب برزبان راند ورنہ عجب نے کہ شامت ایں کلمات کفر بسوئے خاتمہ انجامد وبرہمیں ارتداد جان از دست بازد۔

کبیرہ رواہ البخاری و مسلم والترمذی والنسائی وابن

ماجة والحاکم عن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ"

وی فرمایند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"سباب المسلم کالمشرف علی الھلکة مسلم راد شنام

دہندہ گویا در ہلاکت زنندہ رواہ الامام احمد و البزار عن

عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ تعالی عنھما بسند جید"

نیز می فرمایند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقدا اذی اللّٰہ

کسے کہ مسلمان را ایذا داد مابدولت را ایذا داد (سرت گردم و

قربانت شوم) و ہر کہ مابدولت را ایذا داد منتقم حقیقی را ایذا داد

(عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رواہ الطبرانی فی الاوسط

عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بسند حسن"

واو تعالیٰ شانہ می فرماید:

"وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ"

وی فرید جل جلالہ:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا

حرام زادہ اور بدطینت کہا اور ایک پاکباز محصنہ عورت کو زنا سے متہم کیا اور شرعی استفتاء کا بھی انکار کرتا ہے یعنی جب ایک عالم نے اس سے کہا کہ تیرے اس قول پر حسب شرع فتویٰ لگے گا اس نے کہا میں نے شریعت کے ایسے فتوؤں کو پھاڑ کر کے بہادیا اور بہادوں گا، پس ایسے شخص پر بحسب شریعت و دین منیف کیا حکم ہے؟ اس سے ملنا جلنا اس کے ساتھ نشست و برخاست جائز ہے یا نہیں؟ بیان کیجئے اور ثواب پایئے!

الجواب:- بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینا برا بھلا کہنا حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے اس حدیث کو امام بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا''

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''مسلمان کو گالی دینے والا ہلاکت میں پڑنے والا ہے اس کو امام احمد اور بزاز نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سند جید سے روایت کیا''

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس نے کسی مسلمان کو ایذا دیا اس نے مجھ کو ایذا دیا اور

در "خلاصہ" می فرماید:

"لوقال مرابامجلس علم چہ کار اوقال من یقدر علی اداء ما یقولون یکفر اھ"

در "عالمگیری" ست:

"لو القی الفتوی علی الارض وقال ایں چہ شرعست کفراہ ملخصًا"

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری در "شرح فقہ اکبر" ارشاد می نماید:

"القی الفتوی علی الارض ای اھانۃ کما یشیر الیہ عبارۃ الالقاء او قال ماذا الشرع ھذا کفراہ"

الحاصل ایں کس ناکس فاسق یعنی چہ فاش مرتدست ومخالطت ومجالست باو بالاجماع حرام وموجب ہزاراں آثام. و نسئل اللّٰہ عفو والعافیۃ فی الدین و الدنیا و الآخرۃ واللّٰہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم و احکم.

کتبہ

محمد ن المعروف بحامد رضا

کانہ لہ اللہ تعالیٰ بجاہ جلیبہ المجتبی علیہ افضل التحیۃ الثناء

ترجمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مسلمان نے ایک دوسرے معروف النسب مسلمان کو ناسزا گالیاں دیں یعنی

جس نے مجھ کو ایذا دیا مالک حقیقی کو ایذا دیا (عز جلالہ وصلی
اللہ علیہ وسلم) اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن سے روایت کیا''

اور اللہ تعالیٰ جل شانہ، فرماتا ہے:

''جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے
دردناک عذاب ہے''

نیز فرماتا ہے:

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے اس پر دنیا اور
آخرت میں خدا کی لعنت ہے اس کے لئے دردناک اور دشوار
کن عذاب تیار کیا گیا ہے''

تو فرمان حضور سرور دوجہاں علیہ التحیۃ والثناء کے مطابق شکل اوّل پر نتیجہ حاصل ہوا ''من اذی مسلماً فقد اذی اللّٰہ'' کو ہم صغریٰ بناتے ہیں اور آیت کریمہ ''ان الذین یوذونُ اللّٰہ'' کو کبریٰ بناتے ہیں تو ایک صاف ستھرا روشن نتیجہ نکل آتا ہے کہ بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو گالی دینے والے پر مصائب نازل ہوتے ہیں۔

یہی حکم محصنہ پاکدامن عورت پر تہمت لگانے والے کا ہے کہ بلاوجہ شرعی معصیت کبیرہ ہے اور اس کی سزا اسّی کوڑے اور اس پر طرہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے ''مردود الشہادہ'' رہے گا۔

تو صورت مستفسرہ میں یہ شخص فاسق اور خود قرآن اس فسق پر ناطق اور وہ جو اس نے فتویٰ شرعیہ کے بارے میں چین و چنا بکا اور استخفاف صریح میں ایک اور ہی گل کھلایا اور گناہ وفسق کو بلائے طاق رکھ دیا، اثم وفسوق کے لئے بھی اونچی چھلانگ لگائی اور اپنے جامۂ ایمان پر کفر کی سند چسپا کرلی توبہ واستغفار کرے اور صدق دل سے کلمۂ شہادت زبان پر لائے ورنہ عجب نہیں کہ یہ کلمۂ کفر خاتمہ کی طرف پہنچے اور اسی ارتداد پر جان ہاتھ سے دھو بیٹھے۔

''خلاصہ'' میں فرماتے ہیں:

''اگر کسی نے یہ کہا: مجھے مجلس علم سے کیا کام، یا یہ کہا کہ ''کون قادر ہے اس کی ادائیگی پر جو یہ (علماء) لوگ کہتے ہیں کافر ہوگیا''

''عالمگیریہ'' میں ہے:

''اگر فتویٰ کو زمین پر پھینک دیا اور کہا یہ کیا شریعت ہے کافر ہوگیا اھ ملخصاً''

علامہ علی قاری ''شرح فقہ اکبر'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''فتویٰ کا زمین پر پھینکنا یعنی اہانت کرنا جیسا کہ ''القی'' کے لفظ سے اشارہ ہوتا ہے یا کہا کہ یہ کیا شرع ہے یہ کافر ہوگیا''

الحاصل یہ شخص فاسق اور کھلا مرتد ہے اور اس سے میل جول اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالاجماع حرام اور ہزاروں گناہوں کا موجب ہے:

ونسئل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جلّ مجدہ اتم واحکم.

یعنی ہم اللہ سے بخشش وعافیت کا سوال کرتے ہیں دین ودنیا اور آخرت میں اور اللہ اس کی ذات پاک وبلند ہے وہی زیادہ جانتا ہے اور اسی کا علم وبزرگی بلندی میں اکمل واحکم ہے.

کتبہ محمد ن المعروف بحامد رضا

کانہ لہ اللہ تعالیٰ بجاہ جلیبہ المجتبیٰ علیہ افضل التحیۃ الثناء

بحمد اللہ تم